بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مواعظ رضویہ

سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ

ڈجکوٹ روڈ، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مواعظِ رضویہ (جدید)

حصّہ سوم

تصنیف لطیف: مولانا نور محمد قادری صاحب (دربٹن)

قیمت ____________

ناشر
سُنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد
گاؤں کدلٹھی تحصیل و ضلع شیخوپورہ

marfat.com

فہرست مضامین مواعظِ رضویہ (حصہ سوم)

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	حرفِ آغاز	۹
	پہلا وعظ	
۲	حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوّل مخلوق اور باعثِ ایجادِ عالم ہیں	۱۱
۳	فائدہ	۱۳
۴	حضور تمام مخلوقات کی پیدائش کے لیے واسطہ ہیں	۱۵
	دوسرا وعظ	
۵	بیان ولادت پاک حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰
۶	نور پاک پشتِ آدم میں	۲۲
۷	حضرت حوا کی پیدائش	۲۵
۸	نورِ محمدی کا انتقال بجانب حوا	۲۶
	تیسرا وعظ	
۹	نورِ مصطفےٰ کا انتقال حضرت شیث علیہ کی طرف	۲۶
۱۰	حضور پُرنور کے جملہ آبا مسلمان تھے	۲۸
۱۱	سوال	۲۹
۱۲	جواب	۳۰
۱۳	فائدہ	۳۱
۱۴	استفتاء	//
۱۵	ہوالمصوب	//

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	چوتھا وعظ	
۱۶	نورِ احمدی کا انتقال ہاشم و عبدالمطلب کی طرف	۳۳
۱۷	انتقال نورِ احمدی کا بجانب عبدالمطلب	۳۳
	پانچواں وعظ	
۱۸	انتقال نورِ محمدی کا بجانب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ	۳۷
۱۹	جمالِ عبداللہ پر عورتوں کا فدا ہونا	۳۸
	چھٹا وعظ	
۲۰	حضرت عبداللہ کا نکاح	۴۰
۲۱	رحمِ آمنہ رضی اللہ عنہا خاتون میں نورِ محمدی	۴۱
۲۲	آپ کے حمل میں آنے سے عجائبات کا ظہور	۴۱
۲۳	حکایت	۴۳
۲۴	انبیائے کرام کی آمنہ بی بی کو بشارتیں	۴۴
	ساتواں وعظ	
۲۵	حبیبِ خدا رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا اور ولادتِ باسعادت کا بیانِ مبارک	۴۵
۲۶	تاریخ ولادت حضور سراپا نور	//

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۷	زمان کو حضور سے شرافت حاصل ہے۔	۴۶
۲۸	حضور کے ظہور کے وقت جنت کا سجانا۔	۴۷
۲۹	جنتی عورتیں اور حوریں دائیاں بن کر آتی ہیں۔	〃
۳۰	ملائکہ کا حضور کی زیارت کیلئے آنا	۴۸
۳۱	حضور کا تمام دنیا کا دورہ کرنا	۴۹
۳۲	وقت ولادت عجائبات کا ظہور	۵۰
	آٹھواں وعظ	
۳۳	حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد پاک	۵۴
۳۴	حضرات	〃
۳۵	میلاد سُنّت الٰہیہ ہے	۵۵
۳۶	سیدہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔	۵۶
۳۷	میلاد بیان کرنا سنّتِ مصطفٰے ہے	۵۷
۳۸	میلاد مبارک پر منکرین کا بڑا اعتراض	۵۸
۳۹	تشریح	۶۰
۴۰	حدیث پاک سے تعین یوم پر دلیل۔	〃
۴۱	دوسری حدیث	۶۱
۴۲	منکرین خود حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔	۶۲
۴۳	امام ابو شامہ امام نووی کے استاد کا قول	〃
۴۴	حضرت حافظ الحدیث ابن الجزری رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان۔	۶۳
۴۵	حضرت امام سخاوی علیہ رحمت الباری کا مبارک قول	〃
۴۶	فائدہ	۶۴
۴۷	حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول	〃
۴۸	حضرت امام ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ کا قول۔	۶۵
۵۰	فائدہ	〃
۵۱	حضرت ابن جوزی کے پوتے رحمتہ اللہ علیہ کا قول	۶۶
۵۲	فائدہ	〃
۵۳	حضرت سید احمد زینی شافعیؒ کا قول۔	۶۷
۵۴	حضرت خاتم الفقہا و محدثین شیخ احمد شہاب الدین حجر ہیتمی مکی کا قول	
۵۵	افضل الفضلاء علم العلماء فرید العصر مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کا فرمان مبارک	〃
۵۶	فاضل اجل عالم بے بدل خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا نورانی قول۔	۶۸
۵۷	حضرت مولنا مولوی محمد عنایت احمد صاحب کا قول۔	〃

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۸	فائدہ	۶۹
۵۹	عالم ربانی فاضل لاثانی حامی دین نبوی حضرت مولانا حافظ ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی کا قول	؍؍
۶۰	فائدہ	۷۱
۶۱	فائدہ	۷۲
۶۲	فائدہ	۷۳
۶۳	عارف معارف حقیقت سالک مسالک شریعت و طریقت مولانا الحاج الحافظ شاہ محمد امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول فیصل	۷۴
۶۴	منکرین کو نصیحت	؍؍
۶۵	منکرین کا لفظ عید پر ابال	۷۴
۶۶	مغالطہ	؍؍
۶۷	فائدہ	۷۵
۶۸	میلاد کا روز اکابر علماء کے ہاں عید ہے۔	۷۶
۶۹	فائدہ	؍؍
۷۰	یوم ولادت پاک خوشی منانے کی برکت۔	؍؍
۷۱	قیام کرنا	۷۷
۷۲	سید احمد زینی شافعی مفتی مکہ کا قول	؍؍
۷۳	امام عالم علامہ فہامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی کا مبارک قول۔	۷۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۴	فائدہ	۷۸
۷۵	حضرت امام سبکی کا قیام	؍؍
۷۶	فائدہ	۷۹
۷۷	علامہ فہامہ حضرت شیخ عبد الرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	؍؍
۷۸	حرف آخر	۸۰
	نواں وعظ	
۷۹	حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا حال اور اس زمانہ کے خوارق کا بیان	۸۱
۸۰	دونوں جہاں کا سردار ایک یتیم ہیں	؍؍
۸۱	رؤسائے قریش کا دستور	؍؍
۸۲	آپ کی رضائی والدہ	۸۲
	حضرت حلیمہ کا بخت	
	دسواں وعظ	
۸۳	حضور کا شق صدر بچپن میں	۸۶
	گیارھواں وعظ	
۸۴	ذکر والدہ ماجدہ اور کفالت عبد المطلب	۹۰
۸۵	والدہ ماجدہ کا انتقال	؍؍
۸۶	عبد المطلب کی کفالت	۹۱
۸۷	بچپن میں حضور کی خیر و برکت	؍؍
۸۸	ابو طالب کی کفالت	؍؍
۸۹	بحیرہ راہب کی شہادت	۹۲

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۹۰	نبی کریم کا سفر تجارت	۹۴
۹۱	آپ کا نکاح بی بی خدیجہ	۹۵
	بارھواں وعظ	
۹۲	حضور پر نور کا حسن و جمال	۹۶
۹۳	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	
۹۴	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان	۹۷
۹۵	فائدہ	//
۹۶	حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان	//
۹۷	حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرمان۔	//
۹۸	جسم پاک کی نورانیت	۹۹
۹۹	حضور کے جسم اقدس کی لطافت و نظافت	۱۰۰
۱۰۰	فائدہ	//
۱۰۱	جسم اقدس خوشبودار تھا	//
۱۰۲	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔	//
۱۰۳	حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔	۱۰۱
۱۰۴	حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	//
۱۰۵	حکایت	۱۰۲
۱۰۶	حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔	۱۰۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۷	حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۱۰۳
	تیرھواں وعظ	
۱۰۸	حضور اقدس کے جسم پاک کی برکت کا بیان	۱۰۳
۱۰۹	جسم اقدس کی برکت	//
۱۱۰	حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔	۱۰۴
۱۱۱	حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۱۰۵
۱۱۲	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔	۱۰۶
۱۱۳	حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۱۰۷
۱۱۴	حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ فرماتی ہیں	//
۱۱۵	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے چھو جانیوالی شے پر دوزخ کی آگ اثر نہیں کر سکے گی۔	۱۰۹
۱۱۶	تنبیہ	//
	چودھواں وعظ	
۱۱۷	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت و شجاعت	۱۱۱
۱۱۸	حضور کی خداداد طاقت	۱۱۲
۱۱۹	تنبیہ	۱۱۴
۱۲۰	آپ کی شجاعت	//
۱۲۱	حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۱۱۵

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲۲	فائدہ	۱۱۵
	پندرھواں وعظ	
۱۲۳	رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ اور فضلات خوشبودار تھے۔	۱۱۸
۱۲۴	آپ کا پسینہ مبارک	〃
۱۲۵	حضرت انس کی والدہ ام سلیمؓ فرماتی ہیں۔	۱۱۹
۱۲۶	فائدہ	〃
۱۲۷	خون مبارک پاک اور باعث برکت ہے۔	۱۲۰
۱۲۸	شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔	〃
۱۲۹	آپ کا دم محبت سے پی جانے سے سلمان جنتی بن جاتا ہے	۱۲۱
۱۳۰	آپ کا بول و براز امت کے حق میں پاک ہے۔	〃
۱۳۱	حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔	
۱۳۲	حضرت یوسف اسمٰعیل نبہانی فرماتے ہیں۔	۱۲۲
۱۳۳	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔	۱۲۲
۱۳۴	آپ کا بول و براز خوشبودار تھا	۱۲۳
۱۳۵	حکایت	〃

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۶	آپ کا بول مبارک باعث شفا ہے	۱۲۳
	سولھواں وعظ	
۱۳۷	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے شریفہ کا حسن وجمال	۱۲۴
۱۳۸	چہرہ اقدس کا بیان	۱۲۵
۱۳۹	مبارک لب	۱۲۶
۱۴۰	دندان مبارک	〃
۱۴۱	لعاب دہن	۱۲۸
۱۴۲	لعاب مبارک کی خوشبو	〃
۱۴۳	لعاب کی شیرینی	۱۲۹
۱۴۴	لعاب شفا	۱۳۰
۱۴۵	لعاب مبارک کی غذائیت	〃
۱۴۶	علامہ محقق حضرت عبدالحق دہلوی وعلامہ یوسف نبہانی لکھتے ہیں۔	۱۳۱
	سترھواں وعظ	
۱۴۷	مبارک آنکھوں اور زلفوں کا حسن دلربا	۱۳۱
۱۴۸	مبارک آنکھوں کا حال	۱۳۲
۱۴۹	فائدہ	۱۳۳
۱۵۰	فائدہ	۱۳۵
۱۵۱	فائدہ	۱۳۶
۱۵۲	بال مبارک	۱۳۷
۱۵۳	صحابہ کے نزدیک حضور کے بالوں کی عظمت	〃
۱۵۴	فائدہ	۱۳۸

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵۵	مبارک بالوں کی برکت	۱۳۹
۱۵۶	فائدہ	۱۴۰
۱۵۷	حکایت	〃
	اٹھارواں وعظ	
۱۵۸	معراج شریف کے بیان میں	۱۴۱
۱۵۹	معراج کے متعلق عقیدہ	۱۴۲
۱۶۰	حضور کی سیر کے دو حصے	〃
۱۶۱	معراج کی کیفیت میں اختلاف ہے	〃
۱۶۲	جسمانی معراج پر دلائل	۱۴۳
۱۶۳	فلاسفہ کا انکار معراج	۱۴۴
	انیسواں وعظ	
۱۶۴	آسمانوں پر جانیکے نقلی دلائل	۱۴۵
۱۶۵	نقلی دلائل	〃
۱۶۶	نتیجہ	〃
۱۶۷	نیچریوں کا دوسرا سوال اور اس کا جواب	۱۴۷
۱۶۸	فائدہ	〃
۱۶۹	حکایت	۱۴۸
۱۷۰	مقولہ حضرت جنید	〃
۱۷۱	حکایت دوم	〃
	بیسواں وعظ	〃
۱۷۲	معراج شریف کی حکمتیں	〃
	اکیسواں وعظ	
۱۷۳	معراج شریف کیلئے رات کے تعین کی حکمت	۱۵۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	بائیسواں وعظ	
۱۷۴	معراج کس جگہ سے ہوا	۱۵۷
۱۷۵	تاریخ معراج	〃
۱۷۶	سُبحٰن	۱۵۸
۱۷۷	الَّذِی اَسْرٰی	۱۵۹
۱۷۸	بِعَبْدِہٖ	〃
۱۷۹	بعبدہٖ کی وضاحت	۱۶۰
۱۸۰	وہابیہ کا لفظ عبد پر اعتراض	〃
۱۸۱	بعبدہٖ کے فرمانے کی حکمت	〃
۱۸۲	لَیْلاً	۱۶۱
۱۸۳	من المسجد الحرام	〃
۱۸۴	اِلَی المسجد الاقصٰی	〃
۱۸۵	اعتراض	〃
۱۸۶	جواب	۱۶۲
۱۸۷	الذی بارکنا حولہٗ	
۱۸۸	لِنُرِیَهٗ مِنْ آیاتِنَا	۱۶۳
۱۸۹	لفظ من سے مغالطہ کا ازالہ	〃
۱۹۰	اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ	۱۶۴
	تیئسواں وعظ	۱۶۵
۱۹۱	شق صدر مبارک کی حکمت	۱۶۷
۱۹۲	سونے کا طشت	〃
۱۹۳	قلب اقدس کا زمزم سے دھویا جانا	۱۶۸
۱۹۴	براق کا حاضر کیا جانا	〃
۱۹۵	براق کی وجہ تسمیہ	۱۶۹

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹۶	براق بھیجنے میں حکمت	۱۶۹
۱۹۷	براق پر سواری	۱۷۰
۱۹۸	فائدہ	۱۷۰
۱۹۹	ظہور شانِ حبیبِ خدا	۱۷۱
۲۰۰	فائدہ	〃
	چوبیسواں وعظ	
۲۰۱	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بطحائے مکہ سے روانگی اور عجائبات کا ملاحظہ فرمانا	〃
۲۰۲	فائدہ	۱۷۲
۲۰۳	فائدہ	۱۷۳
۲۰۴	مجاہدین کا ملاحظہ فرمانا	۱۷۴
۲۰۵	تارک زکوٰۃ کا دیکھنا	〃
۲۰۶	تارک صلاۃ کا ملاحظہ فرمانا	〃
۲۰۷	زانیوں کا دیکھنا	〃
۲۰۸	حریص کا دیکھنا	۱۷۵
۲۰۹	واعظ سوء کو دیکھنا	〃
۲۱۰	جنت کی آواز سننا	۱۷۶
۲۱۱	دوزخ کا آوازہ سننا	〃
۲۱۲	یہود و نصرانی کا بلانا	۱۷۷
۲۱۳	حرام کھانے والے ملاحظہ فرمایئے	〃
۲۱۴	سود خواروں کو دیکھنا	〃
۲۱۵	مال یتیم کھانے والے دیکھے	〃
۲۱۶	زانی عورتوں کا دیکھنا	۱۷۸
۲۱۷	چغل خور	〃

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۱۸	وہابیہ کا اعتراض	۱۷۸
۲۱۹	جواب	〃
	پچیسواں وعظ	
۲۲۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس (پہنچنا)	〃
۲۲۱	فائدہ	۱۷۹
۲۲۲	فائدہ	۱۸۰
۲۲۳	انبیاء کرام کا ثناء کرنا	〃
۲۲۴	حضور کا سب سے افضل ہونا	۱۸۳
	چھبیسواں وعظ	
۲۲۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان اول پر جلوہ فرمانا	۱۸۴
۲۲۶	آسمان دنیا کی طرف عروج	۱۸۵
۲۲۷	سماء دنیا پر پہنچنا	〃
۲۲۸	نجدیہ کا اعتراض	۱۸۶
۲۲۹	جواب	۱۸۷
۲۳۰	آدم علیہ السلام زندہ ہیں	〃
۲۳۱	آسمانوں پر جبرئیل علیہ السلام کا حضرات انبیاء سے تعارف کرانا	۱۸۸
۲۳۲	آسمان پر امور غریبہ کا دیکھنا	〃
	ستائیسواں وعظ	
۲۳۳	دوسرے آسمان سے چھٹے تک سیر	۱۸۹
۲۳۴	آسمان دوم کے عجائبات	۱۹۰
۲۳۵	تیسرے آسمان کی سیر شطر حسن کی تشریح	۱۹۱
۲۳۶	چوتھے آسمان کی سیر	۱۹۲
۲۳۷	فائدہ	〃

marfat.com

نمبرشمار	مضمون	نمبرشمار
	آخری قعود فرض ہے،	۱۹۳
	پانچویں آسمان کی سیر	〃
	چھٹے آسمان کی سیر موسیٰ علیہ السلام کا رونا حضور کو غلام کہا	۱۹۴
	اٹھائیسواں وعظ	
۲۴۴	ساتویں آسمان کی سیر	۱۹۶
	بیت المعمور،	۱۹۷
	نہر الحیواۃ	〃
	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام	〃
	ساتویں آسمان پر نیکوں اور بدوں کا دیکھنا	۱۹۸
	حوض کوثر،	〃
	ایک جسم کا آن واحد میں متعدد جگہ حاضر ہونا	۱۹۹
	فائدہ	۲۰۰
	انتیسواں وعظ	
۲۵۲	سرکار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مقام سدرۃ المنتہیٰ اور جنت میں تشریف لے جانے کا۔	۲۰۱
۲۵۳	سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ	۲۰۱
۲۵۴	سدرۃ کا حسن منظر	۲۰۲
۲۵۵	چار نہریں ملاحظ فرمائیں	
۲۵۶	سدرۃ پر جبریل علیہ السلام کا رک جانا اور جبریل علیہ السلام کی حاجت	

نمبرشمار	مضمون	صفحہ
۲۵۷	قلموں کی آواز سننا اور قلموں کی لکھنے کی تشریح	۲۰۴
۲۵۸	جنت دوزخ کا ملاحظہ کرنا	۲۰۵
۲۵۹	**تیسواں وعظ**	
	حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عرش عظیم پر تشریف لے جانا۔	〃
۲۶۰	عرش پر علم ماکان و مایکون کا حاصل ہوتا۔	۲۰۶
۲۶۱	وہابیوں کی خیانت و تواریخ حبیب اللہ و امام شعرانی	۲۰۷
۲۶۲	مردان خدا کی نظریں عرش پر پڑتی ہیں۔	۲۰۸
	اکتیسواں وعظ	
۲۶۳	حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام قدس میں پہنچنا۔	〃
۲۶۴	قاب قوسین کی حکمت	۲۱۰
۲۶۵	حبیب پاک کا صفات باری سے متصف ہونا۔	۲۱۱
۲۶۶	**بتیسواں وعظ**	
	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار جمال باری تعالےٰ سے مشرف ہونا	۲۱۳
۲۶۷	امکان رؤیتہ باری تعالیٰ	〃
۲۶۸	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا	۲۱۴

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	دیدار الٰہی سے شرف ہونا	
۲۶۹	دیدار الٰہی کے وقت حضور کی کمال قدرت	۲۱۵
۲۷۰	دیدار الٰہی میں آپ کو کوئی شک نہیں رہا۔	″
۲۷۱	رویت باری تعالیٰ میں مذہب جمہور۔	۲۱۶
	تینتیسواں وعظ	
۲۷۲	رویت باری تعالیٰ کا ثبوت حدیث پاک اور اقوال بزرگان دین سے۔	۲۱۸
۲۷۳	اقوال بزرگان دین	۲۲۰
	چونتیسواں وعظ	
۲۷۴	مخالفین کا عدم رویۃ پر استدلال اور اسکا جواب	۲۲۳
	پینتیسواں وعظ	
۲۷۵	اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف پانا	۲۲۸
۲۷۶	اللہ تعالیٰ کے سلام سے شرف ہونا	۲۲۹
۲۷۷	فرضیت نماز	۲۳۰
۲۷۸	واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات۔	۲۳۱
۲۷۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمازوں میں تخفیف طلب کرنے کا مشورہ دینا	۲۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	چھتیسواں وعظ	۲۳۴
۲۸۰	واپسی پر قافلوں کا ملاحظہ فرمانا	″
۲۸۱	بیت المقدس کی نشانیاں بتلانا۔	۲۳۵
۲۸۲	حضور علیہ السلام کا مشاہدہ ہونا۔	۲۳۶
۲۸۳	زمین کے خزائن کے مالک ہیں	۲۳۷
	(ختم شد)	

marfat.com

حرفِ آغاز

اَلحَمدُ لِلّٰہِ :۔ کتاب "مواعظ رضویہ" حصہ سوم چھپ کر زیور علم و فن آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کتاب بڑے سادہ دلچسپ انداز میں لکھی گئی ہے۔ اشعار کی بجائے قرآنی آیات، احادیث، حکایات و اقوال بزرگان دین کا اتنا بڑا مواد ہے کہ آپ کو دوسری کتب وعظ میں ملنا محال ہے۔

ہم نے مصنف موصوف سے اُن کے تمام وعظوں کے حقوق حاصل کر لئے ہیں۔ اور آئندہ باقی حصص انشاءاللہ العزیز آپ کی خدمت میں جلد ہی پیش کر رہے ہیں۔

کتاب علمی نقطہ نگاہ سے بلند پایہ ہے۔ ہر موضوع دلائل و براہین سے واضح کیا گیا ہے۔ وعظ کی جامع و مدلل کتاب ہے۔ حالات حاضرہ سے متعلقہ موضوعات پر عوام کی تنبیہ کے لئے زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ اس کتاب کے ہوتے ہوئے مقرر کو وعظ کی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف یہی کتاب عالم فاضل بنا دیتی ہے۔

دوسری کتب وعظ سے اخذ کردہ تقریر سے عوام کو معلوم ہوجاتا ہے کہ مولانا صاحب فلاں کتاب سے بیان فرما رہے ہیں۔ مگر مواعظ رضویہ آپ کو اس بات سے بے نیاز کر دے گی۔ آپ خود مسائل کو اپنی طرز پر سیٹ کر کے خود اپنی تقریر تیار کریں اور عوام کو دین حق سے روشناس کرائیں آپ بوقت ضرورت اشعار خود لگا سکتے ہیں۔ مصنف موصوف کی طبیعت اشعار کیطرف مائل نہ تھی۔

المختصر یہ کتاب علماء و مقررین کے لئے معاون و مددگار کتاب ہے

marfat.com

وعظ سے بیشتر خدمت صرف کئے ہوئے آپ کو تحسین و آفرین سے ہمکنار کر دیں گے۔

ہم نے یہ کتب خانہ کسی ذاتی غرض و غایت کے پیش نظر قائم نہیں کیا بلکہ مذہب برحق اہلسنت و جماعت کی خدمت و اشاعت ہمارا نصب العین ہے۔ ہم بڑی کوشش سے اپنے مسلک سے متعلقہ کتب فراہم کرتے ہیں۔

آپ سے استدعا ہے کہ آپ بھی ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں کتابیں منگوا کر پڑھیں تاکہ ہم اپنے نصب العین میں کامیاب ہو سکیں۔ مزید التماس کہ اپنے قیمتی مشوروں سے سرفراز فرمائیں تاکہ اس کتب خانہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو۔

دعاگو

فقیر ابو سلیم محمد اسلم علوی، قادری، رضوی

مالک و منیجر سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ
لائلپور

marfat.com

پہلا وعظ

حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم اوّل مخلوق اور باعث ایجاد عالم ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَتَبَارَكَ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

ان کلمات اعجاز سمات میں حمد خدا اور ثنائے الٰہی بیان کی گئی ہے۔ نیز یہی آیت حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت اور وصف کو بھی متضمن ہے یعنی جیسا کہ اول آخر۔ ظاہر۔ باطن اسمائے و صفات خداوندی ہیں اسی طرح اول، آخر، ظاہر، باطن حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے اسماء اور صفات بھی ہیں۔ کیونکہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اسماء و صفات الٰہی سے متخلق اور متصف ہیں۔ (مدارج جلد اول ص۲)

اول، آخر، ظاہر، باطن اللہ تعالیٰ کی یہ صفتیں ظاہر باہر ہیں مگر یہ اوصاف حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے اسطرح ہیں کہ آپ اول تو اس لئے ہیں کہ سب سے اول آپکا نور مخلوق ہوا جب کہ نہ آسمان تھا نہ زمین۔ نہ لوح تھی اور نہ قلم نہ آدم تھے نہ جن تھے نیز روز میثاق سب سے پہلے آپ نے بلیٰ کہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ پر سب سے پہلے آپ نے ایمان لایا تھا۔ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ نیز قیامت کے روز اول آپ ہی قبر انور سے باہر تشریف لائینگے اور آپ ہی اولاً در شفاعت کھولینگے اور سب سے پہلے آپ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ اور آخر آپ اس لئے ہیں کہ آپ کی بعثت سب انبیاء علیہم السلام کے آخر میں ہوئی۔ آپ کا دین آخری دین ہے اور آپ کی کتاب آخری کتاب ہے کہ اسلام اور قرآن کے بعد کوئی دین اور کتاب نہیں ہوگا۔ ظاہر اس لئے ہیں کہ تمام آفاق عالم میں آپکے انوار موجود ہیں جس سے عالم روشن ہے۔ اور باطن یعنی پوشیدہ اس لئے ہیں کہ آپ کی حقیقت نگاہ عالم سے پوشیدہ ہے۔ اور حقیقت محمدیہ صلوٰۃ اللہ علیہا و سلامہٗ کو سوائے خدا و نبی عالم کے کسی نے نہ جانا۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اس لئے ہیں کہ آپ باذن اللہ ہر شے کے عالم ہیں (مدارج جلد اول ص۳)

marfat.com

حضرات مسلمین! اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالٰے نے ہمارے رسول پاک کا نور سب سے اول پیدا فرمایا جب کہ نہ زمین تھی نہ آسمان نہ شمس و قمر نہ ملائکہ۔ نہ جن و انسان تھا غرضیکہ اسوقت سوائے رب العزت جل و علیٰ کے کچھ بھی نہ تھا۔ حدیث میں وارد ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (مدارج النبوت حصہ دوم ص۱، تاریخ حبیب اللہ ص۳، شہاب ثاقب مصنفہ مولوی حسین احمد دیوبندی ص۴۷ معارج رکن اوّل ص۱۹۶)

ترجمہ:۔ سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ ایک حدیث پاک میں وارد ہوا ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمُ مگر اس حدیث میں اولیت اضافی ہے کہ عرش اور پانی کے بعد قلم کو پیدا فرمایا۔ اور حضور انور کے نور والی حدیث میں اولیت حقیقی ہے لہٰذا تعارض منتفی ہو کر دونوں حدیثوں میں تطابق ہوگیا (مدارج حصہ دوم ص۱)

بعض علماء نے ان حدیثوں کا جواب یہ دیا ہے۔ نور اور عقل اور علم سب عبارت نور مصطفٰے سے ہے۔ چونکہ حضور ظاہر بنفسہ ہیں اور مظہر لغیرہ ہیں اس اعتبار سے آپ کو نور کہا گیا۔ اس جہت سے کہ آپ کو جملہ اشیاء کا تعقل ہے اس لحاظ سے آپ کو عقل کہا گیا۔ اس حیثیت سے کہ تمام علوم لوح محفوظ میں آپ کے واسطے سے مندرج ہیں۔ اس واسطے آپ کو قلم کہا گیا (معارج رکن اول ص۱۹۶)

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص۵۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ حضور کے لئے نبوت کب سے ثابت ہے فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی ابھی تک آپ کے روح کا تعلق آپ کے جسم کیساتھ نہیں تھا۔ ثابت ہوا کہ حضور کے نور کی تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل ہے اور حضور آدم سے پہلے نبی بن چکے تھے۔

(۲) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ

marfat.com

دَعْوَۃُ اِبْرَاہِیْمَ وَبِشَارَۃُ عِیْسٰی وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَأَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَہَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَہَا مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ رواہ فی شرح السنۃ (مشکوٰۃ ص۵۱۳)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اسوقت خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی گوندھی ہوئی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔ میں ابھی اپنے امر کا اول بیان کرتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسٰی علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی اماں جان کا وہ رویا آنکھ سے دیکھنا ہوں جسکو انہوں نے مجھے جنتے ہوئے دیکھا بالیقین (اسوقت) ایک نور نکلا جس سے میری اماں جان کے سامنے شام کے محلات روشن ہوگئے۔

فائدہ:- حضرات اس حدیث پاک سے تین باتیں ثابت ہوئیں اول یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام سے پہلے مخلوق ہوئے دوسری یہ کہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضور نور حسی ہیں۔ کہ ولادت کے وقت اتنی روشنی ہوئی کہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شام کے محلات کو ملاحظہ فرمالیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۴):- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (مدارج حصہ دوم ص۳) ترجمہ:- میں اسوقت نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(۵) عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ (انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص۳)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے ہاں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال قبل نور تھا۔ یعنی میرا نور آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بہت قبل ہے۔

(۶) رَوَی عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِسَنَدِہٖ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ

marfat.com

يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَآءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ فَجَعَلَ ذَالِكَ النُّوْرُ يَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذَالِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّلَا جَنَّةٌ وَّلَا نَارٌ وَّلَا مَلَكٌ وَّلَا سَمَآءٌ وَّلَا اَرْضٌ وَّلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنِّيٌّ وَّلَا اِنْسِيٌّ فَلَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَّمَ ذَالِكَ النُّوْرَ اَرْبَعَةَ اَجْزَآءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِيْ اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَ اَجْزَآءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِيْ الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّالِثِ بَاقِيَ الْمَلَآئِكَةِ ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَآءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ السَّمٰوٰتِ وَمِنَ الثَّانِيْ الْاَرْضِيْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَآءٍ الْحَدِيْثُ بِطُوْلِهٖ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز پیدا فرمائی فرمایا اے جابر بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا اسوقت لوح و قلم۔ جنت و دوزخ فرشتگان آسمان و زمین۔ سورج چاند جن و انسان کچھ نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے پہلے سے قلم دوسرے سے لوح۔ تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ پہلے سے فرشتگان حامل عرش۔ دوسرے سے کرسی تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے پھر چوتھے کے چار حصے کئے پہلے سے آسمان۔ دوسرے سے زمین۔ تیسرے سے بہشت و دوزخ بنائے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ الیٰ آخر الحدیث۔

اس حدیث کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب جلد اول ص۴۶ میں۔ امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نے انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص۱۳ میں علامہ شیخ محقق دہلوی نے مدارج النبوۃ ص۳۰۹ جلد اول۔ علامہ فہامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی نے سیرت حلبی ص۳۷ میں اور علامہ فاسی امام مہدی بن احمد نے مطالع المسرات ص۲۱ میں اور خاتم الفقہاء والمحدثین شیخ شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی

نے فتاویٰ حدیثیہ ص۵۱ میں درج فرمایا۔ خود دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص۶ میں اور مولوی محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی نے مقامات کے حاشیہ ص۱ میں اس حدیث کو نقل کیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ کَمْ عَمَرْتَ مِنَ السِّنِیْنَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَسْتُ اَعْلَمُ غَیْرَ اَنَّ فِی الْحِجَابِ الرَّابِعِ نَجْمًا یَطْلُعُ فِیْ کُلِّ سَبْعِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَرَّةً رَاَیْتُهُ اِثْنَیْنِ وَسَبْعِیْنَ اَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ وَعِزَّةِ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُهُ اَنَا ذٰلِکَ الْکَوْکَبُ (سیرت حلبی ص۳۶)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا اے جبریل بتاؤ تمہاری عمر کتنے سال کی ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ اسکا مجھے کوئی علم نہیں البتہ حجاب رابع میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد ایک دفعہ طلوع کرتا تھا اس کو میں نے بہتر ہزار دفعہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے جبریل مجھے اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام سے کئی ہزار سال پہلے مخلوق ہو چکے تھے۔

حضور تمام مخلوقات کی پیدائش کیلئے واسطہ ہیں:۔ حضرات! یہ ساری کائنات آسمان و زمین، شمس و قمر، جنت دوزخ، انس و جن حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں وجود میں آئی ہے۔ اگر آپ کی ذات بابرکات تشریف نہ لاتی تو عالم میں کوئی ایک شئے بھی پیدا نہ ہوتی۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بدانکہ اول مخلوقات وواسطہ صدور کائنات وواسطہ خلق عالم وآدم نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم است (مدارج حصہ دوم ص۱)

الحاصل شمس و قمر کی روشنی گلاب و چنبیلی کی خوشبوئیں۔ باغ کے پھول اور

سارے عالم کی یہ چہل پہل اور رونقیں محض اور صرف حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے وجود میں آئی ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

توئی شاہ وایں جملہ خیل تو اند

تو مقصود وایں ہمہ طفیل تو اند

نیز اعلحضرت عظیم البرکت بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

ہے انہی کے دم قدم کی باغ عالم میں بہار

وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کو حضور علیہ السلام کے واسطہ سے پیدا کیا (مدارج جلد اول صہ ٣٠٩) معلوم ہوا کہ آپ تمام کائنات کے لئے واسطہ ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ اس مضمون پر بہت حدیثیں اور اقوال صحابہ ناطق ہیں۔ سنئے۔

(١) عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ هَبَطَ جِبْرِيْلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اِنْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَدِ اتَّخَذْتُكَ حَبِيْبًا وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِيْ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا (انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ صہ ١٤ ، مدارج حصہ دوم صہ ٣)

ترجمہ:۔ حضرت جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ کا رب فرماتا ہے میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا خلیل بنایا مگر آپ کو اپنا حبیب بنایا۔ کسی مخلوق کو آپ سے زیادہ بزرگ پیدا نہیں کیا۔ بیشک میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس واسطے پیدا فرمایا کہ جو عزت و منزلت آپ کی میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کردوں۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

marfat.com

(۲) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِمَّ خُلِقْتَ قَالَ لَمَّا اَوْحٰی اِلَیَّ رَبِّیْ مَا اَوْحٰی قُلْتُ یَا رَبِّ مِمَّا خَلَقْتَنِیْ قَالَ تَعَالٰی وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ اَرْضِیْ وَ لَا سَمَائِیْ قُلْتُ یَا رَبِّ مِمَّ خَلَقْتَنِیْ قَالَ تَعَالٰی وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ جَنَّتِیْ وَلَا نَارِیْ (نزہتہ المجالس حصہ دوم ص۸۱)

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کس لئے مخلوق فرمائے گئے۔ فرمایا۔ جب مجھ پر وحی نازل ہوئی میں نے عرض کی اے رب تو نے مجھے کس لئے پیدا فرمایا۔ ارشاد ہوا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین اور آسمان کو پیدا نہ فرماتا۔ پھر میں نے یہی عرض کیا۔ پھر مجھے خطاب ہوا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی جنت و دوزخ کو نہ بناتا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما تحت تفسیر آیہ کریمہ وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا تحریر فرماتے ہیں کہ جب موسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالٰے کی طرف سے الواح تورات عنایت ہوئیں تو آپ بہت خوش ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ خدایا تو نے مجھے ایسی کرامت کے ساتھ سرفراز فرمایا کہ مجھ سے پہلے کسی کو اس کے ساتھ مکرم نہ کیا۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ اے موسٰی (علیہ السلام) چونکہ ہم نے تیرے قلب کو سب سے زیادہ متواضع پایا۔ لہٰذا کلام و رسالت سے مشرف فرمایا خُذْ مَا اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ وَمُتْ عَلَی التَّوْحِیْدِ وَعَلٰی حُبِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یعنی جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے۔ اس کا شکریہ ادا کرو اور میری توحید اور محبت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جان دینا۔

موسٰی علیہ السلام نے عرض کی۔ الٰہی محمد کون ہیں۔ جسکی محبت میری توحید سے مقرون ہے۔ ارشاد ہوا کہ محمد (صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم) وہ ہیں کہ جن کا نام نامی دو ہزار برس پہلے آسمان و زمین کی پیدائش سے میں نے عرش پر لکھا ہے۔ اگر تو میری بارگاہ میں نزدیکی چاہتا ہے تو ان پر بکثرت درود بھیجا کر۔ موسٰی علیہ السلام نے عرض

marfat.com

کی الٰہی! مجھے محمد (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) سے آگاہ فرمادے کہ وہ کون ہیں۔ جن کے بغیر تیرے دربار میں قرب حاصل نہیں ہوسکتا۔ خطاب آیا۔ اے موسیٰ لولا محمدٌ وَاُمَّتُہٗ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا اللَّیْلَ وَلَا النَّھَارَ وَلَا مَلَکًا مُقَرَّبًا وَلَا نَبِیًّا مُرْسَلًا وَلَا اِیَّاکَ ۔ اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور انکی امت نہ ہوتی تو میں بہشت و دوزخ۔ چاند۔ سورج شب و روز۔ ملائکہ انبیا کسی کو پیدا نہ کرتا۔ اور نہ تجھے پیدا کرتا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ خدایا۔ کیا میں تیرے دربار میں زیادہ محبوب ہوں یا محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم زیادہ محبوب ہیں ارشاد ہوا اے موسیٰ تو میرا کلیم ہے اور محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میرے حبیب ہیں اور قاعدہ ہے کہ حبیب کلیم سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ خداوندا کلیم اور حبیب میں فرق کیا ہے ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ (علیہ السلام) کلیم وہ ہوتا ہے جو خدا کو دوست رکھے اور اسکی رضا طلب کرے۔ حبیب وہ ہوتا ہے کہ خود خدا اسکو دوست رکھتا ہے۔ اور اسکی رضا چاہتا ہے (حدیث قدسی میں ہے۔ یَا مُحَمَّدُ (صلے اللہ علیہ وسلم) کُلٌّ اَحَدٍ یَطْلُبُ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاکَ (نزہتہ المجالس ص۲۰۷ حصہ دوم)

نیز کلیم وہ ہوتا ہے جو چالیس روز روزہ رکھے اور چالیس راتیں عبادت کرے پھر خود کوہ طور پر آئے اور میرے ساتھ کلام کرے۔ حبیب وہ ہوتا ہے جو اپنے بستر مبارک پر محو خواب ہو اور میں خود جبریل (علیہ السلام) کو بھیج کر اپنے پاس بلاؤں اور اس سے ہم کلام ہوں (معارج النبوت رکن اوّل ص۱۳)

(۴) حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک روز بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ جب میں زبور پڑھتا ہوں تو ایک ایسا نور ظاہر ہوتا ہے۔ جس سے میرے دل کو راحت و چین حاصل ہوتا ہے اور میرا تمام عبادت خانہ روشن و منور ہوجاتا ہے اور محراب و در جنبش میں آتے ہیں۔ خداوندا یہ نور کیسا ہے خطاب آیا۔ یہ نور میرے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ لِاَجْلِہٖ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ وَاٰدَمَ وَحَوَّآءَ وَالْجَنَّۃَ وَالنَّارَ ۔ یعنی ان ہی کے لئے میں نے دنیا اور آخرت کو پیدا کیا اور آدم وحوا۔ جنت و دوزخ کو

marfat.com

پیدا فرمایا۔ معلوم ہوا کہ یہ سب رونقیں حبیب خدا کے لئے بنائی گئی ہیں۔ (معارج رکن اول ص۱۳)

(۵) اَلدَّیلمی عَن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُمَا مَرفُوعًا اَتَانِی جِبرِیلُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُولُ لَولَاکَ مَا خَلَقتُ الجَنَّۃَ وَلَولَاکَ مَا خَلَقتُ النَّار (سیرت نبوی ص۶)

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جبرئیل (علیہ السلام) نے میرے پاس آکر کہا کہ اللہ تبارک وتعالٰے ارشاد فرماتا ہے۔ محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت نہ پیدا کرتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دوزخ نہ بناتا۔

(۶) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے رب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں میری خطا معاف فرما۔ ارشاد ہوا۔ آدم۔ تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیونکر پہچانا۔ عرض کی کہ جب تو نے مجھے اپنے ید قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں روح ڈالی۔ میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ۔ لکھا دیکھا اس سے میں نے جان لیا اور سمجھ گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام جہان سے پیارا ہے۔ پس اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ صَدَقتَ یَا اٰدَمُ اِنَّہٗ لَاَحَبُّ الخَلقِ اِلَیَّ اِذَا سَاَلتَنِی بِحَقِّہٖ فَقَد غَفَرتُ لَکَ وَلَولَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقتُکَ۔ رواہ البیہقی فی دلائلہ (سیرت نبوی ص۶، مدارج النبوت حصہ دوم ص۴۲، انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص۱۴)

یعنی اے آدم تو نے درست کہا واقعی وہ مجھے سارے جہان سے پیارا ہے۔ تو نے جب ان کا واسطہ پیش کیا تو میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو اے آدم میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی یَا رَبِّ بِحُرمَۃِ ہٰذَا الوَلَدِ ارحَم ہٰذَا الوَالِدَ فَنُودِیَ یَا اٰدَمُ لَو تَشَفَّعتَ اِلَینَا بِمُحَمَّدٍ فِی اَہلِ

marfat.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَشَفَّعْنَاكَ (انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ صـ۱۴)

ترجمہ:- اے میرے پروردگار اس ولد کی برکت سے اس والد پر رحم کر اور خطاء معاف فرما۔ آواز آئی اے آدم اگر تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش تمام آسمان والوں اور زمین والوں کے حق میں کرتا تو میں تیری سفارش قبول کرتا اور سب کو بخش دیتا۔ سبحان اللہ۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم وہ مرتبہ عظمیٰ رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے سے سب کی مغفرت ہوتی ہے۔ لہٰذا مسلمانو! ہم بھی اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے ان کا وسیلہ تلاش کریں۔

دوسرا وعظ

بیان ولادت پاک حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۔ پارہ ۶

حضرات! آج کی مجلس میں بیان کیا جائیگا کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسطرح اپنے آباء کرام کی پشتوں میں تشریف لائے اور ان حضرات کو آپ نے کیا رحمت و کرم عنایت فرمایا۔ روایت میں ہے۔ جب خدائے قدوس و برتر نے اپنے حبیب پاک کا نور پیدا فرمایا۔ اور اس نور سے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انوار کو ظاہر فرمایا تو حضور کے نور کو ان کے انوار کی طرف نظر کرنے کا حکم دیا۔ پس اسی نور کرامت ظہور نے جب انوار انبیاء پر بموجب حکم احکم الحاکمین نظر فرمائی تو آپ کے نور کی روشنی کے آگے تمام انبیاء کرام کے انوار کی روشنی مضمحل اور ماند ہو گئی اور سب نبیوں کے نور پر آپ کا نور غالب آ گیا۔ انوار انبیاء نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ مولا یہ کس کا نور ہے جس کی چمک دمک کے روبرو ہمارے انوار پھیکے پڑ گئے۔ ارشاد ہوا یہ نور میرے پیارے حبیب محمد بن عبداللہ کا ہے۔ اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو مرتبہ نبوت پر فائض ہوگے سب نے یک زبان ہو کر عرض کی۔ مولا! ہم اس پر اور اسکی نبوت پر ایمان لائے۔ ارشاد ہوا میں تم پر گواہ ہوں۔ سبحان اللہ۔ ہمارے رسول پاک کا کیا بلند مکان ہے کہ تمام

marfat.com

انبیاء کرام اور رسل عظام کو ان کے صدقے میں نبوت عطا فرمائی جا رہی ہے۔ بلکہ ان سے حضور پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا اقرار لیا جا رہا ہے۔ قرآن پاک میں اسکی تفصیل موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ پارہ ۳ سورۃ آل عمران

ترجمہ:۔ یاد فرمائیے اے محبوب جب خدائے برتر نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تمہارے پاس رسول معظم تشریف لائے تصدیق فرماتا اسکی جو تمہارے پاس ہے تو ضرور بضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اسکی مدد کرنا۔ پھر فرمایا۔ کیا تم نے اقرار کیا۔ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی۔ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ اور فرمان ہے اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ ہمارے رسول معظم صرف ہمارے نبی نہیں ہیں بلکہ جملہ انبیاء کے بھی نبی ہیں۔ اور تمام انبیاء اور ان کی امتیں حضور سراپا نور کے امتی ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

علامہ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اسی مقام پر لکھتے ہیں
"وپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء است وظاہر گردد ایں معنی آخرت کہ جمیع انبیاء تحت لوائے وے باشد صلی اللہ علیہ وسلم وہمچنیں درشب اسراء امامت کرد ایشاں را واگر اتفاق مے افتاد مجیٔ او در زمن آدم ونوح۔ ابراہیم وموسیٰ وعیسٰے صلوات اللہ علیہم واجب میگشت برایشان وبر امم ایشاں ایمان بوے ونصرت وے۔ (مدارج حصہ دوم ص۳، انوار محمدیہ ص۱۱)
شیخ تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَتَكُوْنُ نُبُوَّتُهٗ وَرِسَالَتُهٗ عَامَّةً لِجَمِيْعِ الْخَلْقِ مِنْ زَمَنِ آدَمَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَتَكُوْنُ الْاَنْبِيَآءُ وَاُمَمُهُمْ كُلُّهُمْ مِنْ اُمَّتِهٖ (انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص۱)

ترجمہ: حضور کی نبوت و رسالت تمام مخلوق کیلئے عام ہے آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر روز قیامت تک تمام انبیاء اور ان کی امتیں حضور کی امت ہیں۔ حضرت علی شیر خدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا مِنْ آدَمَ فَمَنْ بَعْدَهٗ اِلَّا اَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِيْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بُعِثَ وَهُوَ حَيٌّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ وَلَيَنْصُرَنَّهٗ وَيَاْخُذُ بِذٰلِكَ الْعَهْدَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۝ وَهُوَ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا (انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص۱۱، اور شفا جلد اول ص۲۸)

یعنی اللہ تعالٰے نے آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر آپ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں۔ تو وہ ان پر ایمان لائے۔ اور ان کی مدد کرے اور اپنی امت سے اسی مضمون کا عہد لے۔ چنانچہ اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے مناقب بیان کرتے رہے۔ اور اپنی مجالس ومحافل میں حضور کی تعریف کرتے اور اپنی امتوں سے حضور سراپا نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے۔ یہانتک کہ وہ آخری مژدہ رساں حضرت مسیح بن مریم صلوٰۃ اللہ علیہ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ کہتا ہوا تشریف لایا۔

نور پاک پشت آدم میں:۔ اللہ تعالٰے نے آسمان زمین اور شمس وقمر وغیرہ پیدا فرمائے۔ پھر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ پھر تمام عالم میں ندا کی گئی کہ تم میں سے جو کوئی نور مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی امانت رکھنے کی اہلیت وقابلیت رکھتا ہو وہ اس امانت کو اٹھالے۔ جب عالم میں سے کسی نے اپنے میں گوہر بے بہا کے ودیعت رکھنے کی قابلیت واہلیت نہ دیکھی سب نے سر عجز جھکا

marfat.com

دیا۔ تب اشرف المخلوقات حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کو اٹھا لیا۔ اہل اشارت فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں اسی امانت کی طرف اشارہ ہے۔ آیہ شریف یہ ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ۔ (پارہ ۲۲ سورۃ احزاب)

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے امانت (نور مصطفےٰ) پیش فرمائی۔ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور انسان (آدم علیہ السلام) نے اسکو اٹھا لیا۔ (معارج النبوۃ رکن اول ص۱۹۷)

الغرض نور مصطفےٰ و نور اللہ کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں اور بعض روایت ہے کہ آپ کی پشت میں ودیعت رکھا گیا تو بارگاہ الٰہی میں آدم صفی اللہ علیہ السلام کا رتبہ بہت بلند ہو گیا۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے اس نور مصطفےٰ کی برکت سے آدم علیہ السلام کو جملہ مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (مدارج حصہ دوم ص۱۳) یعنی اللہ تعالےٰ نے جملہ اسماء آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائے۔ کتاب ابریز شریف میں ہے کہ اس آیت میں اسماء سے مراد اسماء عالیہ ہیں نہ سافلہ فَاِنَّ كُلَّ مَخْلُوْقٍ لَّهٗ اِسْمٌ عَالٍ وَاِسْمٌ نَازِلٌ فَالْاِسْمُ النَّازِلُ هُوَ الَّذِیْ یُشْعِرُ بِالْمُسَمّٰی فِی الْجُمْلَةِ وَالْاِسْمُ الْعَالِیْ هُوَ الَّذِیْ یُشْعِرُ بِاَصْلِ الْمُسَمّٰی وَمِنْ اَیِّ شَیْئٍ هُوَ وَبِفَائِدَةِ الْمُسَمّٰی وَلِاَیِّ شَیْئٍ یَصْلُحُ (ابریز شریف)

ترجمہ:۔ یعنی ہر مخلوق کے دو نام ہوتے ہیں۔ عالی اور نازل۔ اسم نازل وہ ہوتا ہے جو فی الجملہ مسمیٰ کی خبر دیتا ہے اور اسم عالی وہ ہوتا ہے جو اصل مسمیٰ کیطرف مشعر ہوتا ہے۔ اور وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے۔ اور اسکا فائدہ کیا ہے۔ اور کس چیز کی صلاحیت رکھتا ہے۔

نیز اللہ تعالےٰ نے اس نور پاک کی برکت سے آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنایا اور تمام ملائکہ نے سجدہ کیا (مدارج حصہ دوم ص۸)

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

marfat.com

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ٥ پارہ پہلا

ترجمہ:۔ اور یاد کرو۔ جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو سب نے سجدہ کیا۔ سوا ابلیس کے۔ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔

محققین اور عرفا فرماتے ہیں کہ یہ ملائکہ کا سجدہ ظاہر آدم علیہ السلام اور حقیقتہً نور محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تھا۔ (سیرۃ نبوی صـ۸)

جب ملائکہ سجدہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو بذریعہ ملائکہ بہشتی جوڑا پہنایا جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) منقوش تھا۔ سر پر نورانی تاج رکھا۔ اور فرشتوں نے بہشتی تخت پر بٹھایا۔ ستر ہزار فرشتے آدم علیہ السلام کے دائیں طرف ستر ہزار فرشتے بائیں طرف۔ ستر ہزار فرشتے آپ کے آگے۔ ستر ہزار فرشتے آپ کے پیچھے ہو کر صلاۃ و تحیۃ پڑھتے ہوئے بہشت میں لے گئے۔ وہاں رضوان خلد بریں اور حوران ماہ جبین نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ اور آپ پر صلاۃ و تسلیم کے طباق نچھاور کئے (معارج رکن اول صـ۲۳۷)

منقول ہے کہ جب نور محمدی پیشانی آدم میں جلوہ فرما ہوا۔ آپ اپنی پیشانی سے باریک آواز سننے لگے۔ بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔ مولا! یہ آواز کیسی ہے ارشاد ہوا۔ اے آدم یہ آواز ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی تسبیح ہے۔ جو تمہارا فرزند ارجمند ہو گا۔ (معارج رکن دوم صـ۸)

تفسیر بحر العلوم نسفی میں ہے کہ جب نور محمدی پیشانی آدم علیہ السلام میں رونق افروز ہوا تو ملاءِ اعلیٰ میں ان کی تعظیم ہونے لگی۔ تمام ملائکہ آپ کے پیچھے بطور اکرام و تعظیم کے چلتے تو ایک روز آدم علیہ السلام نے بارگاہ میں عرض کی الٰہی میری اس تعظیم و توقیر کا کیا سبب ہے۔ خطاب آیا۔ اے آدم۔ جو نور تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے۔ یہ سب تعظیم و توقیر اس نور محمدی کی ہے۔ عرض کی۔ الٰہی! اسے کسی ایسے عضو میں منتقل فرما تاکہ اسکی زیارت سے مشرف ہو سکوں۔ اور اپنے قلب کو مسرور کر سکوں۔ چنانچہ وہ نور محمدی آپ کے دستِ راست کی انگلی سبابہ میں منتقل فرمایا گیا

marfat.com

جب آپ نے اس نور کا مشاہدہ کیا۔ زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس انگلی کو اٹھایا۔ اور پڑھا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ یہی وجہ ہے کہ اس انگلی کا نام شہادت کی انگلی پڑ گیا۔ اسکے بعد اس انگلی کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا۔ اور حضور پر درود شریف پڑھا۔ اس کے بعد معارج النبوت میں منقول ہے۔

گویند در وقت آذان در حین استماع اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسیدن انگشت بردیدہ نہادن نیز سنت آدم است علیہ السلام واحادیث در فضل آں آوردہ اند (معارج رکن اول ص۲۳۸)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

ایں سنت درمیان اولاد تا بہ قیامت بگذاشت (معارج رکن اول ص۱۲۴)

ثابت ہوا کہ انگوٹھے چومنا سنت آدم علیہ السلام ہے۔ لہٰذا جو آدم علیہ السلام کی صحیح اولاد ہے وہ چومے گا۔ اور جو اولاد آدم نہیں وہ اسکا انکار کرے گا۔ شامی جلد اول باب الآذان میں ہے۔

یُسْتَحَبُّ اَنْ یُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّھَادَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعِنْدَ الثَّانِیَۃِ مِنْھَا قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَیِ الْاِبْھَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَکُوْنُ قَائِدًا لَّہٗ اِلَی الْجَنَّۃِ۔

حضرت حوا کی پیدائش:۔ جب آدم علیہ السلام بہشت میں قیام پذیر ہوئے اکیلے تھے۔ کوئی ہم جنس نہ تھا۔ تو آپ نے اپنے ہم جنس جوڑے کی درخواست پیش کی پس اللہ تعالٰے نے ان پر خواب طاری فرما کر ان کی بائیں پسلی سے حضرت حواء کو پیدا فرمایا۔ جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے۔ حضرت حواء کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور ان کی طرف دست تصرف دراز کیا۔ ملائکہ مقربین بحکم رب العالمین مانع ہوئے اور کہا اے آدم قبل نکاح و ادائے مہر حوا کو ہاتھ نہ لگانا۔ پوچھا۔ ان کا مہر کیا ہے۔ کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تین مرتبہ اور ایک روایت میں بیس مرتبہ درود

marfat.com

شریف پڑھنا ان کا مہر ہے۔ پس آدم علیہ السلام نے حضور پر درود پڑھا۔ اور حضرت جل جلالہ نے خود خطبہ پڑھکر حوا کا آدم علیہ السلام سے نکاح کیا۔ (مدارج حصہ دوم صفحہ ۵۔ انوار محمدیہ صفحہ ۱۴ سیرت نبوی صفحہ ۸)

نورِ محمدی کا انتقال بجانب حواؑ: منقول ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے زمین کی جانب بھیجے گئے اور سلسلہ توالد و تناسل کا جاری ہوا۔ تو ایک دن آدم علیہ السلام ایک پاکیزہ مکان میں تشریف فرما تھے کہ اچانک غیب سے ایک نہر صاف شفاف ان کے روبرو جاری ہوئی۔ یہ نہر ایک عظیم نہر تھی جو بہشت سے ظاہر ہوئی تھی۔ اس نہر کے پیچھے حضرت جبرئیل علیہ السلام معہ دیگر ملائکہ مقربین میوہ بہشتی کا طبق ہاتھ میں لئے ہوئے ظاہر ہوئے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ سلام دے کر کہا آپ ان میووں کو جانتے ہیں۔ فرمایا ہاں یہ بہشتی میوے ہیں۔ ملائکہ نے عرض کی کہ آپ یہ بہشتی میوہ تناول فرمائیں۔ اور اس نہر میں غسل فرماکر حضرت حوا سے صحبت کریں۔ کیونکہ آج انتقال نور محمدی بجانب حوا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے وہ میوہ بہشتی تناول فرمایا اور نہر میں غسل کیا۔ اور حضرت حوا کے ساتھ صحبت کی۔ پس وہ نور محمدی حضرت حوا کی جانب منتقل ہوا۔ مدت حمل میں حضرت حوا کے دونوں پستانوں کی درمیانی جگہ سورج کی طرح چمکتی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام وقتِ پیدائش سے اس وقت تک تمام ملائکہ کی نگاہوں میں معزز و مکرم تھے۔ اور سب فرشتے ان کی تعظیم کرتے تھے۔ جب نور محمدی حضرت حوا کی طرف منتقل ہوا تو تمام فرشتے حضرت حوا کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ الٰہی! یہ سب فرشتے مجھ سے پھر کر حوا کی تعظیم کرنے لگ گئے۔ حکم ہوا اے آدم یہ سب تعظیم و اکرام تیری اس نور کے باعث تھی جو تیری پشت میں جلوہ فرما تھا۔ اب چونکہ وہ نور حوا کی جانب منتقل ہوگیا۔ لہٰذا ان سب کی توجہ انہیں کی جانب ہوگئی۔ (معارج رکن اول صفحہ ۲۵۶)

تیسرا وعظ

نورِ مصطفیٰ کا انتقال حضرت شیث علیہ کیطرف

marfat.com

قَالَ تَعَالیٰ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۝

حضرات! جب نور محمدی بجانب حوا منتقل ہوا۔ مدت حمل پوری ہوگئی۔ وضع حمل کا وقت آگیا تو حضرت شیث علیہ السلام تن تنہا پیدا ہوئے۔ حالانکہ اس سے پہلے ہر حمل سے دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی بقدرت خدا پیدا ہوتے رہے۔ مگر جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو اکیلے پیدا ہوئے ان کے اکیلے پیدا ہونے کی حکمت یہ تھی کہ نور محمدی ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو۔ (مدارج حصہ دوم ص ۶)

حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت شیث علیہ السلام زیادہ خوبصورت اور نیک سیرت اور مستجمع کمالات تھے۔ اور نور محمدی ان کی پیشانی سے درخشاں تھا۔ جب آپ حد بلوغ کو پہنچے تو آپ سے حفاظت نور حضور پُر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر عہد لیا گیا اور ایک عہد نامہ اس مضمون کا تحریر کرایا گیا کہ وہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی حفاظت کریں۔ اور اسے ارحام طاہرات اور اصلاب طیبات میں جائز طور پر پہنچائیں اور اپنی اولاد کو اس نور کی حفاظت کی تاکید بلیغ کریں۔ اور ان سے وصیت فرمائیں کہ وہ بطنًا بعد بطنٍ اس عہد نامہ کو ایک دوسرے تک پہنچائیں اور ہر ایک اس پر عمل کرے چنانچہ وہ عہد نامہ مشتمل بمواہیر ملائکہ بموجب وصیت شیث علیہ السلام ان کی اولاد میں قرنًا بعد قرنٍ زمانۂ حضرت عبد اللہ پدر بزرگوار حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک کو یکے بعد دیگرے موصول ہوتا رہا اور ہر ایک نور محمدی کی حفاظت اور اسے ارحام طیبات میں جائز طور پر پہنچانے کی کوشش کرتا رہا۔ لہٰذا نسب شریف حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہر زمانہ میں سفاح جاہلیت سے پاک رہا۔ (معارج رکن اول ص ۲۵۷، انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص ۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ کی تفسیر یہ فرمائی۔ ہمیشہ بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تقلب میکرد در اصلاب انبیاء تا آنکہ بزاثید

marfat.com

مادر وے۔ (مدارج حصہ دوم صلا، سیرۃ حلبی صلا)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ۔ بفتح فا پڑھا اور فرمایا اَنَا اَنْفَسُکُمْ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَّ حَسَبًا۔ الحدیث۔ (انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ صلا مدارج صلا)

یعنی میں نفیس ترین ہوں تم سے نسب وصہر وحسب کے اعتبار سے ابونعیم نے دلائل میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (انوار محمدیہ صلا، سیرت نبوی صلا، مدارج حصہ دوم صلا)

میں تمام زمین کے مشرقوں اور مغربوں میں پھرا یعنی ساری دنیا دیکھی مگر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہتر کسی کو نہ دیکھا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

حضور پرنور کے جملہ آباء مسلمان تھے

حضرت آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام والد اور از آدم علیہ السلام تا عبداللہ و آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب موحد تھے۔ کوئی بھی مشرک نہ تھا کیونکہ خود سرور دو جہان صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَمْ یَزَلِ اللّٰهُ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیِّبَةِ اِلَی الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ

انوار محمدیہ صلا، مدارج صلا، سیرۃ نبوی صلا

ایک اور حدیث میں یوں بیان فرمایا۔ لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ (سیرۃ حلبی صلا)

ان دونوں حدیثوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ میرے جملہ آباء کرام اور مائیں پاک تھیں۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ کے آباء و اجداد میں کوئی بھی مشرک نہ تھا۔ بلکہ مومن اور موحد تھے۔ کیونکہ مشرک نجس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ

marfat.com

نَجَسٌ۔ بیشک مشرک نجس اور پلید ہوتے ہیں۔ اور حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ و سلم کے جملہ آباؤ اجداد پاک ہیں۔ (سیرۃ حلبی ص ۳۳)

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ جَمِیْعَ اٰبَآءِ مُحَمَّدٍ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ وَمِمَّا یَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاہِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاہِرَاتِ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَوَجَبَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ اَحَدٌ مِّنْ اَجْدَادِہٖ مُشْرِکًا۔ (انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص ۳۷)

یعنی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام باپ مسلمان تھے۔ اس پر خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث دال ہے۔ کہ میں ہمیشہ طاہر پشتوں سے طاہر رحموں کی جانب منتقل کیا گیا حالانکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ بیشک مشرک نجس اور پلید ہیں۔ تو ضروری ہے کہ آپ کے اجداد سے کوئی ایک بھی مشرک نہ ہو (بلکہ تمام مسلمان ہیں) ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے تمام باپ اور مائیں مسلمان تھیں۔ ان میں کوئی ایک مشرک اور کافر نہیں تھا جو لوگ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم خصوصًا والدین کریمین کو معاذ اللہ کافر ناری کہتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ ایسی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی نسب پاک میں سوئے ادب ہے اور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ایذا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اے منکرو! اگر تمہیں محققین کا مسلک پسند نہ ہو۔ کم از کم اس مسئلہ میں توقف ہی اختیار کر لو۔ آخر نازک مقام ہے۔ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے بچ جاؤ۔ نجات اسی میں ہے۔

سوال:۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ اِذْ قَالَ اِبْرَاہِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِہَۃً۔ پارہ ۷ سورۃ انعام۔ یاد کرو جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر کو کہا کہ کیا تو بتوں کو معبود مانتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم کا باپ آزر تھا اور وہ کافر و مشرک تھا حالانکہ وہ حضور اقدس صلے

marfat.com

اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا باپ تھا۔ لہٰذا یہ تسلیم نہیں کرتے کہ آپ کے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے۔

جواب :۔ اس کے جواب علمائے حقانی نے بہت سے دیئے ہیں مگر یہاں حضرت شیخ احمد صاوی مالکی کا جواب ذکر کرتا ہوں جو انہوں نے تفسیر صادی میں دیا ہے۔

وَهُوَ هٰذَا مُقْتَضٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاٰيَةِ مَرْيَمَ اَنَّ اٰزَرَ اَبَا اِبْرَاهِيْمَ كَانَ كَافِرًا وَهُوَ يُشْكِلُ عَلٰى مَا قَالَهُ الْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّ نَسَبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَحْفُوْظٌ مِنَ الشِّرْكِ فَلَمْ يَسْجُدْ اَحَدٌ مِّنْ اٰبَائِهٖ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى اٰدَمَ لِصَنَمٍ قَطُّ وَبِذٰلِكَ قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى۔

وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ قَالَ الْبُوْصِيْرِىْ فِى الْهَمْزِيَّةِ

وبدا للوجود منك كريم عن كريم اٰباؤه كريم

اُجِيْبُ عَنْ ذٰلِكَ بِاَنْ حِفْظَهُمْ مِنَ الْاِشْرَاكِ مَادَامَ النُّوْرُ الْمُحَمَّدِىُّ فِىْ ظُهُوْرِهِمْ فَاِذَا انْتَقَلَ جَازَ اَنْ يَكْفُرُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ كَذَا قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ هُنَا وَهٰذَا عَلٰى تَسْلِيْمِ اَنَّ اٰزَرَ اَبُوْهُ وَاَجَابَ بَعْضُهُمْ اَيْضًا بِمَنْعِ اَنَّ اٰزَرَ اَبُوْهُ بَلْ كَانَ عَمَّهُ وَكَانَ كَافِرًا وَتَارَخُ اَبُوْهُ مَاتَ فِى الْفَتْرَةِ وَلَمْ يَثْبُتْ سُجُوْدُهٗ لِصَنَمٍ وَاِنَّمَا سَمَّاهُ اَبًا عَلٰى عَادَةِ الْعَرَبِ مِنْ تَسْمِيَةِ الْعَمِّ اَبًا وَفِى التَّوْرَاةِ اِسْمُ اَبِىْ اِبْرَاهِيْمَ تَارَخُ (تفسیر صادی جلد دوم صـ۲۲)

ترجمہ :۔ اس آیۃ اور سورۃ مریم کا مقتضی یہ ہے کہ آزر ابراہیم کے باپ کافر تھا اس پر سوال پیدا ہوگا کہ محققین نے کہا رسول پاک صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسب پاک شرک سے محفوظ ہے۔ آپ کے آباء حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے لے کر آدم (علیہ السلام) تک کسی نے بت کا سجدہ ہرگز نہیں کیا ہے۔ اسی کے ساتھ مفسرین نے اس آیت میں قول کیا ہے۔ تَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ۔ تو آپ سجدہ کرنے والوں میں ادلتے بدلتے رہے (آپ کے تمام آبا مسلمان تھے)

marfat.com

اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ ۔ ۔ شرک سے محفوظ تھے۔ جب کہ نورِ محمدی ان کی پشت میں جلوہ گر تھا۔ جب نورِ محمدی منتقل ہو گیا تو اس کے بعد ان سے کفر جائز ہے اسطرح بعض مفسرین نے کہا لیکن یہ جواب تب ہے جب کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا چچا تھا۔ اور کافر تھا۔ آپ کا والد تارخ تھا جو زمانہ فترت میں وفات پا چکے تھے۔ اور انہوں نے کسی بت کے سامنے سجدہ نہیں کیا تھا اور چچا کو باپ اس لئے کہا گیا ہے کہ عرب کی عادت ہے کہ چچا کو باپ کہتے ہیں۔ اور توراۃ شریف میں حضرت ابراہیم کے باپ کا نام تارخ لکھا ہے۔

فائدہ: علامہ صاوی کی اس عبارت قَالَہٗ المُحَقِّقُوْنَ اَنَّ نَسَبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَحْفُوْظٌ عَنِ الشِّرْکِ سے پتہ چلتا ہے کہ علماء محققین حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی نسب پاک کو شرک سے محفوظ مانتے ہیں اور جو نسب پاک کو شرک سے محفوظ نہیں مانتے وہ غیر محقق ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکو ہدایت دے

حضرات! منکرین زمانہ کے منہ بند کرنے کے لئے فقیر مولوی عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ نقل کرتا ہے۔ باقی ہدایت قبضہ خدا میں ہے

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ثبوت ایمان والدین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہیں۔ اور جو کوئی ان دونوں (والدین) کی طرف تحریراً یا تقریراً نسبت کفر کرے اسکا کیا حکم ہے۔

ہو المصوب: اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف واقع ہے۔ بعض ایمان بعد الاحیاء کے قائل ہوئے۔ اور بعض احادیث احیاء کو موضوع کہتے ہیں اور عدم ایمان کے قائل ہیں۔ اور بوجہ ہونے ان کے ارباب فترت نجات کے قائل ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے سات رسالے تحریر کئے ہیں اور بشد و مد نجات ثابت کرتے ہیں۔ ملا علی قاری اور ابراہیم حلبی ان کے بعض رسائل کا رد لکھ چکے ہیں۔ لیکن چونکہ اس باب میں دلائل متعارض ہیں اسوجہ سے سکوت اسلم۔ اور کہنا کہ

marfat.com

والدین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کافر ہیں۔ یا فی النار ہیں بڑی بے ادبی اور موجب اذیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ حموی شرح اشباہ میں لکھتے ہیں۔

اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم هل ماتا علی الکفر ام لا نذهب الی الاول جمع منهم صاحب التیسیر وذهب الی الثانی جماعة ونفر من الجمع الاول قالوا انجاتهما من النار وسئل القاضی ابوبکر ابن العربی احد الائمة المالکیة عن رجل قال ان ابا النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی النار فاجاب بانه ملعون لان اللہ تعالیٰ قال ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنهم اللہ فی الدنیا والاخرة ولا اذی اعظم من ان یقال عن ابیه انه فی النار وقال السهیلی فی الروض الانف لیس لنا نحن ان نقول ذلك فی ابویه لقوله صلے اللہ علیہ وسلم لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات اللہ یقول ان الذین یؤذون اللہ ورسوله الایة و امرنا ان نمسك اللسان اذا ذکروا صحابه بشیئ یرجع ذالك علی العیب فیهم فلان تمسك عن ابویه احق واحری فجملة المرام فی هذه المسألة ان هذه المسألة لیست من الاعتقادات فلاحظ للقلب منها و اما اللسان فحقه الامساك عما یتبادر منه النقصان انتهی مخلصاً ومختصراً واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی۔ (فتاویٰ عبد الحی جلد دوم کتاب المناقب ص ۲۳۲-۲۳۳)

اب تو ان دریدہ دہنوں کو لائق ہے کہ اس مسئلہ میں اپنے منہ میں لگام دیں اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اذیت پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

marfat.com

چوتھا وعظ

نور احمدی کا انتقال ہاشم وعبدالمطلب کیطرف

قَالَ تَعَالیٰ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ

حضرات مسلمین! نور احمدی حضرت شیث علیہ السلام سے درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت نوح علیہ السلام کیطرف منتقل ہوا تو ان کو طوفان سے محفوظ فرمایا۔ پھر درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں جلوہ گر ہوا تو ان پہ نار کو گلزار بنایا۔ (سیرت نبوی صہ ۹، اور نشر الطیب صہ ۹)

پھر وہ نور درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت ہاشم تک پہنچا۔ تو حضرت ہاشم کی پیشانی میں نور محمدی کی شعائیں چمکتی تھیں۔ جو یہودی عالم آپ کو دیکھتا۔ آپ کا ہاتھ چومتا۔ اور جس چیز پر گذر فرماتے وہ انہیں سجدہ کرتی۔ قبائل عرب اور وفود علماء اہل کتاب اپنی اپنی لڑکیاں برائے نکاح ان کے روبرو پیش کرتے یہاں تک کہ ہرقل بادشاہ روم نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ میری ایک لڑکی ہے جس سے زیادہ حسین وجمیل اور درخشندہ رو کوئی عورت پیدا نہ ہوئی ہوگی۔ آپ میرے پاس تشریف لایئے تاکہ آپ کا نکاح اپنی اس دختر سے کردوں کیونکہ آپ کا شہرہ جود وکرم مجھ تک پہنچا ہے۔ مگر مقصود اسکا وہ نور محمدی تھا جس کے اوصاف کریمہ انجیل میں لکھے ہوئے پائے تھے۔ مگر حضرت ہاشم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انکار فرمادیا۔ (سیرت نبوی بحوالہ مواہب لدنیہ صہ ۱۹)

انتقال نور احمدی کا بجانب عبدالمطلب

جب نور محمدی حضرت عبدالمطلب کی منتقل ہوا۔ تو آپ کے جسم سے مشک کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ اور ان کی پیشانی میں نور محمدی چمکتا تھا۔ جب قریش قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر پہ لاتے اور ان کو خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کے نور کی برکت سے بارش رحمت برساتا اور انہیں سیراب کرتا۔ (سیرۃ نبوی صہ ۲۱، انوار محمدیہ صہ ۱۸، مدارج حصہ دوم صہ ۹)

ایک روز حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہ حجر میں جو کعبہ معظمہ میں ایک مقام

marfat.com

کا نام ہے۔ سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے اور سر میں تیل سے چپڑا ہوا ہے اور بیش قیمت اور خوبصورت لباس میں ملبوس ہیں یہ سب کچھ دیکھکر بڑے حیران ہوئے کہ یہ کس نے کیا ہے انکے والد نے کو قریش کے کاہنوں کے پاس لیگئے کاہنوں نے خبر کردی کہ پروردگار نے حکم دیا ہے کہ اس جوان کی شادی کردو چنانچہ آپ کی شادی کردی گئی۔ (مدارج صہ۹، انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ صہ۱۸)

روایت ہے کہ جب ابرہہ والی یمن اپنا لشکر اور ہاتھی لے کر بیت اللہ شریف کے گرانے کے لئے مکہ معظمہ کیطرف بڑھا تو قوم قریش بڑے خائف ہوئے۔ جب یہ خبر حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالٰے عنہ کو پہنچی۔ قریش کو جمع کیا اور فرمایا کہ کوئی خوف نہ کرو اس گھر کا محافظ خود اللہ تعالٰے ہے۔ وہی اسے ابرہہ کے شر سے محفوظ رکھے گا میں صرف اس در یتیم (نور محمدی) کا محافظ ہوں ابرہہ آیا اور قریش کے اونٹ اور بکریاں پکڑ کر لے گیا۔ جن میں حضرت عبد المطلب کے چار سو اونٹ بھی پکڑ لئے حضرت عبد المطلب قریش کے ہمراہ ثبیر پہاڑ پر تشریف لائے۔ تو ان کی پیشانی سے نور مصطفٰے کی شعاعیں چمکیں خانہ کعبہ پر پڑیں جس سے وہ روشن ہو گیا۔ عبد المطلب ان شعاعوں کو دیکھکر قریش سے کہا۔ اے گروہ قریش واپس چلے جاؤ تمہاری مہم سر ہو گئی۔ ابرہہ تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکیگا۔ خدا کی قسم جب کسی مہم میں اس نور کی شعاعیں اس طرح روشن ہوتی ہیں۔ تو ضرور کامیابی ہوتی ہے (یہ ہے نور محمدی کی مشکل کشائی) تمام لوگ اپنے اپنے گھر واپس آگئے۔ جب ابرہہ نے ایک جرنیل کو فوج دے کر کہا کہ تو اہل مکہ کو شکست دے اور بیت اللہ کو گرادے۔ جب وہ شخص مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور حضرت عبد المطلب کی صورت اسے نظر پڑی بے اختیار جینا جیسا کہ گائے وقت ذبح چیختی ہے۔ اور بیہوش ہو کر زمین پہ گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا عبد المطلب کو سجدہ کیا اور کہا اَشْھَدُ اَنَّکَ سَیِّدُ قُرَیْشٍ حَقًّا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو قریش کا سچا سردار ہے۔

(مدارج حصہ دوم صہ۹، انوار محمدیہ صہ۱۸، سیرت نبوی صہ۳۰)

روایت ہے کہ جب سفید ہاتھی نے جو انہدام کعبہ کے لئے لایا گیا تھا حضرت

عبدالمطلب کے چہرے کو دیکھا سجدہ میں گر گیا۔ حالانکہ اس نے کبھی ابرہہ کو بھی سجدہ نہیں کیا تھا جیسا کہ دوسرے ہاتھی سجدہ کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس سفید ہاتھی کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ تو ہاتھی نے کہا سلام ہو اس نور پر اے عبدالمطلب جو تیری پشت میں جلوہ گر ہے۔ (مدارج ص۹، انوار محمدیہ ص۱۹، سیرت نبوی ص۳۰)

حضرات! ہاتھی جیسے جانور حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نور کو مانتے ہیں اور اس کے سامنے سر عجز جھکا دیتے مگر منکر نجدی انسان ہو کر نور مصطفےٰ کے منکر ہیں خدا تعالےٰ ہدایت بخشے۔ حضرت عبدالمطلب جب اپنے اونٹ چھڑانے کے واسطے ابرہہ کے پاس گئے۔ ابرہہ نے آپ کی صورت پاک جس میں نور محمدی چمک رہا تھا۔ دیکھ کر آپکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور تخت سے اترا اور آپکو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کس مطلب کے لئے تشریف لائے ہو آپ نے فرمایا کہ اپنے اونٹوں کو چھڑانے کے لئے آیا ہوں۔ ابرہہ نے فوراً حکم دیا کہ سردار قریش کے اونٹ واپس کر دئے جائیں اور کہا اے عبدالمطلب تمہاری عزت و تعظیم میرے دل میں اتنی ہے کہ اگر تم خانہ کعبہ کے محفوظ رکھنے کے لئے کہتے تو میں اسے منہدم نہ کرتا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خانہ کعبہ کا محافظ و نگہبان خود خدائے برتر ہے وہ خود اسکی حفاظت کریگا میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ جب ابراہہ لشکر لے کر خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے چلا اللہ تعالےٰ نے ابابیل کا لشکر بھیجا۔ ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں۔ ایک چونچ میں اور ایک ایک پنجے میں اور ایک دوسرے پنجے میں کنکریاں مسور کی دال کے برابر تھیں۔ جس آدمی پر ایک کنکری لگتی تھی۔ ہلاک ہو جاتا تھا۔ اسی طرح سارا لشکر تباہ ہو گیا ابرہہ واپس اپنے ملک کو بھاگا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے بدن میں ایسی بیماری پیدا فرمائی کہ اسکی انگلیاں ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اور اس کے بدن سے پیپ اور خون بہتا تھا۔ یہاں تک کہ اسکا دل پھٹ گیا۔ اور ذلیل و خوار ہو کر مر گیا۔ اسی قصہ کیطرف اللہ تعالیٰ نے سورۃ فیل میں اشارہ فرمایا۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

marfat.com

عبدالمطلب کے چہرہ کو دیکھا سجدہ میں گر گیا۔ حالانکہ اس نے کبھی ابرہہ کو بھی سجدہ نہیں کیا تھا جیسا کہ دوسرے ہاتھی سجدہ کرتے تھے۔ اللہ تعالٰی نے اس سفید ہاتھی کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ تو ہاتھی نے کہا سلام ہو اس نور پر اے عبدالمطلب جو تیری پشت میں جلوہ گر ہے۔ (مدارج ص۹، انوار محمدیہ ص۱۹، سیرت نبوی ص۳۰)

حضرات! ہاتھی جیسے جانور حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور کو مانتے ہیں اور اس کے سامنے سر عجز جھکا دیتے مگر منکر نجدی انسان ہو کر نور مصطفٰے کے منکر ہیں خدا تعالٰی ہدایت بخشے۔ حضرت عبدالمطلب جب اپنے اونٹ چھڑانے کے واسطے ابرہہ کے پاس گئے، ابرہہ نے آپ کی صورت پاک جس میں نور محمدی چمک رہا تھا۔ دیکھ کر آپکی بڑی تعظیم تکریم کی اور تخت سے اترا اور آپکو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کس مطلب کے لئے تشریف لائے ہو آپ نے فرمایا کہ اپنے اونٹوں کو چھڑانے کے لئے آیا ہوں۔ ابرہہ نے فوراً حکم دیا کہ سارا قریش کے اونٹ واپس کر دیے جائیں اور کہا اے عبدالمطلب تمہاری عزت و تعظیم میرے دل میں اتنی ہے کہ اگر تم خانہ کعبہ کے محفوظ رکھنے کے لئے کہتے تو میں اسے منہدم نہ کرتا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا خانہ کعبہ کا محافظ و نگہبان خود خدائے برتر ہے وہ خود اسکی حفاظت کریگا میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ جب ابراہہ لشکر لے کر خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے چلا اللہ تعالٰی نے ابابیل کا لشکر بھیجا۔ ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں۔ ایک چونچ میں اور ایک ایک پنجے میں اور ایک دوسرے پنجے میں کنکریاں مسور کی دال کے برابر تھیں۔ جس آدمی پر ایک کنکری لگتی تھی۔ ہلاک ہو جاتا تھا۔ اسی طرح سارا لشکر تباہ ہو گیا۔ ابرہہ واپس اپنے ملک کو بھاگا۔ اللہ تعالٰی نے اس کے بدن میں ایسی بیماری پیدا فرمائی کہ اسکی انگلیاں ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اور اس کے بدن سے پیپ اور خون بہتا تھا۔ یہانتک کہ اسکا دل پھٹ گیا۔ اور ذلیل و خوار ہو کر مر گیا۔ اسی قصہ کیطرف اللہ تعالٰی نے سورۃ فیل میں اشارہ فرمایا۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

marfat.com

ترجمہ:۔ اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔ کیا ان کا داؤ تباہی میں نہ ڈالا۔ اور ان پر ابابیل کا لشکر بھیجا کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے۔ تو انہیں ہلاک کر ڈالا۔ جیسے کھائی کھیتی کی پتی۔ (سیرت نبوی ص۳۱، تواریخ حبیب اللہ ص۹)
سبحان اللہ ایسی عظمت نور محمدی کی تھی کہ دیکھکر بادشاہ ہیبت میں آجاتے تھے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

روایت ہے کہ ایک روز حضرت عبدالمطلب نے خانہ کعبہ کے اندر حالت خواب میں دیکھا کہ میری پشت سے ایک درخت نکلا۔ (بعض روایت میں ہے کہ چاندی کی زنجیر نکلی) جسکا سر آسمان تک پہنچ گیا۔ اور اسکی شاخیں شرق و مغرب میں پھیل گئیں وہ اتنا نورانی تھا کہ اس سے زیادہ چمکدار نور میں نے کبھی نہ دیکھا۔ اسکا نور آفتاب کے نور سے ستر درجے زائد تھا۔ اور اسکا نور اور ارتفاع ہر ساعت زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ عرب و عجم کے لوگ اسے سجدہ کرتے تھے اور ایک جماعت قریش کی اسکی ڈالیاں پکڑ کر لٹک رہی تھی اور ایک قوم قریش کی اسکے کاٹنے کا ارادہ کرتی تھی۔ جب پاس جاتی تھی۔ تو ایک جوان جس سے زیادہ حسین کوئی دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس قوم کی پیٹھ توڑ ڈالتا اور آنکھیں نکال ڈالتا تھا۔ پس میں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے حصہ لینا چاہا مگر وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ کسی نے کہا اس میں تیرا حصہ نہیں۔ میں نے کہا پھر کس کا حصہ ہے۔ کہا جو اس سے پہلے معلق ہو چکے ہیں آپ یہ خواب دیکھکر بہت ڈرے ایک کاہن (خواب داں) کے پاس جا کر اپنا خواب بیان کیا معبر نے خواب سن کر کہا۔ ان صَدَقَتْ رُؤْيَاكَ لَيَخْرُجَنَّ مِنْ صُلْبِكَ رَجُلٌ يَمْلِكُ الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ وَيَدِيْنُ لَهُ النَّاسُ اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو ضرور بضرور تمہاری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا جو مشرق سے لے کر مغرب تک کا مالک و مختار ہوگا۔ لوگ اسکا دین قبول کرینگے۔ ایمان لائیں گے اور اس کے حلقہ بگوش غلام بنیں گے۔ (سیرت نبوی ص۳۲، انوار محمدیہ ص۹)
پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے رسول ہیں جنکی گواہی پہلے اور خواب داں دے رہے ہیں۔ کہ وہ تمام کائنات کے مالک و مختار ہونگے۔ مگر منکر وہابی

چودہویں صدی کا حضور کا کلمہ پڑھکر بھی حضور کو مالک و مختار نہیں مانتا۔ خدا تعالیٰ عقل و دانش عطا فرمائے۔ آمین۔

پانچواں وعظ

انتقال نور محمدی کا بجانب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

حضرات! اب نور محمدی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم صلب عبد المطلب سے منتقل ہو کر حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالے عنہ کی پشت میں تشریف لاتا ہے۔ تو کیا رنگ لاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ خوبصورت اور با اخلاق تھے نور محمدی ان کے چہرے میں چمکتا تھا۔ چہرہ مبارک ایک روشن ستارے کی نظر آتا تھا۔ (سیرۃ نبوی صـ۳۳)

ایک دن حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد حضرت عبد المطلب کی خدمت میں عرض کی کہ جب میں بطحائے مکہ کی طرف جاتا ہوں تو میری پشت سے ایک نور نکلتا ہے۔ اس کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ ایک حصہ مشرق کو اور دوسرا مغرب کو گھیر لیتا ہے۔ پھر وہ نور مدور ہو کر بادل کی طرح بن کر میرے سر پر سایہ کرتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں وہ نور بادل کی صورت میں آسمان کی طرف صعود کرتا ہے۔ پھر وہ واپس آکر میری پشت میں داخل ہو جاتا ہے اور جس جگہ میں بیٹھتا ہوں وہاں سے آواز آتی ہے اے شخص تیری پشت میں نور محمدی جلوہ گر ہے۔ تجھ پر سلام ہو۔ نیز جس خشک درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں فوراً وہ سرسبز ہو جاتا ہے۔ اور مجھ پر سایہ کرتا ہے۔ جب اس سے اٹھ جاتا ہوں تو پہلے کی طرح خشک ہو جاتا ہے۔ جب کسی بت خانے کے قریب سے گذرتا ہوں تو بت چیخنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے عبد اللہ تو ہمارے قریب نہ آ کیونکہ تیری پیشانی میں نور رسول آخر الزمان جلوہ گر ہے۔ جو بتوں اور بت پرستوں کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ پس عبد المطلب نے کہا اے عبد اللہ تجھے بشارت ہو کہ تمہاری

marfat.com

پشت میں نور محمدی جلوہ گر ہے میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمہاری پشت سے ظاہر ہوگا۔ (معارج النبوت ص۴۰۳ رکن اول)

روایت ہے جب نور محمدی پیشانی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں چمکا عرب میں ان کے حسن و جمال کا شہرہ بلند ہوا۔ جوق در جوق یہود آتے اور دیکھ کر کہتے یہ نور عبداللہ کا نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخر الزمان نبی کا ہے جو ان کی پشت سے پیدا ہوگا۔ تمام یہودی حضرت عبداللہ کے دشمن بن گئے اور آپ کے قتل کی تیاریاں شروع کردیں۔ چنانچہ نوے یہودی ملک شام کے زہر آلود تلواریں لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قتل کے ارادے سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے ہیں جالیں تک کہ حوالی مکہ میں پہنچ گئے۔ موقع کے منتظر ہے ایک روز حضرت عبداللہ تن تنہا جنگل میں شکار کے لئے تشریف لے گئے دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا۔ اتفاقاً اسی روز وہب بن عبد المناف شکار کے لئے اسی صحرا میں تھے اور دور سے یہ سارا واقعہ دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل میں آیا کہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عبداللہ کی مدد کروں۔ مگر کثرت دشمن سے ڈر گئے پھر خیال کیا۔ اچھا عبداللہ کی سفارش کردوں کہ دشمن دفع ہو جائیں۔ ابھی اسی خیال میں تھے دیکھا۔ کہ چند سوار عالم غیب سے ظاہر ہوئے جنکی شکل وصورت ہماری طرح نہ تھی۔ انہوں نے دشمن ناہنجار کو قتل کیا۔ واقعی اللہ تعالےٰ سچ فرماتا ہے

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○

(مدارج ص۱۵، معارج رکن اول ص۱۵۴)

جمال عبداللہ پر عورتوں کا فدا ہونا:۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سن بلوغ کو پہنچے آپ کے حسن و جمال کا شہرہ ہوا۔ بڑی بڑی صاحب ثروت ماہرو عورتیں آپ کا جمال جہاں آرا دیکھکر عاشق ہوگئیں۔ اور طالب وصال ہوئیں۔ اور فریفتہ ہوکر اس راستے پر بیٹھ جاتیں۔ جہاں سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

marfat.com

گزرتے۔ اور آپ کو اپنی طرف بلاتیں۔ مگر حضرت عبداللہ بہ برکت نور محمدی ان کی جانب ذرا بھی التفات نہ فرماتے نہ نگاہ اٹھا کر دیکھتے۔ (مدارج حصہ دوم صفحہ ۱۸)

ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کعبہ شریف کے قریب سے گذرے۔ وہاں ایک عورت بنی اسد کی بنام رَقِیقَہ یا قتیلہ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ عورت حضرت عبداللہ کو دیکھ کر آپ کے حسن و جمال پر عاشق ہوگئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے طالب وصال ہوئی۔ اور سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر آپ نے انکار کیا اور واپس گھر آگئے۔ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحبت کی اور نور محمدی بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم قدس میں جلوہ گر ہوا۔ تو ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی عورت جو طالب وصال ہوئی تھی کے پاس سے گذرے۔ اس نے آپ کے چہرے کو دیکھا۔ مگر وہ چمکتا نور نظر نہ آیا۔ کہنے لگی۔ کیا تم نے کسی عورت سے صحبت کی ہے فرمایا ہاں اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کی ہے۔ کہنے لگی اب مجھ کو تمہاری حاجت نہیں۔ میں تو اس نور کی طالب تھی جو تیری پیشانی میں چمکتا تھا۔ مگر وہ جس کے نصیب کا تھا۔ اُسے مل گیا۔ (مدارج حصہ دوم صفحہ ۱۸)

اسی طرح فاطمہ شامیہ کا قصہ ہے۔ کہتے ہیں کہ فاطمہ نامی عورت ملک شام کے رہنے والی تھی۔ بڑی عفیفہ اور پاکیزہ اخلاق تھی۔ اس کے علاوہ کتب سماوی کی عالمہ بھی تھی۔ اور فن کہانت میں ماہر تھی۔ اسے معلوم تھا کہ نور محمدی کے طلوع ہونے کا وقت قریب ہے اور وہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے سے پیدا ہوگا۔ چنانچہ وہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے حصول کی خاطر ولایت شام سے چل کر صحرائے مکہ معظمہ میں آکر ٹھہری اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ شکار سے واپس ہو کر اس کی منزل سے گذرے تو فاطمہ کی نظر عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جمال جہاں آرا پر نظر پڑی تو علامات سے پہچانا کہ میرا مقصود انہی سے حاصل ہوگا۔ اپنی جھونپڑی سے نکلی اور آپ کو اندر آنے کی دعوت دی۔ آپ اسکی دعوت کو منظور فرما کر اندر تشریف لے گئے۔ تو فاطمہ نے آپ کا بہت

marfat.com

احترام واکرام کیا اور بتایا کہ میں آپ کے ساتھ نکاح کا ارادہ رکھتی ہوں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عبدالمطلب کی اجازت کا بہانہ کر کے گھر تشریف لے آئے۔ تقدیر الٰہی اسی رات نور محمدی حضرت آمنہ خاتون کی جانب منتقل ہوا آپ علی الصبح اپنے والد ماجد کی خدمت میں تشریف لے گئے اور فاطمہ شامی کا قصہ بیان فرمایا حضرت عبدالمطلب نے نکاح کی اجازت مرحمت فرمائی آپ خوش و خرم ہو کر فاطمہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اپنے والد کی اجازت در بارہ نکاح بیان کی۔ مگر جب فاطمہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو دیکھا تو اسے وہ چمکتا نور محمدی نظر نہ آیا۔ کہنے لگی اے عبداللہ جس نور کی خاطر میں نے یہ صحرا نوردی کی ہے اور صعوبتیں جھیلی ہیں وہ نور آپ سے رخصت ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب مجھے نکاح کا شوق نہیں رہا چنانچہ فاطمہ بڑی حسرت لے کر اپنے وطن کو واپس ہو گئی۔ (معارج رکن اول ص ۴۴،۴۵)

غرضیکہ بہت سی خواتین حسینہ و جمیلہ اس نور محمدی کی طالب ہوئیں جب وہ نور ان کو میسر نہ ہوا وہ پاگل اور دیوانی ہو گئیں۔ حتیٰ کہ جس رات حضرت آمنہ کی طرف نور محمدی منتقل ہوا تو دو سو عورتیں رشک سے مرگئیں۔ (معارج النبوت رکن اول ص ۴۶)

چھٹا وعظ

نور محمدی کا انتقال بجانب حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

حضرت عبداللہ کا نکاح:۔ جب حضرت عبدالمطلب کو معلوم ہو گیا کہ زنان عرب عبداللہ پر مائل ہیں اور ہر ایک طالب ہے تو ان کے نکاح کا فکر ہوا اور ایسی لڑکی کی تلاش ہوئی جو پاک دامن نیک سیرت ہو۔ حسب و نسب حسن و جمال عقل و تمیز میں سب سے افضل ہو۔ ان دنوں میں وہب بن عبد مناف کی ایک دختر تھی جس کا نام آمنہ خاتون تھا جو حسن و جمال میں یکتا۔ صورت و سیرت میں بے مثل عقل و تمیز میں

بلحاظ حسب و نسب میں سب سے افضل تھیں۔

خداوند تعالٰے کو یہی منظور تھا کہ ایسی پاکیزہ خاتون کے ساتھ حضرت عبداللہ کا نکاح ہو۔ وہب بن عبد مناف نے حضرت عبداللہ کی اس کرامت کو دیکھا تھا جب کہ دشمنوں نے (یہود) آپ کو جنگل میں گھیرا ہوا تھا اور آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ غیبی سپاہ آئی اور دشمنوں کو قتل کر دیا حضرت وہب بن عبد مناف اس سے اتنے متاثر ہوئے کہ جب گھر واپس لوٹے تو اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنی دختر نیک اختر حضرت آمنہ خاتون کا رشتہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کو دیدوں۔ آپ کی بیوی اس پر رضامند ہوگئی۔ چنانچہ حضرت وہب بن عبد مناف نے اپنے بعض دوستوں کے واسطے سے حضرت عبدالمطلب کو اپنا رشتہ دینے کا پیغام بھیجا۔ ادھر حضرت عبدالمطلب بھی اس تلاش میں تھے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کے واسطے ایسا رشتہ ملیگا۔ جو حسب و نسب و عفت حسن و جمال میں بے مثل ہو۔ اب ان کو ایسا رشتہ خود بخود مل گیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کا نکاح حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا سے ہوگیا۔ (مدارج النبوت حصہ دوم ص۱۷)

رحم آمنہ خاتون میں نور محمدی:۔ نکاح کے بعد ماہ رجب میں شب جمعہ کو نور محمدی حضرت آمنہ خاتون کے شکم اقدس میں جلوہ افروز ہوا۔ سبحان اللہ کیا شان والی رات تھی جس رات میں محبوب خدا اپنی اماں جان کے شکم اقدس میں تشریف لائے۔ اسی واسطے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ شب جمعہ کو لیلتہ القدر سے افضل بتاتے ہیں کیونکہ جو خیرات و برکات کرامات و سعادت اس رات نازل ہوئیں کسی اور شب میں قیامت تک بلکہ ابدالآباد نازل نہ ہوئیں اور نہ ہی ہونگی (مدارج ص۱۷)

آپکے حمل میں آنے سے عجائبات کا ظہور جب نور محمدی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم رحم مادر میں جلوہ گر ہوا تو دنیائے عالم میں عجیب عجیب واقعات ظہور میں آئے۔ اللہ تعالٰے نے خازن جنت کو حکم دیا کہ فردوس بریں کے دروازے کھول دے اور تمام عالم کو خوشبو سے معطر کرے اور آسمانوں زمین میں یہ ندا کی جائے۔ الا

إِنَّ النُّوْرَ الْمَخْزُوْنَ الْمَكْنُوْنَ الَّذِیْ یَکُوْنُ مِنْهُ النَّبِیُّ الْهَادِیْ یَسْتَقِرُّ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ (انوارِ محمدیہ ص۲۱، مدارج ص۱۸)

آج رات وہ نورِ مخزون اور گوہرِ مکنون شکمِ مادر میں رونق افروز ہوا۔ قریش کے تمام چارپائے بولے اور کہنے لگے۔ حُمِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ وَهُوَ اِمَامُ الدُّنْیَا وَسِرَاجُ اَهْلِهَا۔ (انوارِ محمدیہ ص۲۱)

حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں تشریف لے آئے ہیں کعبہ کے رب کی قسم وہ دنیائے عالم کا سردار ہے اور دنیا کے رہنے والوں کے لئے سراج ہے اور مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو حضور کی آمد کی خوشخبری دی (مدارج ص۱۸) اس رات کی صبح کو تمام روئے زمین کے بت اوندھے منہ گر پڑے اور تمام بادشاہوں کے تخت سرنگوں ہو گئے۔ (مدارج حصہ دوم ص۱۸، سیرۃ نبوی ص۳۶، انوارِ محمدیہ ص۲۱)

اس رات برکت نشان میں کوئی گھر ایسا نہ رہا جو روشن نہ ہوا ہو اور ہر مکان میں نور داخل ہوا۔ (مدارج حصہ دوم ص۱۸ انوارِ محمدیہ ص۲۲)

حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے شکمِ مادر میں آنے سے قبل قریش کے علاقے میں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ درخت خشک ہو گئے تھے۔ جانور لاغر ہو چکے تھے مگر نورِ محمدی رحمِ مادر میں جلوہ گر ہوئے تو دنیا کی حالت بدل گئی۔ رحمت کی بارش برسی۔ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ درختوں پر پتے لگے۔ میوہ جات کی کثرت ہوئی عرب نے اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا۔ (مدارج حصہ دوم ص۱۸، انوارِ محمدیہ ص۲۱، سیرتِ نبوی ص۳)

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس سال تمام دنیا کی عورتیں اس نورِ محمدی کی برکت سے بچے جنیں۔ لڑکی کوئی نہ جنے (سیرتِ نبوی ص۳، انوارِ محمدیہ ص۲۲)

اس شب ابلیس لعین نے کوہ ابوقبیس پر چڑھ کر ایک چیخ ماری تمام شیطان اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور پوچھنے لگے اے ابلیس آج تجھے کیا تکلیف پہنچی اور یہ گھبراہٹ کیسی ہے۔ کہنے لگا آج شب حبیبِ خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

اپنی والدہ کے شکم اقدس میں جلوہ گر ہو گئے ہیں۔ دنیا میں تشریف لا کر ادیان باطلہ کو ختم کر دیں گے اور بتوں کو توڑ دیں گے۔ (نزہتہ المجالس صد ۸۳)

روایت ہے کہ حضور سراپا نور حمل میں جلوہ فرما ہوئے تو ہر آسمان سے یہ آواز آتی تھی۔ اَبْشِرُوْا فَقَدْ آنَ اَنْ یَّظْهَرَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ مَیْمُوْنًا مُّبَارَکًا (انوار محمدیہ صد ۲۲)

لوگو! خوشیاں مناؤ۔ اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ مبارک اور سعادت مند رسول پاک کا دنیا میں ظہور ہوگا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰے عنہا فرماتی ہیں جب رسول پاک میرے شکم اقدس میں تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک ایک نور مجھ سے جدا ہوا اس نور سے سب جہان منور ہو گیا اور میں نے کسریٰ کے محلات کو دیکھ لیا۔ (مدارج حصہ دوم صد ۱۹)

آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ ابتدائے حمل سے آخر تک مجھے کوئی کوئی علامت وگرانی حمل جو اور عورتوں کو ایام حمل میں معلوم ہوتی ہے محسوس نہ ہوئی۔ صرف اتنی بات تھی کہ حیض منقطع ہو چکا تھا۔ (انوار محمدیہ صد ۲۲، مدارج حصہ دوم صد ۱۸، نزہتہ المجالس صد ۸۲)

جب آپ شکم مادر میں دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ تو ملائکہ نے عرض کی۔ مولا۔ تیرا حبیب یتیم ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا۔ اَنَا لَهٗ حَافِظٌ وَّنَصِیْرٌ (مدارج صد ۱۹، انوار محمدیہ صد ۲۳، سیرۃ نبوی صد ۳۶) میں خود اسکی حفاظت و نصرت کرنے والا ہوں۔

ایک روایت میں ہے۔ اَنَا وَلِیُّهٗ وَحَافِظُهٗ وَحَامِیْهِ وَرَبُّهٗ وَعَوْنُهٗ وَرَازِقُهٗ وَکَافِیْهِ فَصَلُّوْا عَلَیْهِ وَتَبَرَّکُوْا بِاِسْمِهٖ (سیرت نبوی صد ۳۶)

میں اس کا والی اور محافظ و حامی اور رب اور مددگار۔ رزاق اور کافی ہوں۔ اے فرشتو! تم ان پر درود پاک پڑھو اور آپ کے نام سے تبرک حاصل کرو۔

حکایت: حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالٰے عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے یتیم ہونے کی کیا حکمت ہے۔ کہ ماں مبارک

کے شکم اقدس میں تھے۔ والد ماجد انتقال فرما گئے۔ چھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ رحلت فرما گئیں۔ پھر دادا حضرت عبدالمطلب داغ مفارقت دے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ اس لئے تاکہ آپ پر کسی مخلوق کا حق نہ ہو۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ یعنی حضور سراپا نور صرف اپنے خدائے برتر کی طرف محتاج ہیں۔ نیز اس لئے آپ کو در یتیم بنایا گیا۔ تاکہ آئندہ آنے والوں یتیموں کا قدر بلند ہو جائے۔ اور لوگ ان پر رحم و کرم کریں۔ (سیرت نبوی صلعم ۳۶)

انبیائے کرام کی آمنہ بی بی کو بشارتیں

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حمل کے اول ماہ میں دراز قد والے بزرگ دیکھے۔ انہوں نے فرمایا۔ اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ اے آمنہ تجھے بشارت ہو۔ تو تمام رسولوں کے سردار سے حاملہ ہے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں۔ فرمایا۔ میں ان کے والد آدم (علیہ السلام) ہوں دوسرے ماہ میں ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے۔ فرمایا۔ اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ۔ بشارت ہو تمہیں بیشک تو اولین و آخرین کے سردار سے حاملہ ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا شیث علیہ السلام۔ فرماتی ہیں تیسرے ماہ میں ایک بزرگ تشریف اور فرمانے لگے۔ اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِالنَّبِيِّ الْكَرِيْمِ۔ آمنہ خاتون تجھے بشارت ہو تیرے پیٹ میں نبی کریم تشریف فرما ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں نوح علیہ السلام ہوں۔ چوتھے ماہ ایک اور بزرگ تشریف لائے اور فرمایا۔ اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِالسَّيِّدِ الشَّرِيْفِ وَالنَّبِيِّ الْعَفِيْفِ۔ تمہیں بشارت ہو کہ تم ایک بزرگ صاحب شرافت اور پاک نبی سے حاملہ ہے میں نے پوچھا آپ کون بزرگ ہیں۔ کہنے لگے میں ادریس علیہ السلام ہوں۔ پانچویں ماہ ایک بزرگ آئے اور فرمایا اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ الْبَشَرِ۔ آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ تمام انسانوں کے سردار سے حاملہ ہیں۔

marfat.com

میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمانے لگے میں ہود علیہ السلام ہوں۔ چھٹے ماہ میں ایک اور بزرگ تشریف لائے فرمانے لگے ۔اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِالنَّبِیِّ الْھَاشِمِیِّ آمنہ بی بی تو خوش ہوجا کہ تیرے شکم اقدس میں نبی ہاشمی جلوہ فرما ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ ساتویں ماہ میں ایک بزرگ آئے اور فرمانے لگے ۔ اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِحَبِیْبِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ آپ کو بشارت ہو کہ آپ اللہ تعالےٰ کے حبیب ومحبوب سے حاملہ ہیں میں نے پوچھا آپ کون بزرگ ہیں فرمایا۔ میں اسماعیل علیہ السلام ہوں آٹھویں ماہ میں ایک اور بزرگ تشریف لاتے ہیں اور بشارت سناتے ہیں۔ اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ آپ کو خوشی ہو کہ آپ ایسے نبی سے حاملہ ہیں جو تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے ہیں میں نے ان کا نام پوچھا تو انہوں نے بتایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ نویں ماہ میں ایک بزرگ آکر فرمانے لگے کہ اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ آمنہ خاتون! تو خوشی منا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم آپ کے شکم اقدس میں تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں۔ فرمایا عیسےٰ علیہ السلام ہوں۔ (نزہتہ المجالس صـ۸۲ـ۸۳ حصہ دوم)

ساتواں وعظ

حبیب خدا رحمۃ اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا اور ولادت باسعادت کا بیان مبارک۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَتَبَارَکَ قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۝

تاریخ ولادت حضور سراپا نور حضور سراپا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی۔ جمہور اہل سیر کا یہی خیال ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ مہینہ مبارک ربیع الاول کا تھا۔ اور اسکی بارہویں

تاریخ تھی۔ اسی لئے اہل مکہ اسی تاریخ کو موضع ولادت شریف کی زیارت کرتے ہیں۔ اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ اور پیر کا دن تھا اسی پیر کے روز آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اسی پیر کو آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی۔ اور اسی پیر کو مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ اسی پیر کو مکہ معظمہ فتح ہوا۔ اور اسی پیر کو آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ (مدارج ص۳)

وقت میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا۔ آپ کی ولادت باسعادت طلوع آفتاب سے پہلے تھی۔ بعض نے فرمایا رات میں ولادت پاک ہوئی۔ اکثر روایات میں ہے کہ ولادت شریف عین اسوقت تھی جب رات جارہی تھی اور صبح صادق طلوع ہورہی تھی یعنی نورانی وقت تھا۔ (مدارج حصہ دوم ص۲)

زمان کو حضور سے شرافت حاصل ہے

اللہ تعالٰے نے اپنے حبیب پاک کو ان مہینوں میں پیدا نہیں فرمایا جو برکت وکرامت میں مشہور ہیں جیسے محرم و رجب اور رمضان مبارک اور نہ ہی افضل دن میں جیسا کہ جمعہ مبارک ہے پیدا فرمایا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ حضور کو اس بزرگ ماہ یا بزرگ دن سے شرافت حاصل ہوئی حالانکہ زمان مکان ہر شے کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے شرافت ملی ہے۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

"حق آں است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متشرف بزماں نیست بلکہ زماں متشرف باد ست۔ وہمیں است حکمت درعدم وقوع ولادت شریف دراشہر مشہور بکرامت وبرکت۔ (مدارج جلد دوم ص۲)

یعنی حق بات یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو زمان سے شرافت نہیں ملی۔ بلکہ زمانہ نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے شرافت حاصل کی ہے یہی حکمت تھی۔ کہ بزرگ مہینوں میں آپ کی ولادت شریف نہیں ہوئی

marfat.com

آپ نے ماہ ربیع الاول اور پیر کو ولادت پاک سے وہ شرافت بخشی جو کسی اور مہینہ اور دن کو نہیں۔ حضرت شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگرچہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے مگر پیر کی اس ساعت مبارک کا کیا مقابلہ کر سکتی ہے جس میں دونوں جہان کی رحمت نازل ہوئی۔ (مدارج جلد دوم صد)

حضور کے ظہور کے وقت جنت کا سجانا

اب وہ مبارک وقت آتا ہے کہ دونوں جہان کا سردار دنیائے عالم کو اپنے قدم مبارک سے مزین اور نورانی فرماتے ہیں۔ خالق کائنات کا ملائکہ کو حکم ہوا کہ آسمانوں کے دروازے کھول دو۔ جنت کے در بھی کھول دو شمس کو لباس نور پہنا دو۔ گویا عالم کو نور علی نور کر دو۔ کیوں نور والا تشریف لاتا ہے۔ (انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ صد۲۳)

جنتی عورتیں اور حوریں دائیاں بن کر آتی ہیں

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتی ہیں کہ جب ولادت شریف کا وقت قریب ہوا تو میں بالکل تنہا تھی حضرت عبدالمطلب طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ میں نے ایک آواز سنی جس سے میں خوفزدہ ہوئی اور پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے نے اپنا بازو میرے دل پر ملا تو مجھ سے خوف وہراس چلا گیا۔ پھر میں نے اپنے پاس سفید رنگ کا شربت دیکھا پس اسکو نوش فرمایا اس سے مجھے قرار حاصل ہوا اور ایک نور بلند کو ملاحظ فرمایا۔ میں بالکل اکیلی تھی۔ اب کیا دیکھتی ہوں کہ کچھ عورتیں بلند قد کھجور کے درخت کی مانند موجود ہیں۔ گویا وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہیں۔ میں بڑی حیران ہوئی کہ یہ عورتیں بلند قامت کہاں سے میرے پاس تشریف لے آئیں ہیں۔ میں اسی حیرانگی میں تھی کہ ایک خاتون بولی کہ میں آسیہ بیگم فرعون کی عورت ہوں۔ دوسری نے کہا میں حضرت مریم بنت عمران ہوں۔ اور

marfat.com

یہ دوسری بیگمات حوریں ہیں۔

حضرات! اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے کرام زندہ ہیں۔ اور جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ ان کو مردہ خیال کرنے والا خود مردہ ہے۔ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالٰے عنہا فرماتی ہیں ہر ساعت ایک ہولناک آواز سنتی تھی جو پہلے سے زیادہ ڈراؤنی ہوتی تھی۔

ملائکہ کا حضور کی زیارت کے لئے آنا

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ اسی اثنا میں سفید رنگ کی دیباج دیکھی۔ جسے آسمان و زمین کے درمیان بچھایا گیا۔ بہت سے آدمی دیکھے جو آسمان و زمین کے مابین کھڑے ہیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے ہیں۔ پھر پرندوں کی ایک جماعت دیکھی جنہوں نے میرے کمرے کو ڈھانک دیا۔ ان کی چونچیں زمرد اور پر یاقوت کے تھے اللہ تعالٰے نے میری آنکھوں سے حجابات کو دور کر دیا۔ میں نے مشرق و مغرب کو ملاحظہ فرمایا (اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰے اپنے خاص بندوں سے حجابات دور فرماتا ہے۔ اور تمام دنیا بیکوقت ان کی نگاہ میں ہوتی ہے) پھر آپ نے تین جھنڈے دیکھے کہ ایک مشرق میں نصب کیا گیا اور ایک مغرب میں اور ایک کعبہ شریف کی چھت پر (یہ اشارہ تھا کہ آپ کی حکومت مشرق سے مغرب تک ہوگئی) جھنڈے نصب ہوگئے تو اب شہنشاہ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے با ہزاراں جاہ و جلال اس گلشن دنیا میں طلوع اجلال فرمایا۔ جس کی آمد کا مژدہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ بیشک تمہارے پاس اللہ تعالٰے کی طرف سے نور تشریف لایا ہے۔ آپ نے دنیا میں قدم مبارک رکھتے ہی اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں اپنا سر مبارک سجدہ میں جھکا کر دنیا کو بتلا دیا کہ محبوبان خدا عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں۔

marfat.com

حضور کا تمام دنیا کا دورہ کرنا۔ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک سفید بادل نے آپ کو ڈھانک کر میری نگاہ سے غائب کر دیا میں نے ایک آواز سنی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ طُوفُوا بِهٖ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا وَاَدْخِلُوْهُ الْبِحَارَ لِيَعْرِفُوْهُ بِاسْمِهٖ وَنَعْتِهٖ وَصُوْرَتِهٖ۔ یعنے آپ کو زمین کے مشرق اور مغرب کا دورہ کراؤ اور سمندروں میں لے جاؤ۔ تاکہ اہل دنیا آپ کے اسم مبارک اور نعت شریف۔ صورت سے واقف ہو جائیں۔ پھر وہ بادل چلا گیا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ ایک ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور پانی کے قطرات گر رہے ہیں۔ اور کہنے والا کہہ رہا ہے بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْضَتِهٖ۔ واہ واہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا پر قبضہ جما لیا ہے اہل دنیا سے کوئی مخلوق باقی نہیں رہی جو آپ کے قبضہ میں داخل نہ ہوئی ہو (ثابت ہوا کہ تمام دنیا پر آپ کا اختیار ہے۔ اور آپ مالک ہیں) جب میں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ چودھویں رات کے چاند ہیں۔ اور آپ سے کستوری کی مشک آرہی ہے۔ (مدارج جلد دوم صہ ۲۳/۲۲، انوار محمدیہ صہ ۲۳/۲۲)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم جب پیدا ہوئے۔ رضوان جنت نے آپ کے کان مبارک میں عرض کی۔

اَبْشِرْ يَا مُحَمَّدُ فَمَا بَقِيَ لِنَبِيٍّ عِلْمٌ وَقَدْ اُعْطِيْتَهٗ فَاَنْتَ اَكْثَرُهُمْ عِلْمًا وَاَشْجَعُهُمْ قَلْبًا۔

یا رسول اللہ بشارت ہو میں نے ہر نبی کا علم آپ کو عطا کیا ہے۔

marfat.com

آپ کا علم سب نبیوں سے زیادہ ہے اور تمام سے زیادہ دلیر اور شجاع ہیں (انوار محمدیہ صہ۲۴)

وقت ولادت عجائبات کا ظہور

حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت عجیب عجیب واقعات ظہور میں آئے ان میں کچھ معتبر کتابوں کے حوالوں سے قلمبند کئے جاتے ہیں

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت کعبہ معظمہ کے پاس گیا آدھی رات کو دیکھا کہ کعبہ معظمہ مقام ابراہیم کو جھک گیا اور سجدہ کیا۔ اور اس سے آواز آئی۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَبُّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی اَلْاٰنَ قَدْ طَھَّرَنِیْ رَبِّیْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَاَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ۔

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا رب ہے۔ اب بیشک پاک کیا مجھ کو میرے رب نے بتوں کی ناپاکی اور مشرکوں کی پلیدی سے۔ نیز غیب سے آواز آئی کہ کعبہ کے خدا کی قسم حق تعالےٰ نے کعبہ معظمہ کو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا قبلہ اور مسکن بنایا۔ خانہ کعبہ کے آس پاس کے تمام بت پارہ پارہ ہوگئے۔ ہبل نامی بت جو بہت بڑا تھا زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ آمنہ خاتون (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پیدا ہوگئے۔ ہیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ۲۳)

(۲) آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے تو میں نے ایک نور دیکھا کہ اس نور کی وجہ سے شام کے محلات روشن ہوگئے اور میں نے ان محلات کو ملاحظہ فرمایا۔ (مدارج جلد دوم صہ۲۳)

خود سرکار دو عالم نور مجسم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ارشاد

marfat.com

فرماتے ہیں۔ سَأُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَبَشَارَۃُ
عِیْسٰی وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَأَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَھَا
نُوْرٌ اَضَاءَ لَھَا مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ
وَرَوَاہُ اَحْمَد۔ (مشکوٰۃ صـ۵۱۳)

ترجمہ :۔ عنقریب میں اپنے امر کا اول بیان کرتا ہوں۔ میں دعوۃ ابراہیم (علیہ السلام) ہوں۔ اور بشارت عیسیٰ (علیہ السلام) ہوں۔ اور اماجان کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے مجھے جنتے وقت دیکھا تھا بیشک ایک نور نکلا جس سے ان کے سامنے ولایت شام کے محلات روشن ہو گئے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب آپ پیدا ہوئے۔ خَرَجَ مَعَہٗ نُوْرٌ اَضَاءَ لَہٗ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (انوار محمدیہ صـ۲۴)

ترجمہ :۔ ایک نور آپ کے ساتھ ظاہر ہوا۔ جس سے مشرق و مغرب کا مابین روشن ہو گیا۔ یعنے سب روئے زمین چمک اٹھی۔ جب چمکانے والا نور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ عرض کرتے ہیں۔ وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ۔ فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ۔ (سیرت حلبی صـ۹۶، انوار محمدیہ صـ۲۵)

ترجمہ :۔ اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور مبارک سے آفاق منور ہو گئے پس ہم اس ضیاء اور نور میں ہدایت، کے راستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

ان روایتوں سے صراحتًا ثابت ہوتا ہے کہ حبیب خدا نور تھے۔ جسکی وجہ سے تمام زمین روشن ہو گئی۔

(۳) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی والدہ سے

روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں شہنشاہ دو عالم کی ولادت با سعادت کے وقت حاضر تھی۔ میں نے ایک نور دیکھا جس سے سارا گھر روشن ہوگیا۔ ستاروں کو دیکھا کہ وہ زمین کے بالکل قریب آگئے۔ میں خیال کرنے لگی۔ کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص۲۱، انوار محمدیہ ص۲۵، سیرت نبوی ص۳۸، سیرت حلبی ص۶۸)

(۴) حضرت عبدالرحمن بن عوف اپنی والدہ شفاء رضی اللہ تعالٰے عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور آپ کی آواز نکلی تو میں نے کہنے والے کو سنا کہہ رہا ہے۔ رَحِمَكَ اللّٰهُ۔ (یعنی اے محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالٰے کی رحمت ہو) شفاء رضی اللہ تعالٰے عنہا فرماتی ہیں کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی۔ یہانتک کہ میں نے روم ولایت کے بعض محل دیکھے۔ پھر آپ کو کپڑا پہنایا۔ اور لٹا دیا۔ تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی۔ کہ مجھ پر ایک تاریکی اور رعب اور لرزہ چھاگیا۔ آپ میری نظر سے غائب ہوگئے۔ پس میں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی۔ کہ کہتا ہے کہ ان کو کہاں لے گئے تھے۔ جواب دینے والے نے کہا مشرق کی طرف۔ حضرت شفاء رضی اللہ تعالٰے عنہا فرماتی ہیں اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل میں رہی۔ یہانتک کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ پس میں اول اسلام لانے والوں میں ہوئی۔ (انوار محمدیہ ص۲۵،۲۶، نشر الطیب ص۱۸)

(۵) آپ کی ولادت مبارک کے وقت ایوان کسریٰ میں زلزلہ آیا اور پھٹ گیا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے علماء کرام نے فرمایا

marfat.com

کہ چودہ کنگروں کا گرنا اشارہ تھا کہ چودہ بادشاہوں کے بعد ان کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ (مدارج جلد دوم ص۲۴، سیرت حلبی ص۸۵ انوار محمدیہ ص۲۶)

(۶) دریائے سادہ خشک ہو گیا اور نہر سمادہ جو ایک مدت سے خشک تھی جاری ہو گئی۔ اور فارس کا آتشکدہ جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا حضور کی ولادت پاک کے وقت بجھ گیا۔ (مدارج جلد دوم ص۲۴۔ انوار محمدیہ ص۲۶۔ سیرت حلبی ص۸۶)

(۷) جس رات سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی ایک جماعت قریش کی جس میں ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل بھی شامل تھے۔ اپنے بُت کے پاس گئے۔ دیکھا کہ بت سرنگون زمین پر گرپڑا ہے۔ اسے سیدھا کیا۔ وہ پھر گر پڑا۔ اسی طرح وہ تین مرتبہ کھڑا کیا مگر وہ منہ کے بل گر پڑتا۔ کہنے لگے آج کوئی بات ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ گر پڑتا ہے۔ بڑے مغموم اور ملول ہوئے۔ اتنے میں بت کے اندر ہاتف نے بلند آواز سے کہا۔ شعر

تَرَدّٰی لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِہٖ ۔۔۔ جَمِیْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ
فَخَرَّتْ لَہُ الْاَوْثَانُ طُرًّا وَاُرْعِدَتْ ۔۔۔ قُلُوْبُ مُلُوْکِ الْاَرْضِ جَمْعًا مِنَ الرُّعْبِ

ترجمہ:۔ بت اس مبارک مولود کی وجہ سے گر جاتا ہے۔ جس کے نور سے مشرق و مغرب کی تمام زمین روشن ہو گئی اور تمام بت گر گئے اور رعب کی وجہ سے تمام دنیا کے بادشاہوں کے دل کانپ اٹھے۔

(سیرۃ حلبی ص۸۴/۸۵، مدارج جلد دوم ص۲۵)

marfat.com

آٹھواں وعظ

حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ٥ پارہ ۳۰

ترجمہ:۔ اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

حضرات! زمانہ قدیم سے دنیائے اسلام میں عید میلاد النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تقریب منائی جاتی ہے۔ بارھویں ربیع الاول کا مقدس روز اہل ایمان کے واسطے مسرت و خوشی کے اعتبار سے بمنزلہ عید کے ہے۔ مگر ہر زمانہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جن کو حضور سراپا نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم نہیں بھاتی۔ وہ صرف اس میلاد شریف کو بدعت ہی نہیں کہتے بلکہ میلاد شریف کے کرنے والوں کو بدعتی اور گمراہ قرار دیتے ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو اس کار خیر میں حصہ لینے سے روکتے ہیں۔ اس واسطے حق کے اظہار کے لئے میلاد مبارک کی تقریر لکھی جاتی ہے۔

حضرات! میلاد شریف کا ثبوت قرآن مجید۔ حدیث پاک اور اقوال سلف سے ہے۔ میلاد شریف میں ہزاروں برکتیں ہیں اس کو بدعت کہنے والے خود بدعتی اور بے دین ہیں۔

محفل میلاد کی حقیقت:۔ سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ حقیقت میلاد کیا ہے۔ میلاد مولود۔ مولد یہ تینوں لفظ متقارب المعنی ہیں۔ حقیقت میلاد صرف یہ ہے کہ مسلمان ایک جگہ جمع ہوں اور ایک عالم دین ان کے سامنے حضور سراپا نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارک۔ معجزات اور آپ کے اخلاقی حمیدہ وغیرہ بیان کرے۔ آخر میں بارگاہ رسالت میں درود سلام با ادب کھڑے ہو کر پیش کریں۔ اگر توفیق ہو تو

marfat.com

شیرینی پر فاتحہ دے کر فقراء ومساکین کو کھلائیں۔ احباب میں تقسیم کریں پھر دعا مانگ کر اپنے اپنے گھروں میں واپس آجائیں۔
یہ تمام چیزیں جو ذکر کی گئیں ہیں حدیث و قرآن اور علماء امت کے زریں اقوال سے ثابت کی جاتی ہیں باقی ہدایت کی توفیق دینا قبضہ خدا میں ہے۔

میلاد سنت الٰہیہ ہے:۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف خود اللہ تعالٰے نے بیان کیا تو میلاد شریف بیان کرنا سنت الٰہیہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ٥ پارہ ۱۱ سورۃ توبہ۔
بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں اور مسلمانوں پر کرم کرنے والے مہربان ہیں۔

حضرات! اللہ تعالٰے نے فرمایا لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ الآیۃ۔ اے مسلمانو! تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لائے۔ اس میں ولادت باسعادت کا ذکر ہے۔ پھر فرمایا مِنْ اَنْفُسِکُمْ۔ آپ تم میں سے ہیں۔ اگر بفتح فا پڑھا جائے تو معنی یہ ہوگا۔ تمہاری بہترین جماعت میں ہیں۔ اس میں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب پاک بیان ہوا۔ پھر حَرِیْصٌ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ میں آپ کی نعت شریف کا بیان فرمایا۔ میلاد مبارک مروجہ میں یہی تین امور بیان ہوتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ میلاد شریف بیان کرنا سنت الٰہیہ ہے۔

(۲) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا۔ پارہ ۴ سورۃ آل عمران

بیشک اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنا رسول معظم بھیجدیا
دیکھو یہاں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر ہے
اور یہی میلاد مبارک ہے۔

(۳) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں

خاتم الانبیاء
نبی الانبیاء

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ وحدہٗ لاشریک کی ایک نعمت عظمیٰ ہیں اور یہ ایک بدیہی امر ہے اور کسی دلیل کی طرف محتاج نہیں۔ مگر منکر نجدی بدیہات کے بھی منکر ہیں۔ لہٰذا ان کے رفع شکوک کے لئے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا نعمت الٰہی ہونا حدیث صحیح بخاری سے پیش کیا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ عقل و فہم سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

عن ابن عباسؓ اَلَّذِیْنَ بَدَّ	ترجمہ:- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
لُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا قَالَ	سے روایت ہے کہ وہ لوگ
هُمْ وَاللّٰهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالَ	جنہوں نے بدل دیا اللہ کی نعمت کو
عَمْرٌو هُمْ قُرَيْشٌ وَ مُحَمَّدٌ	کفر سے۔ فرمایا ابن عباس رضی اللہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ	تعالیٰ عنہما نے خدا کی قسم وہ کفار
(صحیح بخاری جلد دوم ص۵۶۶)	قریش ہیں۔ عمرو (ابن دینار) رضی اللہ

تعالےٰ عنہ نے فرمایا وہ (بدلنے والے) قریش ہیں اور اللہ تعالےٰ کی نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرات۔ اس آیت اور اسکی تفسیر سے صراحتاً ثابت ہوا کہ آقائے دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں اور اس نعمت کی بے قدری کرنے والے کفار قریش ہیں اب بھی جو بدقسمت اسکی ناقدری کرتا ہے وہ انہی کفار کے ساتھ ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

جب سید عالم نعمت اللہ ہیں تو نعمت اللہ کے ساتھ کیا برتا ؤ کرنا چاہیئے یہ فیصلہ خود

اللہ تعالےٰ کی کلام ہی کرے گی۔ قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔

۱۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ — اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو

پارہ ۳۰

۲۔ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ — اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے۔

پارہ ۴ سورۃ آل عمران

دیکھو۔ اللہ تعالےٰ حضور کے ذکر کرنے اور چرچا کرنے کا حکم فرماتا ہے اور میلاد مبارک میں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر ہی ہوتا ہے۔ جو مامور بہ ہے۔ تو حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا میلاد شریف بدعت و ناجائز کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا اللہ تعالےٰ بدعت کے کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ میلاد پاک کو بدعت کہنے والے قرآن عظیم کے حقائق کے سمجھنے سے کتنے دور ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو معارف قرآن کے سمجھنے کی توفیق ہی عطا نہیں فرمائی۔

میلاد بیان کرنا سنت مصطفےٰ ہے

حضرات! منکر اور نجدی وہابی خواہ مخواہ میلاد مبارک کے بارے میں بضد ہیں۔ اور اپنی جہالت کا ثبوت پیش کرتے ہیں حالانکہ آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد خود اپنی مبارک زبان سے بیان کیا۔ حضرات سنیو اسنو۔ اور اپنے قلوب کو حسن عقیدت سے کرو۔ وہابیہ تو ہمیشہ اس نعمت سے محروم ہی رہیں گے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کسی بد عقیدہ نے آپ کے نسب شریف میں طعن کیا ہے تو

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا — پس حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا

marfat.com

أَنْتَ رَسُولُ اللهِ. قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا الخ فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا

رواه الترمذی

(مشکوٰۃ ص۵۱۳)

کہ میں کون ہوں۔ صحابہ نے عرض کی آپ اللہ کے رسول۔ فرمایا میں عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اللہ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا پھر سب مخلوق کے دو گروہ کئے ان میں مجھے بہتر بنایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے۔ مجھے ان میں بہتر بنایا تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے خود محفل میلاد منعقد فرمائی جس میں اپنا حسب ونسب بیان فرمایا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ محفل میلاد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس محفل میں ان لوگوں کا رد کیا جائے جو آپ کی بدگوئی کریں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

حضرات! اب منکرین سے پوچھو کہ اب بتاؤ میلاد بیان کرنا حرام و بدعت ہے یا سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ خدا تم کو فہم و دانش ہی نہیں بلکہ ہدایت وسعادت عطا فرمائے ورنہ شیطان کچھ کم عالم ہے۔ مگر راندہ بارگاہ الٰہی ہے۔

میلاد مبارک پر منکرین کا بڑا اعتراض

منکرین میلاد پاک کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ میلاد شریف میں دن مقرر کیا جاتا ہے اور دن کا تعین شریعت میں زیادتی ہے لہٰذا میلاد ناجائز ہے۔ ان کا یہ سوال گیارہویں۔ تیجہ ساتواں۔

marfat.com

چالیسواں وغیرہ میں مشترک ہے۔
اولاً اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک دن کا تعین واجب و ضروری نہیں۔ بلکہ ہم اہلسنت رات۔ دن ہر ہفتہ اور ہر مہینے میں میلاد کرنا باعثِ نجات وسعادت سمجھتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ اس زمانہ کے منکرین میلاد سیرت نبوی کے جلسے کرتے ہیں جن میں دن مقرر کیا جاتا ہے اور تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ مولوی مقرر کئے جاتے ہیں۔ وقت مقررہ پر لوگوں کو بڑے زور سے بلایا جاتا ہے۔ یہ چیزیں فقیر نے دیکھی اور سنی ہیں۔ پس اگر اتنے تعینات کے باوجود جلسۂ سیرت نبوی تو جائز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ خود کرتے ہیں اور ملّا کے گھر ہر شئے حلال ہوتی ہے۔ حرام صرف دوسروں کے لئے ہوتی ہے) اور جلسۂ میلاد نبوی حرام و بدعت ہو جاتا ہے۔
ہم تم سے پوچھتے ہیں۔ ما بہ الامتیاز بیش کرو۔ کہ جس سے سیرت کے جلسے جائز رہیں اور میلاد کے جلسے اور محفلیں حرام ہوں۔ ذرا منہ کھولو۔ اور جواب دو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جو چیز ان کے عقیدے میں بھی حرام ہے۔ وہ ان کے لئے حلال ہے۔ جو چیز فی نفسہ حلال ہے۔ وہ ہم اہلسنت پر حرام ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ جب خدا دین لیتا ہے تو عقل بھی لے لیتا ہے۔
ثالثاً یہ کہنا کہ دن مقرر کرنا یا کسی دن کی یادگار منانا حرام و بدعت ہے یہ منکرین کی اپنی خود ساختہ شریعت ہے۔ قرآن پاک اور حدیث پاک میں اسکی تصریح موجود ہے۔ مگر اندھوں کو کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ وہ اپنی بدقسمتی پر روئیں۔
(۱) گوش ہوش سے سنو! قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ	(اے موسیٰ علیہ السلام) ان کو یاد
پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم	دلایئے اللہ کے دن۔

تشریح سب عام وخاص جانتے ہیں کہ ہر دن اور ہر رات اللہ تعالےٰ ہی کی ہے۔ پھر ان اللہ کے ایام سے کیا مراد ہے پتہ چلا۔ کہ اللہ کے دنوں سے مراد ہے۔ خدا کے وہ مخصوص دن جن میں اسکی نعمتیں اس کے بندوں پر نازل ہوئیں۔ چنانچہ اس آیتِ کریمہ میں حضرت سیدنا موسےٰ علیہ السلام کو حکم ہوا ہے کہ آپ اپنی قوم کو وہ دن یاد دلائیں۔ جن دنوں میں اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل پر من وسلویٰ نازل فرمایا۔ عقلمند اگر من وسلویٰ کے نزول کا دن بنی اسرائیل کو منانے کا حکم ہوتا ہے تو آقائے دوجہان صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت جو تمام نعمتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ بلکہ نظرِ غائر سے دیکھا جائے تو باقی نعمتیں اسی نعمت عظمےٰ کے واسطے سے نازل ہوتی ہیں۔ تو یوم ولادت باسعادت منانا اور خوشی میں جلوس نکالنے اور جلسے منعقد کرنے۔ مساکین کے لئے کھانا تقسیم کرنا کیوں بدعت وحرام ہے۔

حدیث پاک سے تعین یوم پر دلیل

۱:۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَوَجَدَ الْیَھُوْدَ صِیَامًا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ تَصُوْمُوْنَہٗ فَقَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ اَنْجَی اللّٰہُ فِیْہِ مُوْسٰی وَ قَوْمَہٗ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَہٗ

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ یہود یوم عاشورا کا روزہ رکھتے ہیں آپ نے پوچھا اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو۔ یہودیوں نے کہا یہ ایک بڑا دن ہے جس میں اللہ نے موسےٰ (علیہ السلام) اور انکی قوم کو نجات

marfat.com

فَصَامَهٗ مُوْسٰی شُکْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ ۔
متفق علیہ
(مشکوٰۃ ص۱۸۰)

دی اور فرعون اور اسکی قوم کو غرق کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے (اس) شکریے میں روزہ رکھا اور ہم بھی اس دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ (علیہ السلام) سے تمہاری نسبت زیادہ قریب ہیں تو آپ نے خود روزہ رکھا اور (دوسروں کو) روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حضرات! اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو یہ نعمت ملی کہ دشمن سے نجات ملی اور دشمن ہلاک ہوا تو اس روز بطور شکر یہ اسی دن کی یادگار منانے کے لئے ہمیشہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے اور خود سرداردوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ کر اور حکم دے کر واضح فرما دیا۔ کہ نعمت نازل ہونے کے دن عبادت کرنا اور اسکی یادگار منانا سنت انبیاء ہے۔ لہٰذا ہم اہلسنت ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو جس میں ولادت باسعادت کی نعمت نازل ہوئی جو سب نعمتوں سے عظیم ترین نعمت ہے جلسے منعقد کر کے جلوس نکال کر خوشی کا اظہار کر کے سنت انبیاء پر عمل کرتے ہیں۔ اور منکرین اس روز شیطان کی طرح جلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی سنت انبیاء پر عمل کرتا ہے اور کوئی سنت شیطان پر عمل کرتا ہے۔

(۲) دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا

marfat.com

يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ۱۷۹)

کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن اترا۔

دیکھو سنیئے! حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر پیر کے روز دو نعمتیں ملی تھیں تو آپ نے پیر کے دن روزہ رکھنے کے لئے معین فرمایا۔ منکرین تعین یوم کو بدعت و حرام کہتے ہیں۔ اب ان سے پوچھو۔ کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن کو روزہ کے لئے معین اور مخصوص فرمایا ہے۔ اب کیا فتویٰ ہے۔ نالائقو! تمہارے فتووں سے سارا دین برباد ہو جائیگا۔ لہذا ایسے من گھڑت فتووں سے باز آؤ۔ ورنہ خدائے قہار کا عذاب شدید ہے۔

منکرین خود حرام کے مرتکب ہیں

منکرین دن مقرر کرنے کو حرام بتلاتے ہیں۔ یوم آزادی کے روز ہر سال جلسوں میں شریک ہو کر خود ہی حرام کا ارتکاب کرتے ہیں یہ ہے ان کی دیانت۔

جواز میلاد پر اولیائے کرام اور علمائے اعلام کی شہادتیں۔

حضرات! یوں تو میلاد مبارک کے استحباب و استحسان پر بہت سے علماء سلف کے اقوال موجود ہیں۔ مگر بخوف طوالت چند کے اقوال درج کتاب کئے جاتے ہیں جو شکوک کے ازالہ کے لئے کافی ہیں۔ اور ضدی منکر کے لئے تو سارا دفتر بھی بیکار ہے۔

(۱) امام ابو شامہ امام نووی کے استاد کا قول

وَمِنْ اَحْسَنِ مَا ابْتُدِعَ فِيْ زَمَانِنَا مَا يُفْعَلُ كُلَّ عَامٍ فِي الْيَوْمِ الْمُوَافِقِ لِيَوْمِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّدَقَاتِ

ہمارے زمانے کی اچھی ایجادوں میں وہ افعال ہیں جو مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دن کئے جاتے ہیں۔ یعنے صدقات۔ بھلائی کے کام۔ زینت

marfat.com

وَالْمَعْرُوْفِ وَاِظْهَارِ الزِّيْنَةِ
فَاِنَّ ذٰلِكَ مَعَ مَا فِيْهِ مِنَ الْاِحْسَانِ
لِلْفُقَرَاءِ مُشْعِرٌ بِمَحَبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِيْمِهٖ فِيْ قَلْبِ فَاعِلِ
ذٰلِكَ وَشُكْرًا لِلّٰهِ عَلٰى مَا مَنَّ بِهٖ مِنْ
اِيْجَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الَّذِيْ اَرْسَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔
(سیرت حلبی ص۸۰ سیرۃ نبوی ص۴۵)

وسرور کا اظہار۔ کیونکہ ......
اس میں فقرا کے ساتھ احسان کرنے کے علاوہ اس بات کا اشعار ہے کہ میلاد کرنے والے کے دل میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے۔ اور اللہ تعالٰے کا شکریہ ادا کرنا ہے جو اس نے رحمۃ للعٰلمین کو پیدا فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔

(۲) حضرت حافظ الحدیث ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

فَاِذَا كَانَ هٰذَا اَبُوْ لَهَبٍ الْكَافِرُ
الَّذِيْ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِذَمِّهٖ جُوْزِيَ
بِفَرْحِهٖ لَيْلَةَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَالُ
الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَرُّ
بِمَوْلِدِهٖ وَيَبْذُلُ مَا تَصِلُ
اِلَيْهِ قُدْرَتُهٗ فِيْ مَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِيْ اِنَّمَا يَكُوْنُ
جَزَاؤُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ
بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۔
(انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص۲۸)

جب ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جزا نیک مل گئی (عذاب میں تخفیف) تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت کے مسلمان۔ موحد کا کیا حال ہوگا۔ جو حضور کی ولادت کی خوشی مناتا ہوا اور حضور کی محبت میں حسب طاقت خرچ کرتا ہو۔ مجھے اپنی جان کی قسم اللہ کریم سے اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرما دے گا۔

(۳) حضرت امام سخاوی علیہ رحمت الباری کا مبارک قول

marfat.com

لَمْ يَفْعَلْهُ اَحَدٌ مِّنَ السَّلَفِ فِى الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ وَاِنَّمَا حَدَثَ بَعْدُ ثُمَّ لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ مِنْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدُنِ الْكِبَارِ يَعْمَلُوْنَ الْمَوْلِدَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِىْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ

(سیرۃ حلبی ص۸۰ ا۔ و سیرۃ نبوی ص۴۵)

تینوں زمانوں میں سلف نے کسی نے میلاد (مروجہ) نہیں کیا اس کے بعد شروع ہوا پھر ہمیشہ مسلمان ہر طرف اور بڑے شہروں میں میلاد کرتے ہیں اور ان راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور میلاد شریف بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں میلاد شریف کی برکت سے ان پر ہر قسم کا فضل و رحمت نازل ہوتی ہے

فائدہ امام سخاوی کی کلام سے ثابت ہوا کہ میلاد شریف مسلمان کرتے ہیں اور ہر ملک ہر شہر میں کرتے ہیں۔ اور میلاد کرنے والوں پر فضل الٰہی نازل ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِىْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِى الْمَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ

(انوار محمدیہ ص۲۹)

ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینہ میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں۔ اور دعوتیں کرتے ہیں۔ اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں۔ اور خوشی مناتے ہیں۔ نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔

marfat.com

۵۔ حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

مِنْ خَوَاصِّهِ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِیْ
ذٰلِكَ الْعَامِ وَ بُشْرٰی عَاجِلَةٌ
بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ وَاَوَّلُ
مَنْ اَحْدَثَهٗ مِنَ الْمُلُوْكِ
الْمَلِكُ الْمُظَفَّرُ اَبُوْ سَعِيْدٍ
صَاحِبُ اَرْبَلَ وَاَلَّفَ لَهُ الْحَافِظُ
ابْنُ وَحْيَةَ تَاْلِيْفًا سَمَّاهُ
اَلتَّنْوِيْرُ فِیْ مَوْلِدِ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ
فَاَجَازَهُ الْمَلِكُ الْمُظَفَّرُ بِاَلْفِ
دِيْنَارٍ وَصَنَعَ الْمَلِكُ الْمُظَفَّرُ
الْمَوْلِدَ وَكَانَ يَعْمَلُهٗ فِیْ
رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَيَحْتَفِلُ بِهٖ
اِحْتِلَافًا فَاضِلًا وَكَانَ شَهْمًا
شُجَاعًا بَطَلًا عَاقِلًا عَالِمًا عَادِلًا
وَطَالَتْ مُدَّتُهٗ فِی الْمُلْكِ اِلٰی
اَنْ مَاتَ وَهُوَ مُحَاصِرًا لِفَرَنْجِ
بِمَدِيْنَةِ عَكَا سَنَةَ ثَلَاثِيْنَ وَسِتِّمِائَةٍ
مَحْمُوْدُ السِّيْرَةِ وَالسَّرِيْرَةِ (سیرت نبوی ص ۴۵)

میلاد شریف کی ایک تاثیر یہ ہے
سال بھر امن رہیگا اور مرادیں پوری
ہونے کی خوشخبری ہے۔ بادشاہوں
میں سے جن سے پہلے میلاد شریف
کا ایجاد کیا وہ مظفر ابوسعید شاہ اربل
تھا۔ اس کے لئے حافظ ابن وحیہ نے
ایک کتاب لکھی جس کا نام التنویر
فی مولد البشیر النذیر رکھا
بادشاہ نے اسکو ہزار دینار نذر کیے
بادشاہ مظفر نے میلاد کیا۔ اور وہ ربیع
الاول شریف میں میلاد کیا کرتا تھا۔
اور اس میں عظیم الشان محفل منعقد
کرتا تھا۔ اور وہ ذکی۔ بہادر۔ دلیر
عقلمند۔ عالم۔ عادل تھا۔ اس کا
زمانہ حکومت طویل رہا یہانتک
انگریزوں کا محاصرہ کرتے ہوئے عکا
شہر میں انتقال کر گیا ۶۳۰ھ میں
وہ سیرت اور عادت کا اچھا تھا۔

فائدہ اس مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ شاہ اربل ملک مظفر ابوسعید عالم عادل ہونے کے علاوہ مجاہد بھی تھا۔ اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی لہٰذا جن لوگوں نے انہیں برے کلمات سے یاد کیا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔

marfat.com

(۶) حضرت ابن جوزی کے پوتے رحمۃ اللہ علیہ کا قول

قَالَ سِبْطُ ابْنُ الْجَوْزِیِ فِیْ مِرْاٰۃِ الزَّمَانِ حَکٰی لِیْ بَعْضُ مَنْ حَضَرَ سِمَاطَ الْمُظَفَّرِ فِیْ بَعْضِ الْمَوْلِدِ فَذَکَرَ اَنَّہٗ عَدَّ فِیْہِ خَمْسَۃَ اٰلَافِ رَاْسٍ غَنَمٍ وَعَشَرَۃَ اٰلَافِ دُجَاجَۃٍ وَمِائَۃَ اَلْفِ زَبْدِیَۃٍ وَّثَلَاثِیْنَ اَلْفِ صَحْنِ حَلْوٰی وَکَانَ یَحْضُرُ عِنْدَہٗ فِی الْمَوْلِدِ اَعْیَانُ الْعُلَمَآءِ وَالصُّوْفِیَۃِ فَیَخْلَعُ عَلَیْھِمْ وَیُطْلِقُ لَھُمُ الْبَخُوْرَ وَکَانَ یَصْرِفُ عَلَی الْمَوْلِدِ ثَلٰثَمِائَۃَ اَلْفِ دِیْنَارٍ

(سیرۃ نبوی ص۴۵)

حضرت ابن جوزی کے پوتے فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بتایا جو ملک مظفر کے دستر خوان پر میلاد شریف کے موقع پر حاضر ہوئے۔ کہ اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر۔ دس ہزار مرغ ایک لاکھ پیالی مکھن کی اور تیس ہزار طباق حلوے کے تھے۔ اور میلاد میں اس کے ہاں مشاہیر علماء اور صوفی حضرات حاضر تھے ان سب کو خلعتیں عطا کرتا تھا اور خوشبودار چیزیں سلگاتا تھا اور میلاد مبارک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔

فائدہ عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ میلاد مبارک میں فقط عوام ہی حاضر نہیں ہوتے تھے بلکہ مشاہیر علماء اور اولیاء بھی شرکت کرتے تھے۔ فالحمد للہ علے ذلک۔

(۷) حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

عَمَلُ الْمَوْلِدِ وَاجْتِمَاعُ النَّاسِ لَہٗ کَذٰلِکَ مُسْتَحْسَنٌ

(سیرۃ نبوی ص۴۵)

میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔

marfat.com

(۸) حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اَلْمَوَالِدُ وَالْاَذْکَارُ الَّتِیْ تُفْعَلُ عِنْدَنَا اَکْثَرُھَا مُشْتَمِلٌ عَلٰی خَیْرٍ کَصَدَقَۃٍ وَذِکْرٍ وَصَلٰوۃٍ وَسَلَامٍ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَدْحِہٖ

(فتاوی حدیثیہ صفحہ ۱۲۹)

محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے ہاں کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ ذکر، صلاۃ وسلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی مدح پر۔

۹: افضل الفضلاء اعلم العلماء فرید العصر مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کا فرمان مبارک

درینجا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سرور کنند وبذل اموال نمایند یعنے ابولہب کافر بود وقرآن بمذمت وے نازل شدہ چوں بسرور بمیلاد آنحضرت وبذل شیر جاریہ وے بجہت آنحضرت جزاداد شد تا حال مسلمان کہ مملو است بمحبت وسرور وبذل مال در وے چہ باشد۔ (مدارج جلد دوم صفحہ ۲۶)

میلاد شریف کرنے والوں کے لئے اس میں سند ہے جو شب میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن پاک اس کی مذمت میں نازل ہوا۔ جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی میں بھرپور ہے اس میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے

marfat.com

۱۱۰۔ فاضل اجل عالم بے بدل خاتم خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی قول

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین میں لکھا ہے کہ میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں تھی۔ بارہویں ربیع الاول کو اور ذکر ولادت شریف اور خوارق عادت وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یکبارگی کچھ انوار اس مجلس سے ظاہر ہوئے میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے۔ ملائکہ کے جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ اور بھی انوار تھے۔ رحمت الٰہی کے (تواریخ حبیب اللہ صث)

فائدہ :۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں ایک مشہور و مقبول محدث تھے۔ تمام دیوبندیوں کی سندیں آپ تک پہنچتی ہیں اب بتاؤ شاہ صاحب بدعتی ہیں (معاذ اللہ) یا تم خود بدعتی ہو۔ فیصلہ کرلو۔ اور جواب دو۔ نیز معلوم ہوا کہ میلاد شریف کی محفل پر انوار رحمت برستے ہیں مگر منکرین ان انوار رحمت سے محروم ہیں۔ بدعت بدعت کہہ کہہ کر مبتدعت ہو گئے ہیں۔

۱۱۱۔ حضرت مولانا مولوی محمد عنایت احمد صاحب کا قول

حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کرکے ذکر مولود شریف کرتے ہیں اور اکثرت درود کرتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرنی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے۔ اور سبب ہے زیادت محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد شریف میں ہوتی ہے اور مکہ مکرمہ میں مکان

marfat.com

ولادت آنحضرت میں (تواریخ حبیب اللہ ص۸)

فائدہ اس کتاب کا حوالہ خاص کر اس لئے دیا گیا کہ منکرین اس کتاب کو معتبر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اشرف علی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں اس کو معتبر کتاب مانا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ منکرین نے ضد و عناد میں آکر غیر معتبر سمجھ لیا ہو۔ دیکھو مصنف کیا لکھتا ہے۔ کبھی لکھتا ہے مولود شریف۔ مگر تم مولود کو بدعت سمجھتے ہو۔ کبھی لکھتا ہے۔ یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے۔ تم اس کو موجب ضلالت سمجھتے ہو۔ خدارا انصاف سے کام لو۔ منہ کو سنبھالو۔ برکت کو ضلالت کیوں کہتے ہو۔ مگر سچ یہ ہے کہ تمہارے گھر سچ ہی نہیں ہے۔

(۱۲) عالم ربانی فاضل لاثانی حامی دین نبوی حضرت مولانا حاجی حافظ ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی کا قول

نفس ذکر مولود بدعت ضلالت نیست بدو وجہ وجہ اول ذکر مولد عبارت است۔ ازیں کہ ذکر آیتے از آیات قرآنیہ یا حدیثے نبویہ تلاوت کردہ در شرح آں قدرے از فضائل و معجزات احمدیہ و برخے از احوال ولادت و نسب نبوی و خوارقے کہ بوقت ولادت و قبل ازاں ظاہر گردیدند و امثال آنہا بیان سازد و کذا حققہ ابن حجر المالکی فی النعمۃ الکبری علی العالم بمولد

میلاد شریف بدعت ضلالت نہیں دو وجہ سے وجہ اول یہ ہے کہ میلاد کا مطلب یہ ہے کہ مقرر کوئی قرآن کی آیت یا حضور کی حدیث پڑھے اور اس کی تشریح میں حضور کے فضائل معجزات ولادت۔ نسب کے احوال اور ولادت خوارق عادت جو آپ سے ظاہر ہوئے بیان کرے۔ جیسا کہ اسکی تحقیق ابن حجر مالکی نے النعمۃ الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم

سید ولد آدم وغیرہ من العلماء الماہرین وجود این حقیقت در زمانہ نبوی و زمانہ اصحاب ہم بود۔ اگرچہ مسمیٰ باین تسمیہ نباشد۔ بر ماہرین فن حدیث مخفی نخواہد بود کہ صحابہ در مجالس وعظ و تعلیم علم ذکر فضائل نبویہ و کیفیات ولادت احمدیہ میکردند و در صحاح مرویست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت را در مسجد خود بر منبر نشانیدند و او شان مدیح نبویہ را نظم کردہ بودند۔ خواندند و آنحضرت او شان را دعائے خیر دادند و فرمودند اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ در ناظر دیوان حسان مخفی نخواہد ماند کہ در قصائد شان معجزات نبویہ و کیفیات ولادت و ذکر نسب شریف وغیرہ موجود است پس خواندن ہمچوں اشعار برسر مجلس عین ذکر مولد است

(فتاویٰ ص۱۱۰)

میں کی ہے ان کے علاوہ علمائے ماہرین نے کی ہے۔

یہ حقیقت یعنی میلاد شریف نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پاک کے زمانہ میں موجود تھی اگرچہ یہ نام نہ تھا فن حدیث کے ماہرین پر یہ پوشیدہ نہیں۔ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل اور حالات ولادت احمدیہ کا ذکر کرتے تھے۔ صحاح میں مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی مسجد شریف میں منبر شریف پر بٹھاتے تھے اور وہ حضور کے صفت کو نظم اور اشعار میں پڑھتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں دعائے خیر کرتے اور فرماتے۔ اے اللہ روح قدس سے ان کی تائید فرما۔ دیوان حسان کے ناظر پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان کے قصائد میں معجزات، اور ولادت پاک کے حالات اور نسب شریف کا ذکر موجود تھا۔ پس اس قسم کے اشعار کا

marfat.com

پڑھنا کسی محفل و مجلس میں، عین میلاد شریف ہے۔

بعض منکرین یہ بھی کہتے ہیں کہ لوگوں کو اکٹھا کر کے میلاد شریف پڑھنا جائز نہیں۔ مولانا عبد الحی صاحب ان کی تردید میں لکھتے ہیں۔

دیگر اگر اختلاج ایں امر شود کہ اگرچہ وجود نفس ذکر مولد و فضائل وغیرہ ثابت شدہ مگر ذکر مولد بجمع کردن مردم و طلب کردن احباب از خانہا ثبوت نہ رسید۔ دفع آں بایں طرح کردہ شود کہ جمع کردن مردم و طلب ایشان برائے نشر علم در حدیث ثابت است

مجموعہ فتاوٰی ص۱۱

اگر یہ شبہ دل میں پیدا ہو کہ اگرچہ نفس ذکر ولادت اور فضائل وغیرہ ثابت ہیں۔ مگر میلاد کا ذکر کرنا لوگوں کو جمع کر کے اور دوستوں کو گھروں سے بلا کر ثابت نہیں۔ تو اسکو اسطرح رد کیا جائیگا کہ علم کے پھیلانے کے لئے لوگوں کو جمع کرنا اور بلانا حدیث پاک سے ثابت ہے۔

فائدہ مولانا نے پھر ایک حدیث بیان کی جس سے ثابت کیا کہ خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلا کر اپنا میلاد شریف بیان فرمایا

وجہ دوم اینکہ مسلما کہ وجود ذکر مولد در زمانے از ازمنہ ثلاثہ نبودہ است پس میگوئیم کہ در شرع ایں قاعدہ ثابت شدہ کل فرد من افراد نشر العلم فہو مندوب و ذکر مولد فرد لیست از افراد نشر علم نتیجہ بر آمد ذکر المولد مندوب۔

(مجموعہ فتاوٰی ص۱۲۱)

دوسری وجہ جو (میلاد کے لئے) یہ ہے۔ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ میلاد کا ذکر زمانہ ثلاثہ میں نہ تھا تو ہم کہتے ہیں کہ شرع میں یہ قاعدہ ثابت ہے۔ نشر علم کا ہر فرد مندوب ہوتا ہے اور میلاد شریف کا ذکر بھی نشر علم کا ایک فرد ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ میلاد کرنا مندوب ہے

میلاد شریف کرنے کے قائل کون حضرات ہیں۔ مولانا حافظ عبد الحی رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر سے سنیئے۔

marfat.com

برتریں مسالک فقہائے متبحرین واہل افتائے مستنبطین مثل ابوشامہ و حافظ ابن حجر و شامی و امثال آں نہا رفتہ اند حکم بہ ندب ذکر مولد دادہ اند

مجموعہ فتاویٰ ص۲۱

اور اسی مسلک پر بہت بڑے فقیہ اور مفتی حضرات ۔مثل ابوشامہ اور حافظ ابن حجر اور شامی رحمۃ اللہ علیہم اور ان جیسے علماء گئے ہیں ۔اور میلاد شریف کرنا مستحب بتایا ہے ۔

فائدہ اب ہم منکرین میلاد پاک سے پوچھتے ہیں ۔تم بتاؤ ۔کہ کیا اتنے بڑے جید اور متبحر علمائے اسلام سے بھی کوئی تمہارے ساتھ ہے ۔

الحمد للہ ! کہ اہلسنت کا ہاتھ ایسے اہل اللہ اور متبحرین علمائے اسلام کے پاک دامنوں کے ساتھ وابستہ ہے ۔خدا تعالےٰ منکرین کو بھی ہدایت نصیب فرمائے ۔کہ ایسی ہستیوں کے دامن کو تھام لیں ۔

حضرات ! اب یہ بھی مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ہی سن لو ۔ کہ منکرین کے ساتھ کتنے لوگ ہیں اور کیسے ہیں ۔

ملخص مقام اینکہ ذکر مولد فی نفسہ امر لیست مندوب خواہ بسبب وجود او در خیر الازمنہ یا بسبب اند راجش زیر سند شرعی و کسے ندبش را منکر نشدہ مگر یک طائفہ قلیلہ کہ رب النوع آں طائفہ تاج الدین فاکہانی مالکی است ۔ ولو را طاقتے نیست کہ بمقابلہ علمائے مستنبطین کہ فتویٰ بہ ندب ذکر مولد دارند کند پس قولش دریں باب معتبر نیست

(مجموعہ فتاویٰ ص۱۳)

خلاصہ اس مقام کا یہ ہے کہ ذکر مولد فی نفسہ ایک امر مندوب و مستحب ہے ۔خواہ اس لئے کہ قرون ثلاثہ میں اسکا وجود تھا ۔یا اس لئے کہ یہ قاعدہ شرعی کے نیچے داخل ہے ۔کسی نے اس (میلاد) کے ندب کا انکار نہیں کیا مگر ایک فرقہ قلیلہ (چھوٹا) نے جن کا بڑا تاج الدین فاکہانی مالکی ہے ۔ اور یہ طاقت (علمی) نہیں رکھتا ہے کہ علمائے مستنبطین کا جنہوں نے ذکر مولد کے ندب کا فتویٰ دیا ہے مقابلہ

marfat.com

کر سکے۔ لہٰذا اسکا قول اس باب
میں غیر معتبر ہے۔

فائدہ مولانا عبدالحی کی مندرجہ بالا عبارت سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ منکرین میلاد کی جماعت بالکل قلیل ہے۔ وہ بھی علم و عمل میں ایسے ہیں جو اہل حق علماء کرام کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتے لہٰذا ان کا قول غیر معتبر ہے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

(۱۳) عارف معارف حقیقت سالک مسالک شریعت و طریقت مولانا الحاج الحافظ شاہ محمد امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول فیصل

حضرات اب فقیر دیوبندیوں کے پیر و مرشد جن کو صرف عالم ہی نہیں بلکہ عالم گر کہتے ہیں۔ اقوال زریں پیش کرتا ہے۔

۱: فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں۔ اس قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۸۷)

۲: اور ہمارے علماء اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابا فتوے دے دیتے ہیں۔ علمائے ظاہر کے لئے علم باطن بہت ضروری ہے۔ بدون اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔ فرمایا ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۹۳)

۳: مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۵)

منکرین کو نصیحت اب فقیر پر تقصیر سراپا حقیر منکرین کی خدمت میں آخری بھی نصیحت کرتا ہوں کہ اہل حق کے ساتھ عرفاء

marfat.com

اور علمائے متبحرین ہیں۔ لہذا میلاد شریف کرنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ ورنہ کم از کم ان سے اس مسئلہ میں الجھو نہیں۔ میری بات نہ مانو اپنے بزرگوں کے پیرو مرشد کی بات ہی مان لو۔

منکرین کا لفظ عید پر ابال

جسوقت اہل حق میلاد شریف کے ساتھ لفظ عید بڑھاتے ہیں تو منکرین بڑے غیظ و غضب میں آجاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ دیکھو شریعت پر کتنی زیادتی ہے کہ شریعت نے فقط دو عیدیں بتائی ہیں انہوں نے تیسری عید بڑھا دی۔ منکرین ذرا اس آیت پر غور کریں تو اس کا پارہ غضب ٹھنڈا ہو سکتا ہے۔

۱:- اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۝ (پارہ ۷ سورۃ مائدہ)

اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو۔ ہمارے اگلوں پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی۔ اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

حضرات! غور کا مقام ہے کہ بنی اسرائیل پر آسمان سے جس دن خوان اترے تو وہ دن ان کے اگلے پچھلوں کے لئے عید بن جائے۔ جس میں وہ خوشی کا اظہار کریں اور جس روز سید عالم فخر رسل حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں۔ ضروری ہے کہ وہ عیدوں کی جان بن جائے۔ جس پر سب عیدیں قربان ہوں۔

مغالطہ

منکرین کا یہ کہنا کہ روز ولادت کو عید منانا شریعت پر زیادتی ہے کیونکہ شارع نے صرف دو عیدیں مقرر فرمائی ہیں ان کا یہ کہنا بھی مغالطہ ہے۔ شارع نے یوم جمعہ کو بھی عید فرمایا ہے۔

۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ سرکار کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ اَنْ يَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ رَوَاهُ مَالِكٌ ورواه ابن ماجه وهو عن ابن عباس متصلا ۔

جمعوں میں ایک جمعہ کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ اے مسلمانوں کے گروہ۔ بیشک یہ روز وہ روز ہے کہ اس کو اللہ تعالےٰ نے عید بنایا ہے (سرور وخوشی کا دن) پس نہاؤ اور جس شخص کے پاس خوشبو ہو اس کو یہ بات نقصان نہیں دیتی کہ خوشبو لے اور مسواک لازم پکڑو

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَرَاَ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الاية وَعِنْدَهٗ يَهُوْدِيٌّ فَقَالَ لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ رواه الترمذی۔ (مشکوٰۃ ص۱۲۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الایۃ پڑھی آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا اس نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے پس فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے یہ آیت جس روز اتری اس دن دو عیدیں جمع تھیں ایک جمعہ کا دن اور ایک عرفہ کا دن۔

فائدہ دیکھیا حضرات! اس حدیث میں دو اور عیدیں ثابت ہوئیں۔ ایک عید جمعہ کا دن اور ایک عید عرفہ کا دن۔ معلوم ہوا کہ منکرین کا یہ کہنا کہ دو عیدوں سے زائد کوئی عید نہیں ہے یہ ان کا عوام کو مغالطہ دینا ہے۔ اللہ تعالےٰ بطفیل رسول پاک ہمارے عوام کو ان لوگوں کے مغالطوں سے بچائے۔

marfat.com

میلاد کا روز اکابر علماء کے ہاں عید ہے

منکرین عید میلاد کے لفظ عید پر خواہ مخواہ شور مچاتے ہیں۔ حالانکہ اکابر علماء نے صرف میلاد شریف کے دن کو نہیں بلکہ سارے ربیع الاول کے دنوں اور راتوں کو عید سمجھتے ہیں۔ چنانچہ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً اتَّخَذَ لَيَالِيَ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكَةِ أَعْيَادًا۔ (انوار محمدیہ ص۲۹)

پس اللہ تعالےٰ رحم فرمائے اس شخص پر جس نے آپ کے میلاد مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عید بنایا۔

فائدہ ثابت ہوا کہ عید میلاد النبی کوئی نئی اصطلاح نہیں بلکہ اکابر علماء کی اس پر تصریح موجود ہے۔

یوم ولادت پاک خوشی منانے کی برکت

نیک بخت ہے وہ مسلمان جو یوم ولادت باسعادت کی خوشی منائے۔ اظہار سرور کرے۔ اس خوشی میں صدقہ وخیرات کرے۔ عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ جلسے منعقد کرے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک اور معجزات وکمالات بیان کرے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسے مسلمان کو دنیا میں امن وامان عنایت فرمائے گا۔ اور کل قیامت کے روز نار جہنم سے آزاد فرمائے گا۔ کیونکہ ابولہب کافر نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی آزاد کی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کے عذاب میں تخفیف ہو گئی۔

بخاری شریف میں ہے۔

ثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَآهُ بَعْضُ أَهْلِهِ

ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ ابولہب نے اسکو آزاد کر دیا تھا۔ اس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ جب کہ ابولہب مرگیا تو اس کے گھر

بِشَرِّ حِیْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِیْتَ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَکُمْ خَیْرًا اِنِّیْ سُقِیْتُ فِیْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَیْبَةَ۔

(بخاری جلد دوم ص ۷۶۴)

والوں میں سے کسی نے اسکو خواب میں بُری حالت میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال ہے۔ ابولہب نے کہا تمہارے بعد مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی۔ مگر ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس انگلی میں سیراب کیا جاتا ہے۔ یعنی ہر پیر کو عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ اور جس انگلی سے اشارہ کر کے ثویبہ کو آزاد کیا تھا اس سے تھوڑا سا پانی چوس لیتا ہوں۔ یہ صدقہ اس خوشی کا ہے جو ابولہب نے حضور کی ولادت پر منائی تھی۔ جب کافر کو خوشی منانے کا بصلہ مل گیا۔ تو مسلمان کو اللہ تعالےٰ اس خوشی کے بصلے میں جنت نعیم عطا فرمائے گا۔

قیام کرنا عرف عام میں قیام کے معنی کھڑے ہو کر سلام بھیجنا ہے۔ اس سلام میں پیارے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے جو بندۂ مومن کا شعار ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے چند اکابر علماء کے قول پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) سید احمد زینی شافعی مفتی مکہ کا قول

جَرَتِ الْعَادَةُ اَنَّ النَّاسَ اِذَا سَمِعُوْا ذِکْرَ وَضْعِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُوْنَ تَعْظِیْمًا لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا الْقِیَامُ مُسْتَحْسَنٌ لِمَا فِیْهِ مِنْ تَعْظِیْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ کَثِیْرٌ

لوگوں کی عادت جاری ہے کہ جب ولادت پاک کا ذکر سنتے ہیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ یہ قیام مستحسن ہے کیونکہ اس میں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور یہ قیام بہت سے علماء امت نے

marfat.com

مِنْ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ الَّذِیْنَ یُقْتَدٰی بِھِمْ (سیرت نبوی صفحہ ۲۴۳)

کیا ہے جو مقتدا اور پیشوا مانے گئے ہیں۔

(۲) امام عالم علامہ فہامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی کا مبارک قول

قَدْ وُجِدَ الْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ اِسْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عَالِمِ الْاُمَّۃِ وَمُقْتَدَی الْاَئِمَّۃِ دِیْنًا وَوَرَعًا الْاِمَامِ تَقِیِّ الدِّیْنِ السُّبْکِیِّ وَتَابَعَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ مَشَایِخُ الْاِسْلَامِ فِیْ عَصْرِہٖ (سیرت حلبی صفحہ ۱۳)

بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ذکر کے وقت ایسے عالم امت اور پیشوائے آئمہ سے قیام ثابت ہے۔ جو دین اور پرہیز گاری میں مشہور ہیں۔ جن کا نام امام تقی الدین سبکی ہے۔ اس قیام میں بڑے بڑے مشائخ اسلام نے ان کے زمانہ میں اتباع کی ہے۔

فائدہ جب بڑے بڑے علمائے دین اور مشائخ اسلام سے قیام کا ثبوت ہے تو ہم منکروں کا قول کیوں مانتے ہیں۔ ہم اپنے مشائخ اسلام کے فعل پر عمل کر کے اجر عظیم کے مستحق ہوں گے

حضرت امام سبکی کا قیام اب ہم اپنے امام اور پیشوائے دین تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کس محبت و تعظیم سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا نام و مدح سن کر قیام کیا تھا۔ سنیئے۔

(۳) حَکٰی بَعْضُھُمْ اَنَّ الْاِمَامَ السُّبْکِیَّ اجْتَمَعَ عِنْدَہٗ جَمْعٌ کَثِیْرٌ مِّنْ عُلَمَاءِ عَصْرِہٖ فَاَنْشَدَ مُنْشِدٌ قَوْلَ الصَّرْصَرِیِّ فِیْ

بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے زمانہ میں ایک بڑی جماعت علماء کی حاضر تھی۔ کہ ایک نعت خوان نے

marfat.com

مَدْحِ هِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَلِيْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطُّ بِا
لذَّهَبِ عَلٰى وَرَقٍ مِّنْ خَطٍّ
اَحْسَنَ مِنْ كَتَبِ اَنْ تَنْهَضَ
الْاَشْرَافُ عِنْدَ سِمَاعِهٖ قِيَامًا
صُفُوْفًا اَوْ جِثِيًّا عَلَى الرُّكَبِ فَعِنْدَ
ذٰلِكَ قَامَ الْاِمَامُ السُّبْكِيُّ رَحِمَهُ
اللّٰهُ وَجَمِيْعُ مَنْ فِي الْمَجْلِسِ
فَحَصَلَ اُنْسٌ كَبِيْرٌ بِذٰلِكَ
الْمَجْلِسِ وَيَكْفِيْ مِثْلُ ذٰلِكَ فِي
الْاِقْتِدَاءِ ۔ (سیرت حلبی وسیرت
نبوی صد ۴۵)

ابوذکریا یحیٰی مرصری کے وہ اشعار جو سرکار دو عالم کی مدح شریف میں تھے پڑھے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کے لئے اچھے کاتب کے خط سے سنہری خط چاندی پر لکھوایا جائے تو بھی کم ہے ۔ اگر شریف انسان ان کا ذکر سنتے ہی کھڑے ہو جائیں حالت قیام میں صف بستہ یا گھٹنوں کے بل یہ سنتے ہی امام سبکی علیہ الرحمتہ کھڑے ہو گئے اور سب مجلس والوں نے بھی قیام کیا اور مجلس میں ایک وجد طاری ہو گیا ایسے امام اور علماء کا قیام کرنا ہمارے لئے کافی ہے ۔

فائدہ معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کے وقت قیام کرنا شریفوں کا کام ہے ۔ مگر منکرین کو شرافت سے کیا تعلق ۔

۴:- علامہ فہامہ حضرت شیخ عبد الرحمٰن صفوری شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا قول

اَلْقِيَامُ عِنْدَ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِنْكَارَ فِيْهِ فَاِنَّهٗ
مِنَ الْبِدَعِ الْمُسْتَحْسَنَةِ وَقَدْ
اَفْتٰى جَمَاعَةٌ بِاسْتِحْبَابِهٖ عِنْدَ
ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ وَذٰلِكَ مِنَ
الْاِكْرَامِ وَالتَّعْظِيْمِ لَهٗ صَلَّى

سرکار دو عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے میں کوئی انکار نہیں کیونکہ یہ بدعت حسنہ سے ہے ۔ اور بیشک ایک جماعت علماء نے آپ کی ولادت پاک کے ذکر کے وقت استحباب

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِکْرَامُہٗ وَتَعْظِیْمُہٗ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَلَا شَکَّ اَنَّ الْقِیَامَ لَہٗ عِنْدَ الْوِلَادَۃِ مِنَ التَّعْظِیْمِ وَالْاِکْرَامِ وَ قَالَ مُؤَلِّفُہٗ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی وَالَّذِیْ اَرْسَلَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ لَوِاسْتَطَعْتُ الْقِیَامَ عَلٰی رَاْسِیْ لَفَعَلْتُ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ الزُّلْفٰی عِنْدَ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ

(نزہتہ المجالس ص۸۲ حصہ دوم)

قیام کا فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ اس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اکرام وتعظیم ہے اور آپ کا اکرام اور تعظیم ہر مومن پر واجب ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وقت ذکر ولادت قیام میں حضور کی تعظیم واکرام ہے۔ خود مؤلف عبدالرحمن صفوری رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے اپنے حبیب کو دونوں جہان کی رحمت بنا کر بھیجا ہے اگر میں سر کے بل کھڑا ہو سکتا تو بھی قیام کرتا۔ محض بارگاہ الٰہی میں قرب حاصل کرنے کے لئے۔

حرف آخر

ہم نے بحمد اللہ چند اکابر علماء کے اقوال پیش کئے ہیں۔ جس سے قیام کا ثبوت ہوتا ہے۔ عاقل کیلئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ مگر منکر معاند۔ ضدی کیلئے دفتر ہی بے کار ہے۔ اب آخر میں دیوبندی کے پیشوا حضرت امداد اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا قول نقل کیا جاتا ہے اگر قبول افتد زہے نصیب۔

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں (فیصلہ ہفت مسئلہ ص۵)

فقیر نے مولد شریف کے ثبوت میں یہ مختصر تقریر مگر جامع لکھی ہے۔ اس کا نام التقریر فی ثبوت مولد البشیر النذیر رکھتا ہوں۔ اور دست بدعا ہوں کہ خداوند تعالٰے اس سے عامہ مسلمانوں کو نفع عظیم عطا فرمائے۔ بحرمتہ سید الابرار۔

آمین۔ ثم آمین۔

marfat.com

نواں وعظ

حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا حال اور اس زمانہ کے خوارق بیان

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی پارہ ۳۰

ترجمہ:۔ کیا اس نے تجھے یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔

دونوں جہان کا سردار ایک یتیم ہیں

سبحان اللہ۔ خدا کا محبوب باوجود یتیم ہونے کے ان کے رب نے اس یتیم کو دونوں جہانوں کا سردار ہی نہیں بلکہ امام الانبیاء۔ خاتم الانبیاء و نبی الانبیاء بنایا۔ یتیم ایسے کہ ابھی والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے۔ صرف دو ماہ کا حمل تھا کہ آپ کے والد ماجد نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور نہ کچھ مال چھوڑا اور نہ ہی کوئی جگہ چھوڑی۔ آپ کی خدمت کے متکفل آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب ہوئے۔ جب آپ کی عمر شریف چار یا چھ سال کی ہوئی والدہ صاحبہ نے بھی وفات پائی۔ جب آپ کی عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی وفات پائی۔ پھر آپ کے حقیقی چچا ابوطالب آپ کی خدمت میں سرگرم رہے۔ یہانتک کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ (خزائن العرفان صفحہ ۸۳۸)

اسی بارے میں فرمایا جارہا ہے اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی پارہ ۳۰

یعنی آپ یتیم تھے اور ہم نے آپ کی تربیت کا انتظام فرمایا۔

رؤسائے قریش کا دستور

مکہ معظمہ میں بالعموم اور رؤسائے قریش میں بالخصوص یہ دستور تھا کہ جب ان کے ہاں بچہ ہوتا تھا۔ تو آس پاس کے دیہات میں دائیوں کے پاس بھیج دیتے تھے

marfat.com

وہ ان کو دودھ پلاتی تھیں۔ پھر دودھ چھڑانے کے بعد ان بچوں کو اپنے والدین کے پاس چھوڑ جاتی تھیں۔ والدین ان دائیوں کو نقد و جنس کے تحائف پیش کرتے تھے۔ اس کی وجہ ایک یہ تھی کہ گاؤں کا پانی عمدہ اور آب و ہوا خوشگوار ہوتی ہے۔ جو بچوں کی تربیت کے لئے نہایت مناسب ہوتی ہے۔ دوسرے گاؤں کی زبان شہر کی نسبت اصلی اور فصیح و بلیغ ہوتی ہے۔ اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا ہے اس لئے اپنے دودھ پیتے بچوں کو وہاں بھیج دیتے تاکہ ان کی زبان فصیح و بلیغ ہو۔ (معارج ص۵۹ رکن دوم)

آپ کی رضائی والدہ حضرت حلیمہ کا بخت

آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم سات روز اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالٰے عنہا کا دودھ پیا۔ چند روز ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر یہ سعادت حضرت حلیمہ کو نصیب ہوئی۔ جو نبی سعد بن بکر قبیلہ سے تھی۔ اس کی تفصیل وہ ہے جو ابن اسحاق اور ابن راہویہ۔ ابو یعلی۔ طبرانی۔ بیہقی ابو نعیم نے حلیمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نبی سعد بن بکر کی عورتوں کے ہمراہ بچوں کی تلاش میں مکہ معظمہ آئی۔ وہ سال اتنا قحط باراں کا تھا کہ بارش کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں ٹپکا تھا۔ میری ایک گدھی تھی جو کمزوری کی وجہ سے چل بھی نہیں سکتی تھی۔ اور ایک اونٹنی تھی جس کے نیچے ایک قطرہ دودھ نہیں تھا۔ میرے ساتھ اپنا بچہ اور خاوند بھی تھا۔ میں اسقدر غریب اور تنگدست تھی کہ رات کو نیند نہ دن کو چین۔ جب میری قوم کی عورتیں مکہ معظمہ پہنچیں اور بچے دودھ پلانے کے لئے پکڑ لئے۔ صرف ایک بچہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باقی رہ گئے۔ کیونکہ آپ یتیم تھے۔ لہذا کسی دائی نے آپ کی طرف توجہ نہ کی کیونکہ اجرت وانعام ملنے کا امکان نہیں تھا۔ چونکہ مجھ سے پہلے سب بچے دائیوں نے لے لئے تھے لہذا مجھے کوئی بچہ نہ مل سکا سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ میں

marfat.com

نے اپنے خاوند کو کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ بغیر بچہ کے واپس چلی جاؤں۔ لہذا میں اس یتیم کو ہی لے لیتی ہوں۔ جب میں آپ کے پاس گئی۔ تو دیکھا کہ آپ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا ہے۔ اور سفید صوف کے کپڑے میں لپیٹے ہوئے گردن کے بل سوئے ہوئے اور خراٹے مار رہے ہیں۔ اور آپ سے کستوری کی مشک آرہی ہے۔ میں آپ کا حسن و جمال دیکھکر آپ پر فریفتہ ہوگئی۔ اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ آپ نے اپنی آنکھ مبارک کھول کر میری طرف دیکھا اور تبسم فرمایا گویا آپ نے معلوم کر لیا کہ رضائی ماں آگئی ہے ا میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک آنکھ سے ایک نور نکلا۔ جس کی شعاع آسمان تک پہنچی میں نے آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور اپنی گود میں بٹھایا۔ تاکہ آپ کو دودھ پلاؤں۔ اپنا داہنا پستان آپ کے منہ میں دیا۔ آپ نے دودھ پیا جب بایاں پستان پیش کیا۔ تو آپ نے اس سے دودھ نہ پیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے بچپن میں ہی آپ کو یہ علم عطا فرمایا کہ میرا ایک رضائی بھائی ہے۔ اس لئے آپ نے عدالت اور انصاف کا پہلو اختیار فرمایا۔ اور جب تک دودھ پیتے رہے بالضرور ایک پستان اپنے رضائی بھائی کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ یہ ہے انصاف اور یہ ہے عدالت محمدی۔ حلیمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ کو اٹھا کر اپنی منزل میں لے گئی۔ اور اپنے خاوند کو دکھایا۔ وہ بھی آپ کے جمال مبارک سے ایسے فریفتہ ہوئے۔ کہ سجدہ میں گر گئے۔ جب اپنی اونٹنی کے پاس گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پستان دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے ایک قطرہ دودھ کا بھی پستانوں میں نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے دودھ دوہا۔ اور اتنا دودھ نکلا کہ میں اور میرے خاوند نے سیر ہو کر پیا۔ اور آرام کی نیند سو گئے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھوک اور پریشانی کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی مجھے خاوند نے کہا۔ اے حلیمہ تجھے مبارک ہو

marfat.com

ہوکر تو ایسا مبارک بچہ اپنے گھر لے آئی ہے۔ جس سے کثیر خیر و برکت حاصل ہوئی ہے
اور مجھے امید ہے کہ ہمیشہ خیر و برکت میں اور زیادتی ہوتی رہے گی۔ حلیمہ فرماتی ہیں
ہم چند راتیں مکہ معظمہ میں ٹھہرے ایک رات میں نے دیکھا۔ کہ حضور کے ارد گرد
نور روشن ہے۔ اور ایک مرد سبز جوڑا پہنے ہوئے آپ کے سرہانے کھڑا ہے۔ میں نے
خاوند کو جگا کر کہا کہ اٹھو یہ (نظارہ) دیکھو۔ خاوند نے کہا۔ اے حلیمہ خاموش ہو جا اور
اس راز کو پوشیدہ رکھ۔ کیونکہ جس دن یہ (مبارک) بچہ پیدا ہوا ہے اس دن سے
علمائے یہود کا کھانا پینا ناگوار ہو گیا ہے اور بیچین ہو گئے ہیں پھر ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
والدہ ماجدہ سے رخصت لی ہیں اپنے دراز گوش پر سوار ہوئی اور حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے
آگے بٹھایا۔ تو میری سواری بڑی چست و چالاک ہو گئی۔ اور گردن بلند کر کے
چلنے لگی۔ جب کعبہ شریف کے پاس پہنچی۔ تو اس نے تین سجدے کئے۔
پھر اپنا سر اٹھا کر آسمان کی طرف کیا اور روانہ ہو گئی۔ اور اتنی تیز چلی کہ قوم کی سواریوں
سے آگے بڑھ گئی۔ میرے ساتھی یہ دیکھ کر متعجب ہوئے۔ کچھ عورتوں نے
جو میرے ہمراہ تھیں۔ کہنے لگیں کہ اے حلیمہ کیا یہ وہی سواری نہیں ہے۔ جو آتے
وقت چل بھی نہیں سکتی تھی۔ اب اتنی تیز ہو گئی ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم
یہ وہی دراز گوش ہے۔ مگر خدا تعالٰے نے اس بچے کی برکت سے اسے چست
و چالاک کر دیا ہے۔ کہنے لگیں۔ بخدا اس بچے کی بہت بڑی شان ہے۔ حلیمہ فرماتی
ہیں کہ میں نے سنا کہ میری سواری کہہ رہی تھی۔ بخدا اس بچے کی واقعی بڑی شان ہے
میں مردہ تھی۔ مجھے اس نے زندہ کر دیا۔ کمزور تھی۔ قوی کر دیا۔ اے زنان بنی سعد! تم
کو معلوم نہیں کہ میری پشت پر کون سوار ہے۔ میری پشت پر وہ ہستی سوار ہے۔
جو سید المرسلین اور خیر الاولین والآخرین۔ حبیب رب العلمین ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ
تعالٰے عنہا فرماتی ہیں۔ کہ راستے میں دائیں بائیں سے یہ آواز آتی تھی۔ جسکو میں سنتی
تھی۔ اے حلیمہ تو غنی ہو گئی۔ بنی سعد کی عورتوں سے بزرگ بن گئی بھیڑ بکریوں
کے ریوڑوں سے گذرتی تو تمام بھیڑیں بکریاں میرے پاس آکر کہتیں کہ اے حلیمہ کیا

marfat.com

تجھے علم ہے کہ تیرا رضی (دودھ پینے والا بچہ) کا نام محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے جو آسمان وزمین کے پروردگار کا رسول ہے۔ اور تمام بنی آدم سے بہترین ہے۔ جس منزل پر اترتی۔ تو وہ سبزہ زار نظر آتی۔ حالانکہ قحط سالی کا زمانہ تھا جب ہم اپنی اپنی منزلوں میں پہنچے۔ تو زمین بالکل خشک اور ویران تھی (اس کے باوجود) جب میری بکریاں چراگاہ سے چر کر شام کو واپس آتیں۔ تو سیر ہو کر آتیں۔ ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے۔ ہم دودھ دوہتے اور سیر ہو کر پیتے (قوم کی بکریاں قحط کی وجہ سے بھوکی آتیں) وہ اپنے چرواہوں کو کہتے تھے۔ کہ تم بھی بکریوں کو وہاں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ اس برکت کی وجہ کیا ہے۔ یہ برکت تو ساری حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ الغرض جب قوم کے چرواہوں نے بکریوں کو ہمارے چرواہوں کے ساتھ چرانا شروع کیا تو ان کی بکریوں اور مالوں میں بھی خیر و برکت آگئی۔ جب تک محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے قبیلہ میں تشریف رکھتے رہے۔ تو بڑی خیرات و برکات ہمارے شامل حال رہیں۔ جب آپ بولنے لگے۔ تو سب سے پہلے آپ نے زبان مبارک سے یہ کلمات فرمائے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔ ایک رات میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ جب آپ مہد میں ہوتے تو آپ چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اسکی طرف اشارہ کرتے جس طرف اشارہ کرتے چاند ادھر ہی جھک جاتا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کی۔ (رَاَیْتُکَ فِی الْمَھْدِ تُنَاجِی الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْہِ بِاُصْبُعِکَ فَحَیْثُ اَشَرْتَ اِلَیْہِ مَالَ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ اُحَدِّثُہٗ وَیُحَدِّثُنِیْ وَیُلْھِیْنِیْ عَنِ الْبُکَآءِ وَاَسْمَعُ وَجْبَتَہٗ حِیْنَ یَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ) آپ کا جھولا فرشتے جھلایا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی اپنے کپڑوں میں بول و براز نہیں کیا۔ بلکہ آپ کا ایک وقت معین ہوتا جس میں

marfat.com

پیشاب وغیرہ کرتے تھے۔ جب میں آپکا منہ مبارک دودھ وغیرہ سے صاف کرنیکا ارادہ کرتی تو غیب سے فرشتے آکر مجھ سے پہلے آپ کا منہ صاف کردیتے۔ جب کبھی آپ کا ستر کھل جاتا تو آپ حرکت کرتے اور رونا شروع کردیتے۔ میں کپڑا ٹھیک کردیتی۔ اگر مجھ سے کچھ دیر ہوجاتی تو غیب سے آپکا ستر ڈھانک دیا جاتا جب چلنے پھرنے لگے تو دوسرے بچوں کے ساتھ نہیں کھیلتے تھے بلکہ انکو بھی کھیل کود سے منع کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ ہمکو کھیل کود کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ آپ ایک دن میں اتنا بڑھتے جتنا دوسرا بچہ ایک ماہ میں بڑھتا ہے اور ایک ماہ میں اتنے بڑھتے جتنا دوسرے بچے سال بھر میں بڑھا کرتے ہیں۔ ہر روز آفتاب کی مثل ایک نور اترتا جو آپ کو ڈھانک دیتا۔ پھر وہ نور غائب ہوجاتا۔ آپ نے نہ کبھی بدخلقی کی اور نہ ہی روئے۔ جب کسی چیز کو پکڑتے تو بسم اللہ شریف پڑھتے۔ میں آپکی ہر وقت حفاظت کرتی رہتی۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ میں کسی کام میں لگ جاؤں اور آپ کہیں دور نہ نکل جائیں۔ (اور کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے) ایک دن میں کسی کام میں لگ گئی۔ کہ آپ اپنی رضاعی بہن شیماء کے ہمراہ باہر چلے گئے۔ دن گرم تھا۔ میں آپکی تلاش میں باہر آئی آپ اپنی شیماء کے ساتھ تھے۔ میں نے شیماء کو کہا اتنی گرمی میں آپکو باہر کیوں لے آئی۔ شیماء نے کہا انکو گرمی سے کیا تعلق۔ کیونکہ ان کے اوپر بادل سایہ کرتا تھا۔

(مدارج جلد دوم ص ۳۶-۲۷)

دسواں وعظ

حضور کا شق صدر بچپن میں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۔ پارہ نمبر ۳۰

ایک روز آپ نے اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ کو کہا کہ مجھے بھی اجازت دو تاکہ میں بھی اپنے بھائیوں کے ہمراہ چراگاہ کا سیر کروں اور بکریاں چراؤں حلیمہ نے آپ کو اجازت دے کر آپ کے بالوں میں کنگھی کی۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالا اور نئی پوشاک پہنائی۔ یمنی منکوں کا ایک گلوبند گلے میں ڈالا۔

marfat.com

تاکہ نظر بد نہ لگ جائے۔ آپ نے وہ گلو بند گردن سے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرا محافظ و نگہبان میرا پروردگار ہے۔ پس اپنے رضاعی بھائیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور بکریوں کے چرانے میں مشغول ہو گئے۔ جب دوپہر ہوئی ضمرہ پسر حلیمہ دوڑتا ہوا اور روتا ہوا آیا اور اطلاع دی کہ میرے بھائی قریشی کو دو مردوں نے لٹا دیا ہے۔ اور آپ کا شکم مبارک چاک کر دیا ہے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ آپ کا کیا حال ہے۔ یہ سن کر حلیمہ اور ان کے شوہر عالم پریشانی میں دوڑ کر آپ کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ آپ پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے ہم کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ ہم نے آپ کے سر و چشم کو بوسہ دے کر پوچھا۔ جاں ما فدائے تو باد، واقعہ کیا ہے آپ نے اپنا سارا حال کہہ سنایا یہ قصہ کتب احادیث میں معمولی اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ ابو یعلی اور ابو نعیم و ابن عساکر حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے راوی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں بنی لیث بن بکر کے ہاں دودھ پیتا تھا۔ اور اپنے رضاعی بھائیوں کے ہمراہ ایک وادی میں تھا کہ اچانک مجھے تین شخص نظر آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک سونے کا طشت تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک ہاتھ میں چاندی کا لوٹا دوسرے ہاتھ میں سبز زمرد کا تھال برف سے بھرا ہوا تھا۔ ایک نے مجھے پکڑ کر نرمی سے زمین پر لٹا دیا۔ پھر اس نے میرے سینے کو پیڑو تک چاک کر کے اس سے مضغہ سیاہ نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر دل کو اس چیز سے پر کیا جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ پھر ایک نورانی مہر پکڑی جس کے نور سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ میرے دل پر مہر لگائی جس سے میرا دل نور سے پر ہو گیا۔ وہ نور نبوت اور حکمت تھی۔ پھر دل کو اپنے مقام میں رکھ دیا۔ میں اس مہر کی خنکی اور خوشی ایک مدت تک محسوس کرتا رہا۔ ایک شخص نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا جس سے میرا شگاف بھر گیا اور

marfat.com

درست ہوگیا۔ پھر مجھے بڑی نرمی سے اٹھا کر اپنے سینوں سے لگایا۔ میرے سر کو اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے دوست خدا ڈرنا نہیں۔ پھر مجھے اس جگہ چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئے آپکا شق صدر کئی مرتبہ ہوا۔ ایک اسوقت جبکہ آپ حلیمہ کے پاس تھے۔ پھر دس برس کی عمر میں۔ پھر ابتداء وحی میں۔ پھر شب معراج میں۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ شق صدر کے بعد میرے شوہر اور دیگر لوگوں نے کہا کہ اس بچے کو اپنی والدہ اور دادے کے پاس آسیب کے پہنچنے سے پہلے پہنچا دینا چاہیئے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ کو لے کر مکہ معظمہ کو روانہ ہوگئی۔ جب حوالی مکہ میں پہنچی تو میں نے آپ کو ایک جگہ بٹھایا اور خود قضائے حاجت کے لئے چلی گئی۔ جب واپس آئی تو آپ وہاں تشریف نہیں رکھتے۔ بڑی تلاش کی مگر آپ نہ ملے۔ ناامید ہو کر سر پہ ہاتھ رکھ کر وا محمد واہ ولد کہنا شروع کیا۔ اتنے میں اچانک دیکھا کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے حلیمہ سعدیہ تجھے کیا مصیبت پیش آئی ہے۔ کہ آتنا جزع وفزع کر رہی ہے میں نے کہا محمد بن عبد المطلب کو ایک عرصہ دودھ پلاتی رہی۔ اب ان کو اپنی والدہ کے پاس لا رہی تھی۔ کہ مجھ سے گم ہوگیا ہے۔ بوڑھا کہنے لگا۔ رو نہیں غم نہ کر میں تجھے ایسا شخص بتلاتا ہوں۔ جو جانتا ہے۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اگر تو چاہے تو وہ ان کو تیرے پاس پہنچائے گا۔ حلیمہ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا میری جان تجھ پر قربان ہو۔ وہ کون ہے۔ اس نے کہا وہ ہبل جو بڑا بت ہے۔ اور عالی قدر وہ جانتا ہے۔ کہ تیرا فرزند کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہو کہ تونے نہیں سنا کہ جس رات آپ پیدا ہوئے تھے۔ بتوں کی کیسی بُری حالت ہوئی تھی۔ تمام بت شکستہ ہو کر اوندھے منہ گر پڑے تھے (مگر بوڑھے نے میری بات نہ مانی) اور زبردستی ہبل بت کے پاس چلا گیا۔ پہلے اسکا طواف کیا۔ پھر میرا قصہ اس کے سامنے پیش کیا۔

(یہ سن کر ہبل منہ کے بل گر پڑا۔ اور تمام بت سرنگوں ہو گئے۔ ان کے پیٹ سے آواز آئی۔ اے بوڑھے ہمارے سامنے سے دُور ہو جا اور اس بچے کا مبارک نام ہمارے سامنے نہ لے۔ کیونکہ تمام بت اور بت پرست ان کے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے۔ اور خدا تعالےٰ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔ وہ ہر حال میں ان کا نگہبان ہے حلیمہ فرماتی ہیں۔ پھر میں عبدالمطلب کے پاس حاضر ہوئی۔ انہوں نے مجھے دیکھکر فرمایا اے حلیمہ تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے۔ کہ پریشان نظر آتی ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ساتھ نہیں ہے۔ میں نے کہا اے اباحارث۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میرے ساتھ تھے۔ جب میں مکہ معظمہ کے قریب پہنچی۔ آپ کو ایک جگہ بٹھاکر قضائے حاجت کرنے لگی۔ تو آپ مجھ سے غائب ہو گئے۔ بہت ہی تلاش کیا۔ مگر آپ کا پتہ نہ چلا۔ یہ سن کر عبدالمطلب کوہ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا۔ اے آلِ غالب۔ یہ سن کر تمام قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اے سردار کیا مصیبت پیش آئی ہے۔ فرمایا۔ میرا بیٹا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) گم ہو گیا ہے۔ پھر عبدالمطلب قریش کے ہمراہ سوار ہو کر حضورؐ کی تلاش میں لگ گئے۔ بہت تلاش کی مگر آپ نہ مل سکے۔ پھر عبدالمطلب مسجد حرام میں تشریف لائے۔ طواف کر کے دعا مانگی۔ ہاتف نے غیب سے کہا۔ اے لوگو۔ غم نہ کھاؤ۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا خدا ان کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ عبدالمطلب نے فرمایا۔ اے ندا کرنے والے یہ بتا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ ہاتف نے کہا۔ کہ اسوقت آپ وادئے تہامہ میں درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں۔ عبدالمطلب اسی وقت وادئے تہامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ورقہ بن نوفل ملے وہ بھی ہمراہ ہو گئے۔ جب وادئے تہامہ میں پہنچے تو دیکھا کہ آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے پتے چن رہے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا۔ اے بچے۔ تم کون ہو۔ فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (صلے اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا۔ روح من فدائے تو باد۔ میں تیرا دادا عبدالمطلب ہوں۔ پس عبدالمطلب نے آپ کو اپنے آگے بٹھا کر مکہ معظمہ

marfat.com

میں لائے۔ اس خوشی میں بہت سا سونا اور بیشمار اونٹ صدقہ میں دئے۔ اور حلیمہ کو بہت انعام دیا۔

اللہ تعالٰی نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔ یعنی پایا تم کو بیابان مکہ میں راہ بھولا ہوا۔ پس راہ دکھائی اور تمہارے دلوا کے پاس پہنچایا۔ بعض مفسرین نے اس آیت کا یہی مطلب بیان کیا۔ اور بعض نے اس آیت کے اور معانی بھی بیان کئے ہیں۔ جن کو ہم آگے چل کر سورۃ الضحٰی کی تفسیر میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (مدارج جلد دوم ص۲۹/۳۰)

ابن حجر نے شرح الھمزیتہ میں کہا کہ حضرت حلیمہ بمعہ خاوند اور بچوں کے دولت اسلام سے مشرف ہوئی۔ ہجرت کی اور مدینہ پاک میں وفات فرمائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ قبر ان کی مشہور ہے جسکی زیارت کی جاتی ہے (سیرۃ نبوی ص۵۵)

گیارہواں وعظ

ذکر والدہ ماجدہ اور کفالت عبدالمطلب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى پار ۳۰

ترجمہ:۔ کیا اس نے تجھے یتیم نہ پایا۔ پھر جگہ دی۔

والدہ ماجدہ کا انتقال امام زہری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ برس کو پہنچی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو بسمیت ام ایمن کے آپ کے والد ماجد کے اخوال کے پاس جو قبیلہ بنی نجار سے تھے لے گئی ایک مہینہ وہاں اقامت فرمائی۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت فرماکر تشریف لائے۔ تو آپ ان امور کو یاد فرمایا کرتے جو اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں، ملاحظہ فرمائے تھے۔ جب اس گھر کو دیکھتے جہاں والدہ ماجدہ کے ہمراہ رہائش فرمائی تھی۔ یہ وہ گھر ہے۔ جہاں میری والدہ ماجدہ رہی

marfat.com

تھی۔ نیز یہ بھی فرماتے تھے کہ ان دنوں میں جب یہود میرے پاس آتے اور مجھ کو دیکھتے۔ تو کہتے کہ یہ آمنہ کا فرزند نبی ہوگا۔ اور یہ مدینہ منورہ آپ کی دار ہجرت ہوگی ایک ماہ کے قیام کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ کو روانہ ہوگئیں۔ جب مقام ابواء میں پہنچے تو والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ (سیرت نبوی صفحہ ۵۶، مدارج جلد دوم صفحہ ۲۳)

عبدالمطلب کی کفالت والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آپ کے دادا آپ کی تربیت کے کفیل ہوئے آپ کو اپنے تمام بیٹوں سے زیادہ پیارا سمجھتے تھے۔ اور آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ آپ کے بغیر ہرگز کھانا نہیں کھاتے تھے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور اپنی خاص مسند پر بٹھایا کرتے تھے۔ جب کبھی عبدالمطلب کے خواص سے کوئی حضور کو مسند پر بیٹھنے سے روکتا تو عبدالمطلب فرماتے میرے بچے کو کچھ نہ کہو۔ مسند پر بیٹھنے دو۔ کیونکہ مجھے امید ہے کہ یہ میرا فرزند شرافت کے اس مرتبہ کو پہنچے گا کہ آپ سے پہلے کوئی بھی اس مرتبہ کو نہیں پہنچا ہے اور آپ کے بعد کوئی نہ پہنچ سکیگا۔

بچپن میں حضور کی خیر و برکت اہل قیافہ (قائف۔ قدم شناس) حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے کہ اس فرزند ارجمند کی خوب حفاظت رکھنا کیونکہ آپ کا قدم مبارک ایسا ہے۔ جیسا کہ مقام ابراہیم میں قدم کا نشان ہے۔ یعنی آپ کا قدم حضرت ابراہیم کے قدم کے مشابہ ہے۔ اسی سال حضرت عبدالمطلب سیف بن ذی یزن کو مبارک دینے کے لئے جانب یمن تشریف لے گئے تو اس نے عبدالمطلب کو بشارت دی کہ آپ کی نسل سے آخر الزمان پیغمبر ظاہر ہوگا۔ (مدارج جلد دوم صفحہ ۲۴)

ابوطالب کی کفالت حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف آٹھ برس کی تھی کہ آپ کے دادا عبدالمطلب ایک سو دس یا ایک سو چالیس برس کی عمر پاکر وفات پا گئے۔ تو آپ کی کفالت آپکے

چچا ابو طالب نے کی۔ ابو طالب بھی آپ کے ساتھ دلی محبت کرتے تھے۔ اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھتے۔ اپنے پاس سلاتے۔ اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے۔ چونکہ ابو طالب مال کے اعتبار سے کمزور تھے۔ جس وقت آپ کا اہل و عیال حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر کھانا کھاتے تو بھوکے رہتے۔ جب حضور کے ساتھ مل کر کھاتے تو سیر ہو جاتے۔ ابو طالب کی عادت تھی کہ جب بال بچوں کو کھانا کھلاتے تو فرماتے ٹھہرو تاکہ میرا بیٹا (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئیں۔ جب حضور تشریف لاتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سیر ہو کر کھاتے۔ پھر بھی کھانا بچ جاتا۔ اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ سب سے پہلے پیش کیا جاتا۔ آپ پیالے سے دودھ نوش فرماتے۔ پھر وہی پیالہ تمام گھر والے پیتے۔ اور اسی ایک پیالہ سے سیراب ہو جاتے۔ حالانکہ ایک پیالہ سے فقط ایک آدمی سیراب ہو سکتا تھا۔ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں خشک سالی ہو گئی۔ تمام قریش ابو طالب کے پاس آئے۔ اور بارش طلب کی۔ ابو طالب اور اپنے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو لے کر کعبہ معظمہ میں آئے۔ ابو طالب نے حضور کی پشت مبارک کعبہ سے مس کی اور آپ نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ کوئی بادل نہیں تھا۔ اشارہ فرماتے ہی چاروں طرف سے بادل جمع ہوئے۔ اور برسنے لگے۔ اتنی بارش ہوئی کہ وادیاں بھر گئیں۔ نالے جاری ہو گئے۔ اسی باب میں ابو طالب نے اپنے قصیدہ میں یہ شعر کہا ہے۔

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْأَرَامِلِ

ترجمہ: وہ (رسول پاک) سفید اور گورے رنگ والا اپنے چہرے کی برکت سے بادل سے پانی مانگتا ہے۔ جو یتیموں کی پناہ ہے اور بیوہ عورتوں کی عصمت ہے (سیرت نبوی ط ۹ س ۳)

بحیرہ راہب کی شہادت

ملک شام میں بحیرہ نام ایک راہب بصریٰ شہر کے قریب اپنے گرجے میں رہتا تھا۔ بڑا زاہد۔ عابد

تارک الدنیا تھا۔ پیغمبر آخر الزمان کی زیارت کے انتظار میں زندگی گذار رہا تھا۔ جب قریش کا کوئی قافلہ اس جگہ سے گذرتا تو اپنے صومعہ سے نکل کر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش کرتا جب ان میں حضور کا کوئی نشان نہ پاتا تو اپنے صومعہ کو واپس ہو جاتا۔ ایک دفعہ قریش کا قافلہ وہاں سے گذرا۔ بحیرہ راہب نے اسکی جانب نظر کی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ بادل کا ایک ٹکڑا اس قافلہ پر سایہ کرتا ہوا ان کیساتھ آرہا ہے۔ جب آنحضرت ابو طالب کے ہمراہ درخت کے نیچے بیٹھے۔ تو بادل اس درخت کے اوپر آکر کھڑا ہو گیا۔ بحیرہ یہ دیکھ کر متحیر و متعجب ہوا۔ اور قافلہ کی ضیافت کی اور سب کو اپنے پاس بلایا۔ ابو طالب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو وہیں منزل میں چھوڑ کر چلے آئے۔ بحیرہ نے جب منزل کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ بادل اسی جگہ کھڑا ہوا ہے۔ بحیرہ نے پوچھا کیا تمہارا کوئی فرد ایسا تو نہیں رہ گیا جو یہاں نہ آیا ہو آخر آپ کو بھی بلایا گیا۔ جب آپ تشریف لائے تو بادل آپ پر سایہ کرتا ہوا ساتھ آیا۔ نیز بحیرہ راہب نے ہر شجر اور حجر سے سنا کہ کہتے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ آپ کے شانۂ مبارک میں مہر نبوت دیکھی۔ اسکو بوسہ دیا۔ یہ سب باتیں دیکھ کر بحیرہ راہب نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور آپ کیساتھ ایمان لایا۔ ان دنوں میں سات آدمی شام کے نصرانیوں سے یہ حال دریافت کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر اس راستے سے ہوگا۔ آپ کے قتل کیواسطے اس طرف آئے تھے۔ بحیرہ نے ان سے کہا کہ وہ پیغمبر برحق ہیں۔ تم ان کی اطاعت کرو۔ کیونکہ جب خدا کو منظور ہے کہ ان کو بلند مرتبہ عطا فرمائے۔ تمہارے ستانے سے نہیں چلے گا۔ اور تم انہیں نہیں مار سکتے۔ تب وہ اس ارادے سے باز رہے۔ (مدارج جلد دوم ص ۲۴-۲۵)

بحیرہ نے ابو طالب کو بہت تاکید کی کہ یہ بچہ آخر الزمان پیغمبر ہوگا۔ اور اس کا دین تمام دینوں کے لئے ناسخ ہوگا۔ شام کی ولایت میں آپ کے یہود بہت دشمن ہیں۔ وہاں ان کو نہ لے جاؤ۔ چنانچہ ابو طالب نے اپنا سامان یہاں بصریٰ میں بیچ ڈالا اور مکہ معظمہ کو واپس ہو گئے۔ (مدارج جلد دوم ص ۳۶)

marfat.com

نبی کریم کا سفر تجارت

مکہ معظمہ میں حضرت خدیجہ بنت خویلد ایک مالدار عورت تھی۔ لوگوں کو اپنا مال بطور مضاربت دیکر تجارت کے لئے بیرونی ممالک میں بھیجا کرتی تھیں اس لئے ان کو ایک ایسے امانت دار شخص کی ضرورت رہتی تھی۔ کہ اپنا مال تجارت کے لئے اسکو دیں۔ اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ امین مکہ معظمہ میں کوئی بھی نہ تھا۔ تمام مکے والے لوگ آپ کو قبل ظہور نبوت امین کہتے تھے۔ اس لئے حضرت خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف آدمی بھیج کر درخواست کی۔ کہ میرا مال ملک شام میں تجارت کیلئے لے جائیں۔ نفع ہوگا تو جتنا مال آپ چاہیں گے لے سکتے ہیں۔ آپ اپنے چچا ابو طالب سے مشورہ کرنے کے بعد سفر تجارت پر جانے کے لئے تیار ہوگئے۔ پس حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) نے اپنا ایک غلام میسرہ نامی اور اپنا رشتہ دار خزیمہ آپ کے ہمراہ بھیج دیئے۔ جب آپکا قافلہ بصریٰ شہر کے قریب نسطورا راہب کے پاس پہنچا تو آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے۔ نسطورا راہب نے دیکھا۔ تو کہا کہ اس درخت کے نیچے فقط پیغمبر ہی بیٹھتا ہے۔ نیز وہ درخت بالکل خشک تھا۔ کوئی ایک پتہ بھی اس پر نہیں تھا۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی برکت سے درخت سرسبز ہوگیا۔ پتے لگ گئے۔ پھل لگ گئے۔ اور اسکے ارد گرد کی زمین بھی سرسبز و شاداب ہوگئی۔ نسطورا یہ سب کچھ دیکھکر آپ کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا۔ اس کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا۔ اس خدا کی قسم جس نے عیسےٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی۔ یہ آخر الزمان پیغمبر ہیں۔ القصہ آپ نے اپنا مال تجارت بصریٰ میں فروخت کیا۔ اور نفع عظیم حاصل ہوا۔ اور آپ کی برکت سے تمام اہل قافلہ کو نفع ہوا۔ جب واپس مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو دوپہر کا وقت تھا۔ یعنی گرمی بہت تھی۔ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عورتوں کے ہمراہ اپنے بالاخانہ میں تشریف رکھتی تھیں۔ وہاں سے اہل قافلہ کو دیکھ رہی تھیں۔ اور آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم اس شان سے آرہے تھے۔ کہ دو فرشتوں نے (جو پرندوں کی شکل میں تھے) آپ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ سب کچھ اپنی آنکھوں

marfat.com

سے دیکھ رہی تھی۔ ادھر ان کے غلام میسرہ نے بھی جو کچھ اس سفر میں آپکی کرامات ملاحظہ کی تھیں۔ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو تفصیلاً بیان کر دیں۔

آپ کا نکاح بی بی خدیجہ کیساتھ

جب خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے اپنے غلام میسرہ سے آپ کی کرامات سنیں۔ تو دل و جان سے آپ پر فدا ہو گئیں۔ دل میں خیال آیا کہ آپ سے میرا نکاح ہو جائے (تو سب کرامات گھر میں ہی آ جائیں) حالانکہ اس سے پیشتر بڑے رؤسا نے پیغام نکاح بھیجے تھے۔ مگر انہوں نے کسی کو قبول نہ کیا۔ پس خدیجہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) نے خفیہ طور پر آپ کے پاس ایک عورت اس غرض کیلئے بھیجی۔ کہ آیا آپ نکاح کی خواہش رکھتے ہیں یا نہیں۔ اس عورت نے آپ کو نکاح کرنے کی ترغیب دی حضور نے فرمایا کہ میں نکاح کیسے کر سکتا ہوں جب کہ میرے پاس نکاح کا ساز و سامان نہیں ہے۔ عورت نے کہا اگر کوئی ایسی عورت مل جائے۔ جو شرافت نسبی کے علاوہ پاکیزہ اخلاق اور صاحب حسن و جمال بھی ہو۔ اور نکاح کے جملہ مصارف کی بھی کفیل بن جائے۔ تو آپ نے فرمایا ایسی عورت کہاں مل سکتی ہے۔ عورت نے کہا کہ خدیجہ بنت خویلد آپ کو بہت پسند رکھتی ہے۔ اگر حکم ہو تو میں اسکو اس بات پر راضی کر سکتی ہوں۔ عورت نے واپس آکر سارا قصہ خدیجہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) کو کہہ سنایا۔ چنانچہ خدیجہ نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلا کر کہا۔ تاکہ وہ میرا رشتہ حضرت محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) سے کر دیں۔ چنانچہ خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے چچا آئے اور ابو طالب کیساتھ بات چیت کر کے تاریخ معین پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بمع ابو طالب اور بعض چچوں اور ابو بکر اور رؤسائے مکہ کے تشریف لائے۔ ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ اور بعد ایجاب و قبول کے نکاح ہو گیا۔

(مدارج جلد دوم صفحہ ۲۸۳۷)

marfat.com

بارہواں وعظ

حضور پُر نور کا حسن و جمال

قَوْلُہٗ تعالیٰ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۝

حضرات! حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حسن و جمال میں بے مثل ہیں۔ کوئی انسان آپ کا حسن و جمال کیسے بیان کر سکتا ہے۔ حضرات علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا کامل نہیں ہو سکتا جب تک اس بات پر ایمان نہ لایا جائے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کو اس شان سے پیدا فرمایا کہ کوئی انسان آپ جیسا نہ آپ سے پہلے پیدا ہوا نہ آپ کے بعد پیدا ہوگا۔ (انوار محمدیہ صفحہ ۱۹۴)

آپ جیسا کون ہو سکتا ہے۔ کہ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ۔ تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور مجسم تشریف لائے ہیں اس نور مجسم جیسا اور کوئی کون ہو سکتا ہے۔ خود سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا اَمْلَحُ وَاَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ (مدارج النبوت جلد اول ص ۵ تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۱۵۷) میں ملیح ہوں اور میرے بھائی یوسف (علیہ السلام خوب گورے تھے سب جانتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام اپنے حسن و جمال میں شہرہ آفاق ہیں۔ مگر حضور فرماتے ہیں کہ میں ان سے زیادہ ملاحت رکھتا ہوں۔ ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم یوسف علیہ السلام سے بھی زیادہ خوبصورت تھے آپ کے حسن و جمال کے ملاحظہ کرنے والے صحابہ کیا فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالےٰ کے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی شئے زیادہ خوبصورت نہیں

marfat.com

رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص۵۱۸) دیکھی۔ گویا آفتاب آپ کے چہرے میں اتر آیا ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فرمان۔

قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَآءُ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ رواہ الترمذی والدارمی (مشکوٰۃ ص۵۱۷)

فرمایا۔ میں نے چاندنی رات میں نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے دھاریدار جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ پس میں ایک نظر حضور حضور کی طرف کرتا تھا اور ایک چاند کی طرف پس آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔

فائدہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمان کہ حضور میرے نزدیک زیادہ خوبصورت تھے۔ یہ بطور تلذذ فرمایا۔ ورنہ واقع میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمام کے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (مدارج جلد اول ص۷)

حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان۔

آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص۵۱۷)

میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ بعد میں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرمان

قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَہَا فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا۔ پس میں نے کوئی شخص حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

marfat.com

(انوار محمدیہ صلا ۱٦/ نشر الطیب ص۱۳۱) سے افضل نہیں دیکھا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام　　بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

علامہ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

فَهُوَ الَّذِيْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهُ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِئُ النَّسَمِ
مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهِ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

آپ فضائل باطنی وظاہری میں کمال کے درجے کو پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر خداوند تعالےٰ نے آپ کو اپنا حبیب بنایا اور آپ اپنی خوبصورتی اور خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں۔ جو ہر حسن جو آپ میں پایا جاتا ہے وہ غیر منقسم اور غیر مشترک ہے

مندرجہ بالا اقوال سے ثابت ہوا کہ حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم حسن و جمال میں اس انتہائی مقام پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں کوئی بھی نہیں پہنچا۔ اور نہ ابد الآباد تک پہنچ سکے گا۔ حقیقت وہ ہے جو امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْيُنُنَا رُؤْيَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (انوار محمدیہ ص۱۹۳)

ہمارے سامنے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تمام حسن ظاہر نہیں ہوا کیوں کہ اگر تمام حسن ہمارے سامنے ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتیں۔

اسی لئے اللہ تعالےٰ نے حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کے جمال پاک پر ستر ہزار پردے ڈال رکھے تھے تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں۔ ورنہ کس کی آنکھ

marfat.com

تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اصلی کا مشاہدہ کر سکتی۔ (معارج النبوت رکن دوم ص۱۱۸)

جسم پاک کی نورانیت

سبحان اللہ۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس نورانی تھا سر مبارک سے لے کر پاؤں شریف تک نور تھے۔ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آنحضرت بتمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ دیدۂ خیرت در جمال باکمال وے خیرہ میشد مثل ماہ و آفتاب تاباں و روشن بود و اگر نہ نقاب بشریت پوشیدہ بودے۔ ہیچکس را مجال نظر و ادراک حسن او ممکن نبودے (مدارج نبوت جلد اول ص۱۳۰)	رسول پاک بتمامہ چوٹی سے تا قدم بالکل نور تھے۔ کہ انسان کی آنکھ آپ کے جمال باکمال کو دیکھنے سے چندھیا جاتی تھی، چاند اور سورج کی مانند روشن اور چمکدار تھے۔ اگر لباس بشریت نہ پہنا ہوتا تو کسی کو آپ کے طرف نظر کرنے اور آپ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا۔

چونکہ آپ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ کا سایہ بھی نہیں تھا۔

حضرت ذکوان رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔

مر آنحضرت را سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول۔ (مدارج نبوت جلد اول ص۲۶)	رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ آفتاب کی روشنی میں تھا۔ نہ چاندنی کی چاندنی میں حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان سے نوادر الاصول میں اس کو روایت کیا۔

دیوبندیوں کی مسلمہ کتاب تواریخ حبیب اللہ میں ہے۔

آپ کا بدن نور تھا۔ اسی سبب سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ اس لئے کہ سایہ جسم کثیف ظلماتی کا ہوتا ہے۔ نہ لطیف و نورانی کا۔ (تواریخ حبیب اللہ ص۱۵۹)

marfat.com

حضور کے جسم اقدس کی لطافت و نظافت

حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم اتنے صاف اور پاکیزہ تھے کہ جسم اقدس پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اور نہ ہی آپ کے کپڑوں میں جوئیں پڑتی تھیں۔ (مدارج جلد اول صلا، شفا شریف صلا، انوار محمدیہ صلا)

فائدہ

مکھی کی عادت ہے کہ ہر فقیر امیر پر بیٹھتی ہے۔ یہاں تک کہ ہفت اقلیم کے بادشاہ پر بھی بیٹھ جاتی ہے۔ تاکہ اس کا غرور و تکبر خاک میں مل جائے۔ نیز وہ تواضع اور عاجزی اختیار کرے۔ مکھی کا حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم پر نہ بیٹھنا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ اصلی شہنشاہ مخلوقات میں فقط آپ ہی ہیں۔ الحمد للہ علی ذٰلک۔

جسم اقدس خوشبودار تھا

ہمارے آقا و مولا کا جسم اقدس سے کستوری و عنبر کی سی خوشبو آیا کرتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔

لَا شَمَمْتُ مِسْكًا وَلَا عَنْبَرَةً	میں نے کوئی کستوری اور عنبر حضور
اَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ	صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس صلے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے
متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۵۱۵)	زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو شخص مصافحہ کرتا تو اس کے ہاتھوں سے تمام دن خوشبو آیا کرتی تھی۔ اور جس بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ بچوں میں خوشبودار مشہور ہو جاتا تھا۔ (مدارج جلد اول ص۳، شفا شریف ص۴)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى	میں نے صبح کی نماز رسول پاک صلے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى	اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پڑھی۔ پھر
ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ	آپ اپنے گھر کی طرف نکلے میں بھی

marfat.com

مَعَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ أَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدِّيْ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا أَوْ رِيْحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ۔
(رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۵۱۷)

آپ کے ساتھ نکلا۔ آپ کے سامنے بہت سے بچے آئے۔ آپ ہر ایک بچہ کے رخسارے پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے۔ میرے رخسارہ پر بھی ہاتھ مبارک پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ میں ٹھنڈک محسوس کی بلکہ ایک خوشبو پائی۔ گویا کہ آپ نے وہ خوشبو عطر فروش کے ڈبے سے نکالی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

غَسَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْمَيِّتِ فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا فَقُلْتُ طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا قَالَ وَسَطَعَتْ مِنْهُ رِيْحٌ طَيِّبَةٌ لَمْ نَجِدْ مِثْلَهَا قَطُّ (شفا شریف ص۱۴)

میں نے (وقت انتقال) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ میں وہ چیز جو میت سے نکلا کرتی ہے۔ دیکھنے لگا۔ مگر میں نے کوئی چیز نہ دیکھی تو میں نے کہا آپ زندگی اور موت میں بھی پاکیزہ ہیں۔ فرمایا۔ کہ آپ سے ایسی خوشبو نکلی۔ کہ میں نے ہرگز اسکی مثل نہیں پائی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

أَرْدَفَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَالْتَقَمْتُ خَاتَمَ النُّبُوَّةِ بِفَمِيْ فَكَانَ يَنُمُّ عَلَيَّ مِسْكًا۔ (شفاء ص۴۲)

(ایک دفعہ) مجھے پیارے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا۔ پس

marfat.com

مجھ پر خوشبو اور کستوری کی لپٹ
آنی شروع ہوگی۔

حکایت ایک عورت ام عاصم عتبہ بن فرقد سلمی کی بی بی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتی ہے کہ عتبہ کی ہم چار عورتیں تھیں۔ہم میں سے ہر ایک یہی کوشش کرتی تھی۔کہ میں عتبہ کے نزدیک زیادہ خوشبودار ثابت ہوں۔اس لئے ہم قسم قسم کی خوشبوئیں استعمال کرتی تھیں۔مگر اس کے باوجود ہمارا شوہر عتبہ ہم سے زیادہ خوشبودار معلوم ہوتا۔حالانکہ وہ کوئی خاص قسم کی خوشبو استعمال نہیں کرتا تھا۔صرف تیل ہاتھ میں لے کر داڑھی چپڑ لیتا تھا۔ہر ایک سے زیادہ خوشبودار بن جاتا۔جب عام لوگوں کے سامنے آتا۔تو ہر ایک یہی کہتا کہ عتبہ کی خوشبو سے کوئی خوشبو بھی زیادہ اچھی نہیں ہے۔ام عاصم رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے عتبہ کو کہا۔کہ کیا وجہ ہے۔کہ ہم خوشبو کے استعمال کرنے میں غایت درجہ کوشش کرتی ہیں۔مگر پھر بھی تو ہم سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔عتبہ نے کہا۔کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں میرے بدن پر چھوٹے چھوٹے آبلے (دانے) نکل پڑے تھے۔تو میں اپنے مولا و آقا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔اور اپنی بیماری کی شکایت کی آپ نے فرمایا۔کہ ذرا کپڑے اتار ڈالیں۔میں اپنے کپڑے اتار کر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے بیٹھ گیا۔آپ نے اپنے ہاتھ اقدس پر دم کر کے اپنا مبارک ہاتھ میری پشت اور پیٹ پر پھیرا تو اسدن سے میرا بدن خوشبودار بن گیا۔اسکو طبرانی سے روایت کیا ہے۔
(مدارج جلد اول ص۲۹، انوار محمدیہ ص۲۱۷)

سبحان اللہ کیا شان ہے ہمارے رسول معظم کا کہ جو آپ کے جسم اقدس سے چھو جاتا ہے۔خوشبودار بن جاتا ہے۔

سردار دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم جس گلی کوچے سے گذر فرماتے وہ کوچہ بھی خوشبودار ہو جاتا۔اور اس کوچہ سے بھی خوشبو سونگھ کر آپ کے پاس پہنچ

marfat.com

جاتا۔ (مدارج ص۳۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْلُکْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُہٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّہٗ قَدْ سَلَکَہٗ مِنْ طِیْبِ عَرْقِہٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِیْحِ عَرْقِہٖ۔ رواہ الدارمی۔ (مشکوٰۃ ص۵۱۸)

بیشک حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس راستے سے گذرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ فِیْ طَرِیْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ وَجَدُوْا مِنْہُ رَائِحَۃَ الطِّیْبِ وَقَالُوْا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ھٰذَا الطَّرِیْقِ۔ رواہ ابو یعلی (انوار محمدیہ ص۲۱۷)

جب حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے کسی راہ پر گذر فرماتے تو لوگ اس راہ میں خوشبو پاتے اور کہتے کہ رسول پاک اس راہ سے گذرے ہیں۔

تیرہواں وعظ

حضور اقدس کے جسم پاک کی برکت کا بیان

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝

حضرات! جس ذات پاک کو خود خدا اپنا نور فرمائے۔ اس ذات پاک کے جسم اقدس کی برکت کتنی بڑی ہوگی۔

جسم اقدس کی برکت سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کے کسی عضو سے کوئی شے چھو جاتی تو اس میں

برکت آجاتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَالِيْ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ قَالَ خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِيْ مِزْوَدِكَ كُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخُلْ فِيْهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَاتَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَكُنَّا نَاْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لَايُفَارِقُ حَقْوِيْ حَتّٰى كَانَ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ فَاِنَّهُ انْقَطَعَ۔ رواه الترمذی

(مشکوٰۃ ص۵۴۲)

میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چند کھجور لے کر حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ ان میں برکت کی دعا فرمایئے۔ ان کو اپنے ہاتھ میں اکٹھا کیا۔ پھر میرے لئے دعائے برکت کی۔ فرمایا ان کو اپنے توشہ دان میں ڈال دے۔ جب تو کچھ اس سے لینا چاہے تو اپنا ہاتھ ڈال کر لے لینا مگر جھاڑنا نہیں۔ بس میں نے ان تمروں سے اتنے اتنے وسق اللہ کے راستہ میں نکالے ہم خود بھی اس سے کھاتے تھے۔ اور کھلاتے بھی تھے۔ وہ تھیلا میری کمر سے کبھی بھی جدا نہیں ہوا تھا۔ یہاں تک کہ جبدن حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید ہو گئے تو وہ مجھ سے گر کر ضائع ہو گیا۔ یہ برکت دست مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ

حدیبیہ کے روز ہم چودہ سو افراد رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com

مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَ
الْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا
فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَا
هَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ
دَعَا بِإِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ
مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا
ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا
أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا
رواه البخاری۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۲)

ساتھ تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں تھا۔
ہم نے اسکا پانی کھینچ لیا۔ اس میں
ایک قطرہ پانی کا نہ چھوڑا۔ پس یہ
بات حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم
کو پہنچی۔ پس اس کے پاس تشریف
لائے۔ اور اس کے کنارے بیٹھ گئے
پھر آپ نے ایک پانی کا برتن منگایا۔
وضو فرمایا۔ پھر (اس میں) کلی کی اور
دعا فرمائی۔ پھر اس پانی کو کنویں
میں ڈال دیا۔ پھر فرمایا ایک ساعت
اسکو چھوڑ دو۔ پس انہوں نے اپنے
نفس اور اپنی سواریاں سیراب کیں۔
یہاں تک کہ کوچ کیا۔

ثابت ہوا کہ آپ کے جسم پاک سے چھونے والی چیز میں برکت آجاتی ہے
حضور اقدس کے منہ مبارک سے نکلا ہوا پانی جب کنویں میں پڑا تو کنواں پانی
سے بھر گیا۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس میں وہ برکت ہے۔
جب آپ کا ہاتھ کسی بیمار کو لگ جائے۔ تو فوراً صحت ہو جائے۔ حضرت براء
رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ رَهْطًا إِلٰى أَبِيْ رَافِعٍ فَدَ
خَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ
لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ فَوَضَعْتُ

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک
جماعت (صحابہ کی) ابو رافع یہودی
کی طرف (اس کے قتل کے لئے)
بھیجی۔ رات کو اس کے گھر میں حضرت
عبد اللہ بن عتیک داخل ہوئے وہ

marfat.com

السَّیْفَ فِیْ بَطْنِهٖ حَتّٰی اَخَذَ فِیْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اِنِّیْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰی اِنْتَهَیْتُ اِلٰی دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِیْ فَوَقَعْتُ فِیْ لَیْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْکَسَرَتْ سَاقِیْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَانْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ رواہ البخاری (مشکوٰۃ ص۵۳۱)

سو یا ہوا تھا۔ پس آپ نے اسے قتل کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عتیک فرماتے ہیں۔ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار ماری جو اسکی پشت تک پہنچ گئی۔ میں نے پہچان لیا کہ میں نے اسکو قتل کر دیا ہے۔ پس میں دروازہ کھولتا ہوا واپس آیا یہاں تک کہ میں زینہ تک پہنچا۔ رات چاندنی تھی۔ میں نے اپنا پاؤں رکھا۔ (اس خیال سے کہ زمین تک پہنچ گیا ہوں) پس میں گر پڑا (زینہ سے) تو میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اسکو اپنی پگڑی سے باندھ دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چل پڑا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا۔ آپ کو ساری بات عرض کی۔ فرمایا پاؤں بچھا دو۔ میں نے پاؤں بچھا دیا۔ آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا تو (ایسا معلوم ہوا) گویا اس کو کبھی درد ہوا ہی نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔

اِنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَّهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِیْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَّاِنَّهٗ لَیَاْخُذُهٗ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

تحقیق ایک عورت اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ عرض کی یا رسول اللہ میرے بیٹے کو جنون ہے اور وہ اسکو صبح و شام پکڑ لیتا ہے۔ پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر

marfat.com

صَدْرَهٗ وَدَعَا فَثَعَّ ثَعَّةً وَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلُ الْجَرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰی رواہ الدارمی۔ (مشکوٰۃ ص۵۴۱)

ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی تو بچے نے قے کی تو لڑکے کے پیٹ سے کتے کے چھوٹے چھوٹے بچے نکلے اور دوڑنے لگے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَہٗ رَجُلٌ یَسْتَطْعِمُہٗ فَاَطْعَمَہٗ شَطْرَ وَسْقِ شَعِیْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ یَاْکُلُ مِنْہُ وَامْرَاَتُہٗ وَضَیْفُہُمَا حَتّٰی کَالَہٗ فَفَنِیَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَمْ تَکِلْہُ لَاَ کَلْتُمْ مِنْہُ وَلَقَامَ لَکُمْ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۵۴۳)

تحقیق حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور آپ سے طعام کی درخواست کی آپ نے اسکو نصف وسق جو طعام عنایت فرمائے۔ وہ خود اور اس کی بیوی اور ان کے مہمان ہمیشہ اس سے کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے اسکو ماپ دیا تو ختم ہو گیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ فرمایا اگر تو اس کو نہ ماپتا تو تم اس سے کھاتے رہتے اور وہ ختم نہ ہوتا

حضرات! سرور دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس تو نرا ہی شفا تھا۔ اگر آپ کا کپڑا کسی مریض کو لگ جائے تو بھی باعث شفا بن جاتا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

در صحیح آمدہ کہ بیروں آورد اسماء بنت ابی بکر جبہ طیالسہ را و گفت کہ ایں جبہ را پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ است سوماوئے شوئیم ساں را برائے

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک جبہ طیالسہ باہر نکالا۔ اور فرمایا کہ اس جبہ شریف کو سرکار دو عالم صلے اللہ

marfat.com

بماراں وشفامے جوئیم باں۔ و بود کاسہ آنحضرت کہ آب مے انداختند در آں وشفا جستند باں و بود چند موئے از آنحضرت در کلاہ خالد بن ولید وحاضر نشد باآنہا ہیچ قتال رامگر آنکہ دادہ شد نصرت۔ (مدارج جلد اول صـ۲۴۴)

علیہ وسلم نے پہنا ہے اور ہم اس اور اس سے شفا حاصل کرتے ہیں آپ کا ایک پیالہ تھا جس میں پانی ڈالا کرتے تھے (پینے وغیرہ کے لئے) مسلمان اس پیالہ سے شفا حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے چند بال خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں تھے۔ آپ جس جنگ میں اس کو پہن کر تشریف لے جاتے فتح ونصرت ان کے قدم چومتی۔

حضرت سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک آگ سے چھوجاتا تو آگ ٹھنڈی ہوجاتی اور اس سے جلانے کی قوت سلب ہوجاتی۔ سیئے۔

ایک دن رحمتہ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے در دولت پر تشریف لائے۔ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تنور تپایا۔ اور روٹیاں لگانی شروع کیں۔ حضرت خاتون جنت کو تنور کی گرمی محسوس ہوئی۔ یہ دیکھ کر خود رحمتہ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے بطور شفقت دست مبارک سے چند روٹیاں لگائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب خاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے دیکھا۔ تو رحمتہ للعٰلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے لگی ہوئی روٹیاں اسی طرح کچی ہیں۔ آگ نے ان پر اپنا کوئی اثر نہیں کیا۔ آپ حیران ہوئیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وجہ حیرانگی دریافت فرمائی۔ تو خاتون جنت نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں اس لئے حیران ہوں۔ کہ آپ کے دست اقدس سے لگی ہوئی تمام روٹیاں ابھی تک اسی طرح کچی ہیں اور آگ نے ان پر ذرا بھی اثر نہیں کیا۔ فرمایا اے لختِ جگر! یہ کوئی حیرانگی کی

marfat.com

بات نہیں۔ کیونکہ جو شئے میرے دست اقدس سے چھو جاتی ہے آگ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ لہذا میرے دست اقدس سے لگی ہوئی روٹیوں پر تنور کی آگ کیا اثر کر سکتی ہے۔ (مدارج جلد دوم صفحہ ۳)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے چھو جانیوالی شئے پر دوزخ کی آگ اثر نہیں کر سکیگی

علامہ محقق عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علماء نے اسکی وجہ بیان کی ہے کہ فتح مکہ کے روز حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خود اٹھا کر حکم دیا کہ بتوں کو اتارے اور توڑے۔ اور خود اپنے ہاتھ سے نہ اتارے اور نہ ہی توڑے۔

وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ۔ تم اور تمہارے معبود (بت) سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ جب خدا تعالےٰ نے فرما دیا کہ بت دوزخ میں جلیں گے اور دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ پس اگر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس اپنے دستِ اقدس سے بتوں کو اتارتے تو آپ کا دست اقدس بتوں کو لگ جاتا۔ تو وہ دوزخ میں جل نہ سکتے تھے۔ کیونکہ جس چیز پر دستِ مصطفےٰ لگ جائے۔ اسکو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی اس واسطے آپ نے ان بتوں کو اتارنے کے لئے حضرت شیر خدا کو حکم فرمایا تھا۔ (مدارج جلد دوم صفحہ ۳۸۵)

تنبیہ مسلمانو! سنو۔ غور کرو کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے آٹا چھو جائے تو اسکو تنور کی آگ نہ جلا سکے اور حضور کے گورے گورے دست پاک سے بت مس کر جاتے تو دوزخ کی آگ ان کو نہ جلا سکتی۔ تو بتاؤ جس صدیق و فاروق و عثمان۔ عائشہ صدیقہ وغیرہ رضوان اللہ

علیہم کے جسم کو جسم اقدس نے چھوا ہوا ن کو نار دوزخ کیا جلا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ۔

حضرات! اب فقیر آخر میں ایک حدیث پاک جسم اقدس کی برکت پر پیش کر کے اس وعظ کو ختم کرتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔

تُوُفِّیَ اَبِیْ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰی غُرَمَائِهٖ اَنْ یَّاْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَیْهِ فَاَبَوْا فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِیْ اُسْتُشْهِدَ یَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَکَ دَیْنًا کَثِیْرًا وَّاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّرَاکَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِی اذْهَبْ فَبَیْدِرْ کُلَّ تَمْرٍ عَلٰی نَاحِیَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَیْهِ کَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا اِلٰی تِلْکَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰی مَا یَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَیْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِیْ اَصْحَابَکَ فَمَا زَالَ یَکِیْلُ لَهُمْ حَتّٰی اَدَّی اللّٰهُ۔

میرے والد قرضہ چھوڑ کر انتقال فرما گئے۔ میں اپنے باپ کے قرضخواہوں پر پیش کیا کہ اپنے قرضے کے مقابلہ میں کھجور پکڑ لیں۔ تو انہوں نے انکار کیا۔ پس میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ جانتے ہیں کہ میرا والد احد کے روز شہید ہو گیا ہے۔ اور بہت سا قرضہ چھوڑ گیا ہے۔ اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں، تو آپ کو قرضخواہ دیکھیں گے (تو شاید کچھ معاف کر دیں) آپ نے مجھے فرمایا۔ جاؤ اور تمام کھجور کا ڈھیر ایک طرف لگا دو۔ میں نے ایسا کیا پھر آپ کو بلایا۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا۔ تو مجھ پر اس وقت دلیر کئے گئے (یعنی مطالبہ میں اور زیادہ مصر ہوئے کہ شاید آپ معافی کا حکم فرمائیں) جب آپ نے ان کا یہ حال

عَنْ وَالِدِیْ
اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰی اَنْ یُّؤَدِّیَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِیْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰی اِخْوَتِیْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَیَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰی اِنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی الْبَیْدَرِ الَّذِیْ كَانَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ
رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ ص۵۳۵)

ملاحظہ فرمایا تو بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے۔ پھر اس پر بیٹھ گئے پھر فرمایا میرے سامنے اپنے دوستوں کو بلاؤ (وہ آگئے) آپ ان کو ماپ کر دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے میرے والد کا قرضہ ادا کر دیا۔ میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ تعالےٰ میرے والد کا قرضہ ادا کر دے اور اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی واپس نہ لے جاؤں۔ پس اللہ تعالےٰ نے (حضور کی برکت سے) سب ڈھیر سلامت رکھے۔ جب میں اس ڈھیر کیطرف دیکھتا جس پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ تو گویا (اس سے) ایک دانہ کھجور کا بھی کم نہیں ہوا۔

سبحان اللہ کیا برکت ہے۔ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ حضرت جابر کا سارا قرضہ بھی دور ہو گیا اور ایک دانہ بھی کم نہ ہوا۔

چودھواں وعظ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت و شجاعت

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۔ پارہ ۳۰

ترجمہ:۔ اے محبوب بیشک ہم نے آپ کو بیشمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

حضرات۔ اللہ تبارک نے اپنے محبوب کو جہاں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ان خوبیوں میں سے ایک طاقت اور شجاعت بھی علےٰ وجہ اتم عطا فرمائی گئی۔ دنیائے عالم میں آپ کی طاقت و شجاعت کی نظیر ناممکن ہے۔ تن تنہا آپ نے

عرب جیسے ملک کو جسکو آجتک کوئی فتح نہیں کر سکا تھا۔ مسخر کر لیا۔ تمام قوموں کو جو آپ کے مقابل ہوئیں۔ سب کو آپ نے مغلوب کر لیا۔ تمام مخالفین و معاندین کو چکنا چور کر دیا۔ آپ اتنے طاقتور اور مضبوط تھے۔ جو آپ پر گرتا چور چور ہو جاتا۔ اور جس پر آپ گرتے اسے پاش پاش کر دیتے۔

حضور کی خداداد طاقت آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خداداد قوت بے حد تھی۔ چالیس مرد جنتی کی قوت آپ کو منجانب اللہ عطا فرمائی گئی تھی۔ علامہ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

در حدیث انس آمدہ است کہ آنحضرت مے گشت بر تمامہ نساء خود در یکشب و آں یازدہ تن بودند گفت راوی گفتم با انس اما طاقت داشت آں راگفت انس بودیم ما کہ مے گفتیم میان خود کہ دادہ شدہ است قوت آنحضرت راسی مرد رواہ البخاری و در بعضے روایات قوت اربعین مرد از مردان بہشت و آمدہ است کہ ہر مرد از مردان بہشت قوت صد کس باشد۔

(مدارج جلد اول ص۳۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول پاک اپنی تمام عورتوں پر ایک رات میں دورہ فرماتے تھے اور وہ گیارہ تھیں۔

راوی نے کہا کہ میں نے انس کو کہا کیا آپ اتنی طاقت رکھتے تھے۔ انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی قوت دی گئی ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ چالیس مردوں بہشتیوں کی قوت آپ کو عطا کی گئی ہے اور ایک مرد بہشتی کی قوت سو مردوں کے برابر ہے

اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہ قوت اور زور بازو عنایت فرمایا تھا کہ دنیا کے نامی پہلوان آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں

نقل کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں رُکانہ نامی ایک مشہور پہلوان تھا جو بڑا شہ زور فن کشتی میں ماہر اور یکتا تھا۔ مختلف شہروں سے پہلوان اس سے کشتی لڑنے کے لئے آتے، رکانہ ہر ایک کو گرادیتا تھا۔ ایک روز مکہ معظمہ کی ایک گھاٹی میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ آپ نے فرمایا۔ اے رکانہ خدا سے نہیں درتا۔ کیوں میری دعوت اسلام قبول نہیں کرتا۔ رکانہ نے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی صداقت پر کوئی گواہ پیش کرو۔ فرمایا۔ اگر میں کشتی میں تجھے پچھاڑ دوں تو ایمان لائیگا۔ رکانہ نے کہا ہاں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا تیار ہو جا۔ کشتی شروع ہوگئی۔ آپ نے اسکو پکڑ کر زمین پر پچھاڑ دیا۔ اس کی ساری شیخی خاک میں ملادی۔ رکانہ حیران ہوگیا۔ دوبارہ کشتی لڑنے کی درخواست پیش کی۔ دوسری مرتبہ بھی آپ نے اس کو گرادیا۔ تیسری مرتبہ رکانہ نے پھر کشتی کی۔ آپ نے اسے تیسری مرتبہ بھی پچھاڑ دیا رکانہ نے متعجب ہو کر کہا۔ یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تیری عجیب شان ہے۔ (مدارج صفحہ ۶۴، شفاء صفحہ ۴۴، انوار محمدیہ صفحہ ۲۲۴)

عرب شریف میں ایک اور پہلوان تھا جسکا نام ابوالاسود حجمی تھا۔ بڑا شہ زور تھا۔ لکھتے ہیں کہ اگر وہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا۔ اور دس مرد اس چمڑے کو کھینچتے تاکہ چمڑا اس کے قدم سے نکال دیں۔ تو چمڑا پھٹ جاتا۔ مگر اس کے پاؤں سے نہ نکل سکتا۔

اس نے ہمارے آقا و مولا صلے اللہ علیہ وسلم سے کشتی کرنے کی درخواست کی اور کہا کہ اگر آپ مجھ کو پچھاڑ دو گے تو میں آپ کے ساتھ ایمان لاؤں گا۔ آپ نے اسکی درخواست قبول فرمائی۔ کشتی ہوئی۔ آپ نے اسکو خوب پچھاڑا مگر وہ بدقسمت ایمان نہ لایا۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۶۴، انوار محمدیہ صفحہ ۲۲۴)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا بیان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی زبان سے سنیئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔

marfat.com

مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَیْرُ مُکْتَرِثٍ (رواہ الترمذی)
(مشکوٰۃ صہ ۵۱۸)

میں نے چلنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو زیادہ تیز رفتار نہیں دیکھا۔ گویا کہ زمین آپ کے لئے لپیٹ دی جاتی ہے بے شک ہم اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیتے مگر آپ کو پرواہ بھی نہ ہوتی۔

حضرات! یہ جو کچھ لکھا گیا ہے آپ کی ظاہری طاقت کا ایک کرشمہ تھا۔ مگر آپ کی روحانی اور باطنی طاقت وقوت کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ایں کمال قوت جسمانی اوست و قوت روحانی آنحضرت خود آنچنان بود کہ آسمان راازحرکت بازمیداشت بلکہ برخلاف حرکتش میبرد چنانکہ از ردشمس بعد از غروب کہ در احادیث آمدہ است ظاہر میگردد۔
(مدارج جلد دوم صہ ۳۳)

یہ کمال آپ کی قوت جسمانی کا ہے۔ مگر آپ کی قوت روحانی اتنی تھی۔ کہ آسمان کو حرکت کرنے سے روک دیتے تھے۔ بلکہ اس کو اس کی حرکت کے خلاف چلاتے تھے جیسا کہ شمس کو غروب کے بعد واپس لوٹانا جو حدیثوں میں آیا ہے ظاہر کرتا ہے۔

تنبیہ اے طاقت مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے منکرو۔ حدیث دانی کے دعویدارو۔ تم کو ہمارا رسول معظم صلے اللہ علیہ وسلم ایک عاجز بندہ نظر آتا ہے۔ آؤ محدث دہلوی کے اس کلام کو سنو۔ جو انہوں نے حدیث پاک سے سمجھی ہے۔ یہ ہے حدیث دانی اور یہ ہے علم وفضل کا کمال معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے منکروں کو حدیث کا فہم عنایت ہی نہیں فرمایا۔ اگرچہ وہ اسکا دعوٰی بھی کرتے ہوں۔ مگر وہ اپنے دعوٰی میں جھوٹے ہیں۔

آپ کی شجاعت آپ اتنے دلیر اور شجاع تھے۔ جن خطرناک مقامات پر

marfat.com

بڑے بڑے دلاور پیٹھ پھیر جاتے۔ آپ بڑی دلیری سے ثابت قدم رہتے۔ اب آپ صحابہ کی زبان سے آپ کی شجاعت سنیئے۔ اور داد دیجئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ ص۵۱۸)

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ سخی اور زیادہ شجاع تھے۔ ایک رات مدینہ شریف کے لوگ ڈر گئے۔ (جیسا کہ کوئی چور یا دشمن آجائے) لوگ آواز کی جانب گئے۔ پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے آگے سے تشریف لائے۔ حالانکہ آپ لوگوں سے پہلے آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ فرمانے لگے کوئی خوف نہ کرو۔ کوئی خوف نہ کرو۔ آپ ابو طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے جو برہنہ پشت تھا۔ اور اس پر کاٹھی نہیں تھی۔ آپ کی مبارک گردن میں تلوار تھی۔ پس آپ نے فرمایا تحقیق میں نے اس گھوڑے کو دریا کی مثل پایا۔

فائدہ حدیث بالا میں تصریح موجود ہے کہ آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شجاع ہیں۔ نیز واقعہ بیان کر کے ثابت کیا کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ دلیر تھے۔ ساتھ ہی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم

marfat.com

وسلم کی برکت معلوم ہوگئی۔ کہ وہ گھوڑا پہلے سست رفتار تھا۔ آپ کے سوار ہونے
کے بعد تیز رفتار ہوگیا۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث
کے تحت لکھتے ہیں۔

ہر کس را در ہر چیز را کہ یاری و مددگاری
از آنحضرت بود اگر لاشئی باشد شیئی
میگردد و اگر زبون بود غالب شود و
اگر پست بود بلند گردد و اگر ضعیف
بود قوی گردد۔ (بیت)
تو مرا دل دہ و دلیرے بود!
روبہ خویش خواں و شیرے بیں
(اشعتہ اللمعات جلد رابع ص ۴۹۴)

جس شخص کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ
وسلم کی مدد حاصل ہو جائے۔ تو اگر
وہ لاشئی ہو شئی ہو جائیگا اگر عاجز ہوگا۔
غالب ہو جائیگا۔ اگر پست ہوگا۔
بلند ہو جائیگا۔ اگر کمزور ہوگا تو قوی
ہو جائے گا۔ (بیت)
یارسول اللہ تو مجھے دل عطا فرما تو میں
دلیر بن جاؤں گا، تو مجھے اپنی لومڑی
بنالے تو میں شیر بن جاؤں گا۔

حضرات! مضمون کچھ طویل ہوگیا ہے۔ اس لئے آخر میں ایک حدیث بیان کرتا
ہوں جو آپ کی شجاعت پر اول دلیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ
لِلْبَرَاءِ یَا اَبَا عُمَارَۃَ فَرَرْتُمْ
یَوْمَ حُنَیْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰہِ مَا وَلّٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَلٰکِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِہٖ
لَیْسَ عَلَیْہِمْ کَثِیْرُ سِلَاحٍ
فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاۃً لَا یَکَادُ
یَسْقُطُ لَھُمْ سَھْمٌ فَرَشَقُوْھُمْ
رَشْقًا مَا یَکَادُوْنَ یُخْطِئُوْنَ فَا

ابو اسحاق (تابعی ہیں) رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت
براء رضی اللہ تعالےٰ عنہ (صحابی ہیں) کو
کہا اے ابو عمارہ (کنیت براء کی ہے)
تم حنین کے روز بھاگ گئے تھے۔
فرمایا نہیں، خدا کی قسم رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے پشت نہیں
پھری تھی۔ لیکن آپ کے اصحاب
کے نوجوان جن کے پاس زیادہ ہتھیار

marfat.com

فَبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاَبُوْسُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُوْدُهٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ رواہ مسلم وللبخاری معناہ۔ (مشکوٰۃ ص۳۳۴)	نہ تھے۔ پس کفار کی قوم تیر انداز کو ملے قریب نہ تھا کہ ان کا تیر گرے۔ یعنی ان کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ پس انہوں نے ان کو تیر مارے، قریب نہ تھا کہ وہ خطا کریں۔ پس نوجوان اس جگہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث آپ کو یعنی آپ کی سواری کھینچ رہے تھے پس آپ نیچے اترے اور اللہ تعالےٰ سے مدد مانگی۔ اور فرمایا میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے انکی صف بندی کی۔

نیز براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی شجاعت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِيْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِيْ يُحَاذِيْ بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رواہ البخاری ومسلم۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۳۴)	خدا کی قسم جب جنگ سخت ہو جاتی تو ہم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ اور بے شک ہم میں سے بڑا دلیر وہ ہوتا تھا۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر کھڑا ہوتا۔

الغرض ہمارے مولا و آقا صلے اللہ علیہ وسلم کی خداداد قوت و شجاعت بے اندازہ ہے انسان کی زبان و قلم کو طاقت ہی نہیں جو آپ کی طاقت پورے طور پر بیان کر سکے۔

marfat.com

پندرہواں وعظ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ اور فضلات خوشبودار تھے

قَالَ اللّٰہُ مُبَارَکَ وَتَعَالٰی لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ

حضرات! علمائے مفسرین فرماتے ہیں کہ ایک قراۃ تو اَنْفُسِکُمْ ضمہ فاد کے ساتھ ہے اور ایک قراۃ اَنْفَسِکُمْ فتحہ فا کے ساتھ ہے۔ اگر فتحہ فاد کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہو گا۔ کہ بے شک تشریف لائے رسول معظم جو تم میں زیادہ نفیس ہیں۔ ہمارا پسینہ اور فضلات (پیشاب و پاخانہ) بدبودار ہوتا ہے۔ مگر قربان اس آقا و مولا صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا اور آپ کے فضلات پاک ہی نہیں تھے۔ بلکہ خوشبودار بھی تھے۔ اس لئے خود رب تعالےٰ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس رسول پاک تشریف لائے جو تم سب سے زیادہ نفیس ہیں۔

آپ کا مبارک پسینہ

آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ اسقدر خوشبودار کہ مدینہ کے لوگ اس کو بطور خوشبو استعمال کرتے تھے۔ حضرت شیخ محقق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں۔

مردے میخو است کہ دختر خود را بخانہ شوہر فرستد طیب نداشت۔ پیش آنحضرت آمد تا چیزے عطا کند۔ چیزے حاضر نہ بود پس شیشہ طلبید و طیب انداخت در دے۔ پس پاک کرد از جسد شریف خود از عرق در شیشہ انداخت و گفت بہ بند از دریں شیشہ طیب و بفرما او را کہ تطیب کند بایں۔ پس

ایک مرد نے چاہا کہ اپنی لڑکی خاوند کے گھر بھیجے۔ اس کے پاس خوشبو نہ تھی۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ کوئی شئی عطا کریں۔ کوئی چیز حاضر نہ تھی۔ پس ایک شیشی منگائی اور اس میں خوشبو ڈالی۔ پھر اپنے جسم پاک کا تھوڑا سا پسینہ مبارک شیشی میں ڈال کر فرمایا۔ کہ اس شیشی میں خوشبو

marfat.com

بود آں زن چوں میکرد بداں مے بوئید نداہل مدینہ آنرا و نام کردند خانہ ایشاں را بیت الطیبین۔ (مدارج جلد اول ص۲۹)

بلا دا و راپنی لڑکی کو کہہ دو کہ وہ اس سے خوشبو استعمال کرے پس جب وہ عورت اس سے خوشبو لگایا کرتی تھی تو تمام مدینہ کے لوگ وہ خوشبو سونگھتے تھے۔ انہوں نے ان کے گھر کو خوشبوداروں کا گھر نام رکھا تھا۔

نیز یہ روایت انوار محمدیہ کے ص۲۱۲ پر بھی ہے۔

حضرت انس کی والدہ اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَأْتِیْہَا فَیَقِیْلُ عَلَیْہِ وَکَانَ کَثِیْرَ الْعَرَقِ فَکَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَہٗ فَتَجْعَلُہٗ فِی الطِّیْبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا ھٰذَا قَالَتْ عَرَقُکَ نَجْعَلُہٗ فِیْ طِیْبِنَا وَھُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ ص۵۱۷)

بیشک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے پاس تشریف لاتے اور قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ اُم سلیم چمڑے کا بچھونا بچھاتی تھیں۔ آپ اس پر قیلولہ فرماتے۔ آپ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا۔ پس اُم سلیم آپ کا پسینہ جمع کرتی اسکو خوشبو میں لاتی تھی۔ (بیدار ہوکر) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ام سلیم یہ کیا ہے عرض کی۔ آپ کا پسینہ ہے اس کو اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں کیونکہ آپ کا پسینہ خوشبو ترین خوشبو ہے

فائدہ حضرات ہم لوگ گلاب کے پھول کو سونگھتے ہیں اور اس سے خوشبو محسوس کرتے ہیں۔ بھلا یہ بھی معلوم ہے۔ کہ پھول گلاب میں خوشبو کہاں سے آگئی ہے۔ در اصل یہ گلاب کے پھول میں بھی ہمارے

marfat.com

مولا و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینہ کا اثر ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

بدانکہ در بعضے احادیث آمدہ کہ گل سرخ پیدا شدہ است۔ از عرق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز آمدہ است کہ فرمود بعد از رجوع از معراج قطرہ از عرقِ من بر زمین افتاد و روئید ازاں گل سرخ ہر کہ خواہد کہ ببوید بوئے مرا باید کہ بوید گلِ سرخ را۔ (معارج جلد اول ص۳)

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ پھول گلاب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینہ سے پیدا ہوا ہے۔ نیز یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ معراج کی واپسی کے بعد میرے پسینے کا ایک قطرہ زمین پر گر گیا اس سے گلاب پیدا ہوا۔ جو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہے وہ پھول گلاب کو سونگھ لے۔

خون مبارک پاک اور باعث برکت ہے

حضرات! ہمارا خون ناپاک ہے مگر ہمارے رسول پاک کا خون مبارک پاک ہے۔ اور اسکا پینا باعث برکت ہے۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

حجامے حجامت کرد آنحضرت را پس بیرون برد خون را و فرو برد آں را در شکم خود پرسید آنحضرت چکار کردی خون را گفت بیرون بردم تا پنہاں کنم آں را نخواستم کہ خون ترا بر زمین ریزم پس پنہاں بردم آں را در شکم خود فرمود بتحقیق عذر کردی و نگاہداشتی نفس خود را یعنی از امراض و بلا۔

ایک حجام نے آپ کو سنگی لگائی۔ پس آپ کا خون باہر لے گیا اور اس کو پی لیا۔ آپ نے پوچھا خون کا کیا کیا۔ عرض کی باہر لے گیا تھا تاکہ اسکو پوشیدہ کر دوں مگر مجھے یہ پسند نہ آیا کہ آپ کا خون زمین پر گراؤں پس اس کو اپنے شکم میں پوشیدہ کر دیا آپ نے فرمایا تو نے عذر پیش کیا۔

marfat.com

(مدارج جلد اول ص ۳۱، انوار محمدیہ) اور اپنے آپ کو بیماریوں سے محفوظ کر دیا۔

آپ کا دم محبت سے پی جانے سے مسلمان جنتی بن جاتا ہے۔ سنیئے۔

لَمَّا جُرِحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَصَّ جُرْحَہٗ مَالِكُ وَالِدُ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ حَتّٰی اَنْقَاہُ وَلَاحَ اَبْیَضَ قَالُوْا مُجَّہٗ فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ لَا اُمُجُّہٗ اَبَدًا ثُمَّ ازْدَرَدَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔

(انوار محمدیہ ص ۳۱۹، مدارج جلد اول ص ۳۱، وشفاء ص ۴۱)

جب (بلوم احد) سرورِ دوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے تو حضرت مالک بن سنان والد ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے آپ کے زخم کو چوس کر صاف کر دیا وہ سفید نظر آنے لگا۔ لوگوں نے کہا اس کو اپنے منہ سے ڈال دو۔ کہا۔ نہیں اللہ کی قسم میں کبھی بھی اس کو اپنے منہ سے نہ ڈالوں گا۔ پھر انہوں نے اس خون کو پی لیا۔ تو سرکار نے فرمایا جو شخص جنتی مرد دیکھنا چاہے۔ اس کو دیکھ لے۔

(سبحان اللہ حضور کا خون پینے والا جنتی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اور انسانوں کا خون پینا حرام ہے اور اس پر نص وارد ہے)

آپ کا بول و براز امت کے حق میں پاک ہے

سرورِ دو عالم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کا بول و براز امت کے حق میں پاک ہے۔ بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو پلید نہ ہو گا۔ اور بول کا پینا بھی جائز ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ بِطَھَارَۃِ ھٰذَیْنِ الْحَدَثَیْنِ

اہل علم سے ایک قوم نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ

کا بول وبراز پاک ہے۔ یہی قول بعض شوافع کا ہے۔

(شفاء ص۴۱ جلد اول)

حضرت یوسف اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وَفِي هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ دَلَالَةٌ عَلٰى طَهَارَةِ بَوْلِهٖ وَدَمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ ابْنُ حَجَرٍ قَدْ تَكَاثَرَتِ الْاَدِلَّةُ عَلٰى طَهَارَةِ فَضَلَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَقَلَ النَّوَوِيُّ عَنِ الْقَاضِيْ حُسَيْنٍ اَنَّ الْاَصَحَّ الْقَطْعُ بِطَهَارَةِ الْجَمِيْعِ وَبِهٰذَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا قَالَهُ الْعَيْنِيُّ

(انوار محمدیہ ص۲۱۹)

ان حدیثوں میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پیشاب اور دم کی طہارت پر دلیل ہے۔
شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فضلات حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی طہارت پر کثیر دلائل ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی حسین سے نقل کیا ہے کہ زیادہ صحیح یہ بات ہے کہ آپ کے تمام فضلات و خون پاک ہیں۔
اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہی قول ہے جیسا کہ عینی نے کہا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دریں احادیث دلالت است بر طہارت بول ودم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبریں قیاس سائر فضلات وعینی شارح صحیح بخاری کہ حنفی مذہب است گفتہ کہ بہمیں قائل است

یہ حدیثیں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پیشاب و خون کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں۔ باقی فضلات کو بھی اس پر قیاس کرتے ہیں۔ عینی شارح صحیح بخاری کہ حنفی مذہب ہے کہا

امام ابو منیفہ و شیخ ابن حجر گفتہ کہ دلائل متکاثرہ و متظاہرہ طہارت فضلات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ (مدارج جلد اول ص۳۲)

ہے کہ امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ کثیر دلائل آپ کے فضلات کی طہارت پر موجود ہیں۔

آپ کا بول و براز خوشبودار تھا

حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کا بول و براز نگل جاتی اور وہاں سے خوشبو آتی۔

(مدارج جلد اول ص۳۰، انوار محمدیہ ص۲۱۸، شفاء ص۴۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر ہم وہاں کوئی پلیدی نہیں دیکھتے فرمایا۔ اے عائشہ تو نہیں جانتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو چیز نکلتی ہے زمین اسکو نگل جاتی ہے۔ لہذا کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ (مدارج جلد اول ص۳۱، شفاء ص۴۲)

حضرات! آپ کا بول (پیشاب) اتنا پاکیزہ اور خوشبودار تھا کہ اگر کوئی قسمت پی جاتا اس کے بدن سے خوشبو آیا کرتی تھی۔

حکایت

ایک شخص حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب مبارک پی گیا تو جب تک زندہ رہا۔ اس کے بدن سے خوشبو آتی تھی۔ اور اس کی اولاد سے بھی کئی پیڑھیوں تک خوشبو آتی رہی۔

(مدارج جلد اول ص۳۱، مظاہر حق جلد اول ص۱۳۵)

آپ کا بول مبارک باعث شفا ہے

آپ کا بول پی لینے سے پیٹ کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک عادت تھی کہ رات کو اپنی چارپائی کے نیچے ایک پیالہ رکھتے تھے۔ کہ رات کو اس میں پیشاب کیا کرتے تھے (یہ امت

marfat.com

کے بوڑھوں کے لئے ایک قسم کی تعلیم تھی) ایک رات اس پیالہ میں پیشاب کیا۔ جب صبح ہوئی فرمایا اے ام ایمن اس پیالہ میں جو کچھ ہے۔ اسکو باہر گرادو۔ مگر پیالہ بالکل خالی تھا۔ اس میں کچھ بھی نہ تھا۔ تو ام ایمن نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں پیاسی تھی (لاعلمی) میں اسکو پی لیا ہے۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا اے ام ایمن تیرا پیٹ کبھی درد نہیں کرے گا۔ (مدارج جلد اول ص۳۱، شفاء ص۴۱، انوار محمدیہ ص۲۱۹)

نیز ایک عورت برکتہ نام والی تھی۔ جو آقائے دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتی تھی۔ ایک دن اس نے آپ کا پیشاب پی لیا تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کبھی بھی بیمار نہ ہوگی۔ پس وہ عورت عمر بھر بیمار نہ ہوئی۔ (مدارج جلد اول ص۳۱)

سولھواں وعظ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے شریفہ کا حسن وجمال

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی۔ پارہ ۳۰

ترجمہ:۔ محبوب کے رخ انور کی قسم اور قسم ہے محبوب کی زلفوں کی جب چہرے پر چھا جائیں۔ (تفسیر عزیزی ص۲۱۷)

حضرات! ہمارے آقا و مولا کا ہر عضو اپنے حسن وجمال میں بے مثال ہے۔ قرآن پاک نے کسی انسان کے اعضاء کو تفصیلاً بیان نہیں فرمایا۔ مگر اپنے محبوب کے عضو عضو کو بیان فرمایا ہے۔ بعض عضو مبارک کو دو دفعہ بھی بیان کیا ہے۔ چہرے مبارک کا ذکر اس طرح بیان فرمایا۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ پارہ ۲

زبان پاک کو اس طرح ذکر کیا وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی۔ پارہ ۲۷

زبان مبارک کو دوبارہ اسطرح ذکر فرمایا۔ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ پارہ ۲۵

آنکھ مبارک کو اسطرح ذکر فرمایا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ پارہ ۲۷

marfat.com

ہاتھ اور گردن مبارک کو اسطرح ذکر کیا۔	وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ پارہ ۱۵
سینہ مبارک کو اس طرح ذکر فرمایا	أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ پارہ ۳۰
قلب مبارک کو یوں ذکر کیا	مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ پارہ ۲۷
قلب مبارک کا دوبارہ یوں ذکر فرمایا۔	نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ پارہ ۱۹
پشت مبارک کو اسطرح ذکر کیا	وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ پارہ ۳۰

چہرۂ اقدس کا بیان

آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور جمال الٰہی کا شیشہ تھا۔ اور انوار نا متناہی کا مظہر اتم تھا۔ اللہ تعالےٰ کو دیکھنا ہو تو چہرہ مصطفٰے کو دیکھ لو۔ خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھ لیا۔ کیونکہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم جمال الٰہی کا شیشہ اور مظہر اتم ہیں۔ (مدارج جلد اول ص۵)

چہرہ انور انوار الٰہی کا تجلی گاہ تھا۔ کہ غیر مسلم چہرہ انور دیکھ کر مسلمان ہو جاتے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چہرہ انور کو دیکھا اور کہا کہ یہ چہرہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ فوراً مسلمان ہو جاتے ہیں۔ یہ چہرہ انور جس کی قسم اسکا خالق کھاتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ پارہ ۳۰	محبوب کے چہرۂ انور کی قسم اور قسم ہے اسکی زلفوں سیاہ کی جب کہ اس چہرہ پر چھا جائیں۔

وہ چہرۂ اقدس جسکو خود اس کا خالق نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي	تحقیق ہم آپ کے چہرہ کو دیکھ رہے ہے

marfat.com

وہ چہرۂ مصطفےٰ جو سورج اور چاند کی طرح چمکدار تھا۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جب کسی نے پوچھا تو فرمایا۔

قَالَ رَجُلٌ وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيرًا۔	کسی نے پوچھا کہ آپ کا چہرۂ تلوار کی مانند تھا۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ آفتاب اور چاند کی طرح چمکدار اور گول تھا۔

(مشکوٰۃ ص۵۱۸)

وہ چہرۂ انور جس سے بڑھکر کوئی حسین چہرہ پیدا نہیں ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ	میں نے حضور اقدس سے کسی کو زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ گویا کہ سورج آپ کے چہرہ میں اتر آیا ہے۔

(مشکوٰۃ ص۵۱۸)

وہ مبارک چہرہ کہ وقتِ مسرت چمک اٹھتا تھا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ وَجْهُهُ قِطْعَةَ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ متفق عليه	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب مسرت میں آتے تو آپ کا چہرہ جگمگا جاتا تھا یہاں تک کہ آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا بن جاتا تھا۔

(مشکوٰۃ ص۵۱۸)

اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ كَأَنَّهُ	جب حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تو آپ کے چہرے کی لکیریں

marfat.com

قِطْعَۃُ قَمَرٍ - چمک اٹھتی تھیں کہ چاند کا ٹکڑا ہے

(انوار محمدیہ ص۱۹۵، مدارج جلد اول ص۶)

ایک ہمدانی عورت صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

حَجَجْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَھَا شَبِّھِیْہِ قَالَتْ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ

(انوار محمدیہ ص۱۹۶، مدارج جلد اول ص۶)

میں نے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کیا۔ میں نے کہا۔ آپ کی چہرے کی وصف بیان کر۔ اس نے کہا کہ (آپ کا چہرہ) چودھویں رات کے چاند کی مانند تھا۔ میں نے نہ آپ سے پہلے نہ بعد میں کسی کو دیکھا۔ جو آپ کی مثل ہو۔

ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یَتَلَأْلَأُ وَجْھُہٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔ (انوار محمدیہ ص۱۹۶)

آپ کا چہرہ اقدس ایسا چمکتا تھا۔ جیسا کہ چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔

مبارک لب

ہمارے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک لب باریک اور خوبصورت تھے۔ گویا گلاب کے پھول کی پتیاں تھیں۔ ہر وقت ان لبوں پر تبسم رہتا تھا۔

علامہ طبرانی روایت کرتے ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ عِبَادِ اللّٰہِ شَفَتَیْنِ

(انوار محمدیہ ص۲۰۰)

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک لب تمام بندگانِ خدا سے زیادہ خوبصورت تھے۔

دندان مبارک

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک نورانی، چمکدار تھے۔ گویا موتیوں کی لڑیاں تھیں ان کے

درمیان کھڑکیاں تھیں۔ جن سے نور جھڑتا تھا۔ ابن ابی ہالہ اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے مبارک دانتوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

اَشْنَبُ مُفَلَّجُ الْاَسْنَانِ
آپ کے مبارک دانت رونق دار (چمکیلے) اور کشادہ تھے۔
(انوار محمدیہ صـ۱۹۹، مدارج جلد اول صـ۱۱)

آپ کے دانت اتنے چمکیلے اور نورانی تھے کہ ان سے نور جھڑتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُأِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ رواہ الدارمی
(مشکوٰۃ صـ۵۱۸)

رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے اگلے دو دانت کشادہ تھے۔ جب کلام فرماتے تو آپ کے دونوں دانتوں سے نور نکلتا تھا۔

جب آپ ہنستے تو آپ کے دانتوں سے اتنا نور نکلتا کہ دیواریں چمک جاتی تھیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ وَاِذَا ضَحِكَ يَتَلَأْلَأُ نُوْرُهٗ فِي الْجُدُرِ۔ (شفاء صـ۳۹)
نشر الطیب صـ۱۱۸، مدارج جلد اول صـ۱۱

حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور میں سورج جاری ہوتا تھا۔ اور جب ہنستے تو آپ کے نور سے دیواریں چمک جاتی تھیں۔

لعاب دہن

آپ کا لعاب دہن خوشبودار۔ شہد سے زیادہ میٹھا اور عاشقوں اور بیماروں کے لئے شفا ہے۔

لعاب مبارک کی خوشبو

جس چیز میں آپ کا لعاب مبارک پڑجاتا خوشبودار ہو جاتی۔ روایت ہے۔

مَجَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِئْرٍ فَفَاحَ مِنْهَا رَائِحَةُ الْمِسْكِ

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کنوئیں میں کلی فرمائی جس سے

marfat.com

(انوار محمدیہ ص۲۰۳، مدارج جلد اول ص۱۱) اس کنویں سے کستوری کی خوشبو آنے لگی۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں۔

دَخَلَتْ عَلَيْهِ عُمَيْرَةُ بِنْتُ مَسْعُوْدٍ هِيَ وَاَخَوَاتُهَا يُبَايِعْنَهُ وَهُنَّ خَمْسٌ فَوَجَدْنَهُ يَاكُلُ قَدِيْدًا فَمَضَغَ لَهُنَّ قَدِيْدَةً فَمَضَغْنَهَا كُلُّ وَاحِدَةٍ قِطْعَةً فَلَقِيْنَ اللّٰهَ وَمَا وُجِدَ لِاَفْوَاهِهِنَّ خُلُوْفٌ۔ (انوار محمدیہ ص۲۰۳)

آپ کی خدمت میں عمیرہ بنت مسعود مع اپنی بہنوں رضی اللہ تعالےٰ عنہن کے حاضر ہوئی۔ اور یہ پانچ تھیں۔ پس انہوں نے آپ کو خشک گوشت کھاتے ہوئے پایا۔ آپ نے ان کو وہ گوشت منہ میں چبا کر دیا۔ پس ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک ٹکڑا چبایا۔ تو اللہ تعالےٰ کی رحمت کو ملاقی ہوگئیں مگر ان کے منہ میں بدبو کبھی بھی نہ آئی۔

حضرات! دیکھا۔ جو چیز ہمارے مولا و آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ کے لعاب سے لگ جاتی ہے۔ وہ شئی خود خوشبودار ہو جاتی ہے۔ بلکہ دوسری چیز کو بھی خوشبودار بنا دیتی ہے۔ الحمدللہ علےٰ ذٰلِكَ۔

لعاب کی شیرینی

آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک لعاب شہد سے زیادہ میٹھا اور شیریں تھا۔ جس چیز میں پڑ جاتا۔ اسکو بھی شیریں بنا دیتا۔

بَصَقَ فِيْ بِئْرٍ فِيْ دَارِ اَنَسٍ فَلَمْ يَكُنْ بِالْمَدِيْنَةِ بِئْرٌ اَعْذَبَ مِنْهَا۔

(انوار محمدیہ ص۲۰۳، مدارج جلد اول ص۱۱)

حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ کے گھر کے کنویں میں (جو کھاری تھا) اپنا لعاب ڈالا۔ تو (اتنا میٹھا ہو گیا) کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ کوئی

marfat.com

کنواں میٹھا نہ رہا۔

لعاب کی شفاء

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا لعاب ایسا نورانی تھا۔ کہ جس بیمار کو دیا جاتا۔ شفا پاتا۔

سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتِیَ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَةَ (مشکوٰۃ ص ۵۶۳)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا۔ میں کل ایسے مرد خدا کو جھنڈا دوں گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھوں پر فتح عنایت فرمائے گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسکو دوست رکھتے ہیں۔ جبکہ صبح ہوئی تو لوگ علی الصبح خدمت والا میں حاضر ہوئے۔ اور ہر ایک یہ تمنا رکھتا تھا کہ جھنڈا مجھے عطا ہو۔ حضور نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس کی آنکھیں دکھتی ہیں، فرمایا اس کو بلا لاؤ، پس ان کو بلایا گیا تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالی پس وہ اچھے ہو گئے۔ کہ گویا ان کو درد تھا ہی نہیں پھر آپ نے ان کو علم عطا فرمایا۔

لعاب مبارک کی غذائیت

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک لعاب شفا تھا اور شفا کے علاوہ غذا بھی تھا۔ غذا بھی نفیس غذا تھا۔ جو بھوک اور پیاس میں دودھ اور پانی کا کام دیتا تھا۔

marfat.com

علامہ محقق حضرت عبدالحق دہلوی و علامہ یوسف نبہانی لکھتے ہیں۔

یک باری طفلاں شیر خوارہ را نزد آنحضرت آوردند پس انداخت آب دہن خود را در دہنہائی ایشاں پس سیراب شدند و شیر نخوردند در آں روز۔ روزے امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سخت تشنہ بود۔ پس آنحضرت زبان شریف خود را در دہان دے نہاد و بمکید آں را تمام آں روز سیراب بود۔

(مدارج جلد اول صلا، انوار محمدیہ صنٹ۲)

ایک دفعہ دودھ پیتے بچوں کو رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ تو آپ نے اپنا لعاب مبارک ان کے منہ میں ڈال دیا پس ایسے سیراب ہو گئے کہ اس دن انہوں نے دودھ نہ پیا۔ ایک دن امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ بہت پیاسے ہو گئے۔ تو سرکار نے اپنی زبان اقدس کو ان کے منہ میں رکھ دیا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے زبان کو چوسا تو سارا دن سیراب رہے (کسی دودھ کی ضرورت نہ ہوئی)

ستر ہواں وعظ

مبارک آنکھوں اور زلفوں کا حسن دلربا

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی پارہ ۲۷ سورہ نجم

ترجمہ:۔ آنکھ نہ کسی طرف پھیری نہ حد سے بڑھی۔

حضرات انسان ضعیف النسیان ان مبارک آنکھوں کی صفت کیا بیان کر سکتا ہے۔ جن آنکھوں نے ذات الٰہی کے جلوے دیکھے ہوں۔ اور جن کی وصف خود اسکا خالق فرماتا ہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

آنکھ یار کے جلوہ دیکھتے ہوئے)
نہ کسی طرف پھیری نہ حد سے بڑھی۔

marfat.com

مبارک آنکھیں بے حد خوبصورت تھیں اور ان کی پتلی سیاہ تھی۔ بغیر سرمہ لگائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا ہوا ہے۔ آنکھوں کی سفیدی میں سُرخ ڈورے تھے۔ جو آنکھوں کے حسن و جمال کو چار چاند لگاتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ (مشکوٰۃ ص۵۱۷)

(آپ کی آنکھیں) سیاہ رنگ بڑی موٹی تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ (مشکوٰۃ ص۵۱۸)

آپ کا منہ کشادہ تھا۔ اور آنکھوں کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی۔

مبارک آنکھوں کا کمال

آپ کی آنکھیں اندھیرے میں ایسا دیکھتی تھیں جیسا کہ روشنی میں دیکھتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرٰى فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى فِي الضَّوْءِ

(شفاء ص۴۳، انوار محمدیہ ص۱۹۶)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے۔ جیسا کہ روشنی میں دیکھتے تھے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرٰى بِاللَّيْلِ فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى بِالنَّهَارِ فِي الضَّوْءِ۔ (انوار محمدیہ ۱۹۶)

اللہ کا پیارا رسول رات کے اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔

مدارج ص۸ جلد اول)

وہ مبارک آنکھیں دور والی شئی کو ایسا دیکھتی تھیں۔ جیسا کہ قریب والی شئی کو دیکھتی تھیں۔

كَانَ يَرٰى مِنْ بَعِيْدٍ كَمَا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم دور سے ایسا

يُرٰى مِنْ قَرِيْبٍ ۔ دیکھتے تھے ۔ جیسا کہ قریب سے
(نشر الطیب صہ ۱۱۲) دیکھتے ۔

۱:۔ آپ نے مدینہ منورہ میں ملک حبشہ میں نجاشی بادشاہ کا جنازہ دیکھا اور صحابہ کے ساتھ اسکی نماز جنازہ پڑھی ۔

۲:۔ معراج شریف کے اعلان کے بعد جب کفار نے بیت المقدس کا نقشہ دریافت کیا تو آپ نے مکہ معظمہ سے بیت المقدس کو دیکھتے جاتے تھے اور قریش کو اسکا نقشہ بتاتے تھے ۔

۳:۔ جب آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر مدینہ منورہ شروع کی تو کعبہ معظمہ کو دیکھ کر مسجد کی سمت قبلہ درست فرمائی (شفاء صہ ۲۴۳، نشر الطیب صہ ۱۲۱)

۴:۔ ایک دفعہ زمانہ اقدس میں سورج کو گرہن لگا تو آپ نے صحابہ کے ساتھ نماز کسوف پڑھی ۔ فراغت کے بعد صحابہ نے عرض کی ۔ یا رسول اللہ ۔ ہم نے آپ کو دیکھا ۔ کہ آپ نے اس مقام میں کھڑے ہو کر کسی شئے کو پکڑنے کا ارادہ فرمایا ہے ۔ اور پھر آپ پیچھے ہٹ گئے ۔ یہ کیا بات تھی ۔ فرمایا میں نے جنت کو دیکھا اور ارادہ کیا کہ اسکا ایک خوشۂ انگور پکڑوں ۔ اگر اسکو پکڑتا تو تم اسے کھاتے رہتے ۔ تو وہ خوشہ ختم نہ ہوتا ۔ پھر فرمایا میں نے دوزخ کو دیکھا جو بہت برا منظر تھا ۔ (مشکوٰۃ صہ ۱۲۹)

سبحان اللہ ۔ وہ مبارک آنکھیں مدینہ طیبہ سے جنت دوزخ کو دیکھتی ہیں جو جنت آسمانوں کے اوپر اور دوزخ تمام زمینوں سے نیچے ہے ۔

۵:۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے ۔ اور فرمایا ۔ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے ۔ ایک کو تو اس لئے ۔ کہ وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا ۔ اور دوسرے کو چغل خوری کی وجہ سے ۔ (مشکوٰۃ شریف صہ ۴۲)

فائدہ :۔ ان حدیثوں سے پتہ چلتا ہے ۔ کہ آپ کی مبارک آنکھوں

marfat.com

سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ خواہ وہ دور ہو یا زمین میں چھپی ہوئی ہو۔ لہذا ان لوگوں کا قول مردود ہے جو کہتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔

علامہ محقق حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اینجا اشکال مے آرند کہ در بعضے روایات آمدہ است۔ کہ گفت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ من بندہ ام۔ نمیدانم آنچہ در پس ایں دیوار است۔ جوابش آں است کہ ایں سخن اصلی ندارد وروایت بداں صحیح نشدہ است (مدارج جلد اول ص۹)

لوگ (وہابی) اعتراض کرتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا۔ کہ میں بندہ ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصلیت نہیں اور روایت اس کے ساتھ صحیح وارد نہیں ہوئی۔

قربان جایئے۔ ان مبارک آنکھوں پر جو آگے پیچھے یکساں دیکھتی تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْہِہٖ فَقَالَ اَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ اِمَامُکُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّکُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِیَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّیْ اَرٰکُمْ اَمَامِیْ وَمِنْ خَلْفِیْ۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ ص۱۰۱)

ایک روز ہم کو رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جب نماز پوری کی۔ ہماری طرف اپنے چہرہ سے متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو! بیشک میں تمہارا امام ہوں۔ مجھ سے پہلے رکوع و سجدہ اور قیام اور انصراف نہ کیا کرو۔ بیشک میں تم کو اپنے آگے اور پیچھے سے (یکساں) دیکھتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ وَفِیْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاَسَاءَ الصَّلٰوۃَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ اَلَا تَرٰی کَیْفَ تُصَلِّیْ اِنَّکُمْ تُرَوْنَ اَنَّہٗ یَخْفٰی عَلَیَّ شَیْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔ رواہ احمد (مشکوٰۃ ص۷۷)	ہم کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی۔ آخری صف میں کسی نے نماز میں خرابی کی پس جب آپ نے سلام پھیرا۔ تو حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو آواز دی اے فلاں۔ کیا تو اللہ تعالٰے سے نہیں ڈرتا۔ کیا نہیں دیکھتا کیسے نماز پڑھتا ہے بیشک تم گمان کرتے ہو کہ تمہارے افعال مجھ پر پوشیدہ ہیں۔ بخدا میں پیچھے ایسا دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے۔

وہ مبارک آنکھیں جو صرف ظاہر ہی کو فقط نہیں دیکھتیں بلکہ باطن کو بھی ملاحظہ فرماتی ہیں۔ اور دل کی پوشیدہ رازوں کو دیکھ لیتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ (بخاری جلد اول ص۵۹)	بیشک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے۔ بخدا مجھ پر تمہارا خشوع اور نہ رکوع مخفی ہے تحقیق میں تمکو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

فائدہ حضرات! خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ جو نمازی کو نماز میں حاصل ہوتی ہے۔ مگر نگاہ مصطفٰے پر قربان جائیے کہ وہ نمازی کے دل کا خشوع بھی دیکھ لیتی ہے۔

وہ نورانی آنکھیں کہ بیک وقت تمام عالم کو دیکھ لیتی ہیں۔

marfat.com

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ ص۵۱۲)	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا ہے۔ پس میں نے تمام شرق وغرب کو ملاحظہ فرمایا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات میں اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

حَاصِلُہٗ اَنَّہٗ طَوٰی لَہُ الْاَرْضَ وَجَعَلَہَا مَجْمُوْعَۃً کَہَیْئَۃِ کَفٍّ فِیْ مِرْاٰۃِ نَظْرِہٖ (حاشیہ مشکوٰۃ ص۵۱۲)	حاصل مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے زمین کو لپیٹ دیا ہے اور تمام زمین کو آپ کی آنکھوں کے سامنے ایسا کر دیا ہے جیسے ہاتھ کی ہتھیلی۔

فائدہ ثابت ہوا کہ تمام عالم رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے۔ ایک ذرہ بھی نظر پاک سے مخفی نہیں رسول پاک تو نبی الانبیاء ہیں۔ آپ کا مرتبہ تو بہت بلند ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم سے (اولیاء کرام) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے عالم میں ذرہ بھر بھی مخفی نہیں۔

ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینیں اولیاء کرام کی نظر کے سامنے ہوتی ہیں

سیدی عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ فِیْ نَظْرِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ اِلَّا کَحَلْقَۃٍ مُلْقَاۃٍ فِیْ فَلَاۃٍ مِنَ	سات آسمان اور سات زمینیں مرد مومن کی نظر میں ایسے ہیں جیسا کہ ایک حلقہ جنگل میں پڑا ہوا ہو۔

۱۷۸؎ ۔ ابریز شریف صفحہ ۳۴۲۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ گفتہ اند کہ زمین در نظر این طائفہ چوں سفرہ ایست و مامیگوئیم کہ چوں ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست (نفحات الانس ملا جامی)

حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس گروہ اولیاء کی نظر میں زمین دسترخوان کی طرح ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مثل ناخن کے ہے کہ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔

بال مبارک

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال بہت خوبصورت تھے۔ بڑے سیاہ اور نرم۔ تھوڑے پھرے ہوئے۔ نہ بہت گھونگریلے نہ بالکل سیدھے۔ کبھی دوش مبارک تک کبھی نرمہ گوش تک اور بالوں کے درمیان مانگ نکالا کرتے تھے۔

صحابہ کے نزدیک حضور کے بالوں کی عظمت

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاں حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال بڑے محبوب اور معظم تھے۔ ایک بال مبارک ان کے نزدیک تمام دنیا کے مال ومتاع سے زیادہ پیارا تھا۔ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قُلْتُ لِعُبَيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ قَالَ لِاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ (انوار محمدیہ صفحہ ۲۱۴)

میں نے حضرت عبیدہ کو کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند بال ہیں۔ جو حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جانب سے ہمکو حاصل ہوئے۔ فرمایا میرے نزدیک حضور کا ایک بال بھی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے زیادہ محبوب ہے۔

marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ۔ رواہ مسلم۔

(انوار محمدیہ صفحہ ۲۱)

میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے بال اتار رہا تھا اور آپ کے ارد گرد آپ کے اصحاب طواف کر رہے تھے۔ وہ نہیں ارادہ کرتے تھے کہ بال مبارک گرے۔ مگر کسی مرد کے ہاتھ میں۔

فائدہ پتہ چلا کہ صحابہ کرام کے ذہنوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک بالوں کی اتنی عظمت تھی کہ زمین پر بال مبارک گرنے نہیں دیتے تھے۔ بلکہ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیتے ہیں تاکہ وہ بال مبارک ان کے لئے ذریعہ نجات بن جائیں۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خود اپنے بال مبارک بطور تبرک اپنے صحابہ میں تقسیم کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ نُسُكَهُ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ

بیشک نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم جمرہ کے پاس تشریف لائے اور کنکریاں ماریں۔ پھر اپنی منزل میں جو منٰی میں تھی تشریف فرما ہوئے اور قربانی ذبح فرمائی پھر حجام کو بلوایا اور داہاں حصہ سر کا اس کو پکڑایا۔ اس نے اسکا حلق کیا پھر آپ نے ابوطلحہ انصاری کو بلایا اسکو یہ بال عنایت فرئے۔ پھر آپ نے بایاں

marfat.com

النَّاسِ۔ متفق علیہ۔ حصہ حجام کو پکڑا یا اور فرمایا اسکو مونڈ دو اس نے اسکو مونڈا پس آپ نے ان کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا کہ انکو لوگوں میں تقسیم کر دو

(مشکوٰۃ صہ۲۳۲)

مبارک بالوں کی برکت

حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال باعث برکت تھے۔ صحابہ کرام ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ حاکم و دیگر محدثین روایت کرتے ہیں کہ جنگ یرموک میں حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ٹوپی گم ہو گئی۔ آپ گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی کی تلاش کرنے لگے۔ مسلمان فوجیوں کو حضرت خالد کی یہ حرکت ناپسند آئی۔ اور کہا کہ تیر برس رہے ہیں۔ تلواریں چل رہی ہیں۔ موت و حیات کا سوال ہے۔ اور فوج کا جرنیل گھوڑے سے اتر کر ٹوپی کی تلاش میں ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ ٹوپی کی تلاش کے بعد فوجیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہنے لگے تمہاری حیرانگی بجا ہے۔ مگر تمہیں معلوم نہیں کہ میری ٹوپی میں سردار دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال ہیں۔

جب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم عمرہ فرما کر اپنے بال کٹوانے لگے تو ہر صحابی آپ کے بال مبارک حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی مبارک کے بال حاصل کئے اور اپنی ٹوپی میں رکھ لئے تو۔

فَلَمْ اَشْهَدْ قِتَالًا وَهِیَ مَعِیْ اِلَّا رُزِقْتُ النَّصْرَ۔ کسی معرکہ میں حاضر نہیں ہوا جب کہ وہ بال مبارک ساتھ ہوتے مگر مجھے اللہ کی نصرت حاصل ہوتی ہے۔

(حجۃ العالمین صہ۶۸۶، مدارج حصہ اول صہ۲۴۱)

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَرْسَلَنِیْ اَھْلِیْ اِلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ وَقَبَضَ اِسْرَائِیْلُ ثَلٰثَ اَصَابِعَ مِنْ قُصَّۃٍ فِیْہِ شَعْرٌ مِّنْ شَعْرٍ وَکَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَیْنٌ اَوْ شَیْءٌ بَعَثَ اِلَیْھَا مِخْضَبَۃً (بخاری صفحہ ۸۷۵)

مجھے میرے گھر والوں نے پانی پیالہ میں دیکر ام سلمہ کے پاس بھیجا (کہ ان سے حضور کے بالوں کا پانی لاؤ) تو اسرائیل نے تین چلو میرے پیلے میں اس پیلے سے جس میں آپ کے بال تھے ڈالے جب کسی کو نظر بد لگ جاتی یا اور کوئی بیمار ہوتا تو ام سلمہ کے پاس برتن بھیج دیا جاتا۔

فائدہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں مبارک میں شفا ہے۔ مریض لوگ ان سے شفا حاصل کرتے ہیں۔

حکایت بلخ شہر میں ایک مالدار رہتا تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے جب باپ مرگیا تو ہر ایک بیٹے نے نصف نصف ترکہ لے لیا۔ اس ترکہ میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تین مبارک بال بھی تھے ہر ایک بیٹے نے ایک ایک بال لے لیا۔ اور ایک بال مبارک باقی رہ گیا۔ تو بڑے لڑکے نے کہا کہ اس بال کے دو ٹکڑے کرکے تقسیم کر لیں۔ چھوٹے لڑکے نے کہا ہم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کے دو ٹکڑے نہیں کرتے کیونکہ حضور کے بال مبارک معظم ہیں۔ اسکو توڑنا نامناسب ہے۔

بڑے نے کہا کہ تو میراث سے اپنا حصہ صرف بال لے لو اور مال مجھے دے دو۔ چھوٹے بیٹے نے کہا۔ ہاں مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بال دیدو۔ اور تم تمام مال لے لو۔ پس بڑے بیٹے نے تمام مال لے لیا اور چھوٹے بیٹے نے صرف حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے تین بال لے لئے قدرت خدا

marfat.com

سے کچھ مدت کے بعد بڑے بیٹے کا سب مال ہلاک ہوگیا۔ اور وہ فقیر بن گیا۔ اس نے ایک روز سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (خواب میں) تو اس نے اپنے حال کی شکایت خدمت رسول پاک میں عرض کی آپ نے فرمایا اے بدنصیب تو نے دنیا کے مال کو پسند کیا اور میرے بالوں سے اعراض کیا۔ مگر تیرے بھائی نے میرے بالوں کو اختیار کیا۔ اور جب وہ ان کی زیارت کرتا ہے تو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اسکو دنیا و آخرت میں نیک بخت بنا دیا ہے۔ جب یہ خواب سے بیدار ہوا تو فوراً اپنے چھوٹے بھائی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسکی خدمت کرنی اختیار کی۔ (نزہتہ المجالس ص ۹۳ حصہ دوم) یہ ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی برکت۔ کہ یہ بال دونوں جہانوں میں مومن کو فائدہ دیتے ہیں۔

اٹھارواں وعظ

معراج شریف کے بیان میں

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل۔

ترجمہ:۔ پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک۔ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے۔ کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

حضرات! اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہزاروں خصائص و فضائل اور کمالات و کرامات و معجزات عنایت فرمائے ہیں۔ ان سب سے اعلیٰ جو خصوصیت و کرامت و کمال و معجزہ عنایت ہوا وہ معراج شریف ہے۔ اب آپ معراج شریف کی قدرے تفصیل سنئے۔

marfat.com

معراج کے متعلق عقیدہ

مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ تک اسراد کا ثبوت کتاب اللہ سے ہے۔ منکر اسکا کافر ہے۔

اور مسجد اقصےٰ سے آسمانوں تک کی سیر کا ثبوت احادیث مشہورہ سے ہے۔ منکر اسکا مبتدع اور فاسق ہے۔ دیگر جزئیات عجائب و غرائب کا ثبوت اخبار آحاد سے ہے۔ انکا منکر جاہل اور محروم اور بد نصیب ہے (مدارج نبوت حصہ اول صفحہ ۱۸۹)

حضور کی سیر کے دو حصے

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سیر کے دو حصے ہیں۔ ایک مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اسکو اسراد کہتے ہیں۔ دوسرا حصہ مسجد اقصےٰ سے آسمانوں تک ہے اسے معراج کہا جاتا ہے۔ مگر عرف عام میں اس ساری سیر پر معراج کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک کا سیر اسراء ہے۔ اور بیت المقدس سے آسمانوں تک سیر کا نام معراج ہے۔ اور آسمانوں سے مقام قاب قوسین تک کا نام اعراج ہے۔ (فوائد الفواد جلد چہارم صفحہ ۲۵۰)

معراج کی کیفیت میں اختلاف ہے

اہل اسلام کا کیفیت معراج میں اختلاف ہے۔ اس میں تین مشہور قول ہیں۔ ۱۔ بعض کا قول ہے کہ معراج روحانی خواب میں تھا۔ مگر سب کا اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب حق ہوتے ہیں۔ اور وحی الٰہی ہوتے ہیں جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ آپکے خواب میں آپکا دل بیدار ہوتا ہے۔ فقط آنکھ پوشیدہ ہوتی ہے۔ ۲۔ بعض کا قول ہے کہ مسجد حرام سے لے کر بیت المقدس تک حالت بیداری میں جسمانی معراج تھا اور بیت المقدس سے آسمانوں تک روحانی تھا۔ ۳۔ جمہور علماء کا قول ہے کہ آپ کا یہ تمام سیر حالت بیداری میں تھا۔ اور جسمانی معراج تھا۔ یہی مذہب اکثر صحابہ۔ تابعین اور محدثین و فقہاء۔ متکلمین و مفسرین کا ہے۔ (شفاء صفحہ ۱۱۳، مدارج النبوت صفحہ ۱۸۹ جلد اول)

marfat.com

۴۔ بعض عرفاء فرماتے ہیں کہ اسراء اور معراج بہت ہیں۔ چنانچہ چونتیس ۳۴ ہیں ان میں سے ایک حالت بیداری میں معراج تھا اور باقی حالت خواب میں روحانی معراج تھے (مدارج حصہ اول صفحہ ۱۹۱)

روح البیان میں ہے۔

قَالَ الشَّيْخُ الْأَكْبَرُ قُدِّسَ سِرُّهٗ اِنَّ مِعْرَاجَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ مَرَّةً وَاحِدَةً بِجَسَدِهٖ وَالْبَاقِيْ بِرُوْحِهٖ

(حاشیہ جلالین صفحہ ۲۲۸، سیرۃ حلبیہ صفحہ ۴۰۴)

یعنی شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فرمایا، سرکار دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف چونتیس ۳۴ مرتبہ تھا۔ ایک دفعہ جسمانی اور باقی روحانی۔

جسمانی معراج پر دلائل

مذہب جمہور یہی ہے کہ آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف جسمانی تھا نہ کہ روحانی۔ اس جسمانی معراج پر کثیر دلائل ہیں۔ ان میں سے چند دلیلیں سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

(۱) اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ۔ اور عبد روح اور جسم کے مجموعہ کو کہتے ہیں تو لفظ عبد کا یہاں استعمال فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج جسمانی تھا۔ ۲۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے براق سواری پیش کی گئی۔ جس پر آپ سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ براق کا سواری بننا دلیل ہے کہ معراج جسمانی تھا کیونکہ براق جو چوپایہ ہے۔ اس پر جسم سوار ہوتا ہے۔ نہ کہ روح۔ کیونکہ روح کو سواری کی حاجت نہیں ہوتی۔

۳۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ اَسْرٰی۔ اور اسریٰ رات کے سیر کو کہتے ہیں۔ اسراء کا اطلاق اس سیر پر نہیں ہوتا۔ جو خواب میں ہو۔ ۴۔ اللہ تعالٰی نے قصہ معراج میں فرمایا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ نہ ٹیڑھی ہوئی نگاہ نہ بہکی۔ لفظ بصر جسمانی نگاہ کے لئے آتا ہے۔ خواب میں دیکھنے کو بصر نہیں کہتے۔ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھا نہ کہ روحانی۔ ۵۔ معراج شریف حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک اعظم معجزہ ہے۔ اگر روحانی معراج ہوتی تو یہ معجزہ کیسے بن سکتا۔ معلوم ہوا کہ معراج جسمانی تھا۔ ۶۔ اگر معراج خواب میں روحانی ہوتا تو کفار مکہ اسکو بعید نہ سمجھتے اور آپ کی تکذیب کے درپے نہ ہوتے۔ کیونکہ خواب میں ہر ایک کی روح دور دور تک قلیل عرصہ میں کر آتی ہے۔ کفار کی تکذیب

marfat.com

مگر نبی اس بات پر شاہد ہے کہ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ جسمانی معراج کا تھا جسکو کفار نے بعید از عقل سمجھا۔ اور تکذیب کے درپے ہو گئے۔ جب آپ نے دعویٰ معراج کا کیا تو ایک جماعت ضعیف ایمان والی یہ دعویٰ سنکر مرتد ہو گئی۔ اگر روحانی معراج کا دعویٰ ہوتا تو ان کے ارتداد کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھا۔ اس کے علاوہ مشاہیر علماء نے معراج جسمانی کی بہت سی دلیلیں پیش کی ہیں جو مطولات میں مذکور ہیں۔ مَنْ شَآءَ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهَا۔

فلاسفہ کا انکار معراج

فلاسفہ ملحدین اور نیچری خیال کے وہم پرست واقعہ معراج سے انکار کرتے ہیں اور اسکو محال سمجھتے ہیں۔ ان کے دلائل یہ ہیں۔

۱:۔ جسم ثقیل کا اوپر جانا عقلاً محال ہے۔ ۲۔ آسمانوں پر حضور جا نہیں سکتے کیونکہ آسمانوں کا خرق والتیام ممتنع ہے۔ ۳۔ راستے میں کرۂ ناری ہے۔ اس سے عبور ناممکن ہے۔ ۴۔ اتنے تھوڑے سے وقت میں آسمانوں پر جانا اور عجائبات غرائب ارضی وسماوی کی سیر کرکے اتنی جلدی واپس تشریف لانا کہ بستر بھی گرم ہے اور دروازہ کی کنڈی بھی ہلتی ہے۔ اور وضو کا پانی بھی چلتا ہے عقل کے نزدیک محال ہے۔

اہل اسلام کیطرف سے ان وہم پرستوں کے تمام اعتراضات کا جواب فقط ایک ہے۔ کہ اگرچہ انکے نزدیک یہ تمام باتیں محال ہیں مگر قدرت والے رب کے نزدیک یہ محال نہیں ہیں کیونکہ یہ سب محالات عادیہ ہیں۔ نہ محال بالذات۔ کیونکہ محال بالذات پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔ اور محالات عادیہ ممکن بالذات ہوتے ہیں۔ اور ممکن بالذات تحت قدرت ہے۔ لہٰذا یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت ہیں۔ اور معراج کرانا اللہ تعالےٰ کا فعل ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ اور معراج کرانیکی نسبت اپنی ذات کی طرف فرمائی۔ تاکہ منکرین کا کوئی اعتراض وارد نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک معراج شریف معجزہ ہے۔ اور معجزہ وہی ہوتا ہے جسکا وقوع عادتاً محال ہو۔ اگر یہ امور عادتاً محال نہ ہوتے تو معجزہ کیسے بن سکتا۔

marfat.com

انیسواں وعظ

آسمانوں پر جانیکے نقلی دلائل

نقلی دلائل اہل اسلام کے ہاں آسمانوں پر جانے پر نقلی دلائل بھی موجود ہیں جن سے اسلام کا دعویٰ کرنیوالا معراج جسمانی کا انکار نہیں کر سکتا۔ ۱۔ حضرت آدم علیہ السلام اسی جسم کیساتھ بہشت میں رہے جو آسمانوں سے اوپر ہے قرآن پاک فرماتا ہے۔

وَقُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا پارہ اول	اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی جنت میں رہے اور جہاں سے چاہو کھاؤ۔

پھر آپ بحکم خداوندی اسی جسم کیساتھ زمین پر تشریف لائے۔ ارشاد باری ہے۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ - پارہ اول	اور ہم نے فرمایا اتر جاؤ۔ بعض تمہارا بعض کا دشمن ہوگا۔ اور تمہارے لئے زمین جائے قرار ہے اور ایک وقت تک نفع ہے۔

نتیجہ اگر آدم علیہ السلام آسمانوں پر تشریف لے جائیں اور پھر اتریں تو آسمانوں کا خرق والتیام اور ثقالت جسمی اور کرہ ناری مانع نہ ہو تو محمد بخدا آسمانوں پر تشریف لے جائیں اور پھر واپس آئیں تو کونسی چیز مانع ہوگی۔ ۲۔ حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ السلام بایں جسد عنصری آسمانوں پر تشریف لے گئے اور بہشت میں داخل ہوئے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ پارہ ۱۶ سورۃ مریم	یاد فرماؤ کتاب میں ادریس کو بیشک وہ سچا نبی تھا۔ اور ہم نے انکو مکان بلند (جنت) میں بلند کیا۔

جب ادریس علیہ السلام آسمانوں پر گئے جنت میں داخل ہوئے تو آسمانوں کا خرق

marfat.com

والقیام اور کرۂ ناری اور ثقالت جسمی مانع نہ ہوئی تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آسمانوں پر جانے سے کونسی شے مانع بن سکتی ہے۔ ۳۔ حضرت مسیح کلمۃ اللہ علیہ علی نبینا وعلیہ السلام اپنے اس جسد عنصری کیساتھ آسمانوں کو تشریف لے گئے اور اب بھی چوتھے آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ اسی عقیدہ پر صحابہ کرام۔ تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور عامہ مسلمین ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

بیشک انہوں نے اسکو قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عیسےٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں کی طرف اٹھا لیا گیا۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور قرب قیامت نازل ہوں گے۔ پس جب عیسےٰ علیہ السلام باین جسد عنصری آسمانوں پر جا سکتے ہیں اور پھر واپس آ سکتے ہیں تو سید رسل احمد مجتبےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی جسم عنصری کیساتھ آسمانوں پر جا سکتے ہیں۔ اور پھر واپس آ سکتے ہیں۔ کوئی چیز مانع نہیں ہے

۴۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکومت نمرود نے ایک بڑی آگ میں ڈالدیا۔ اور آپ آگ میں تشریف لائے۔ تو آگ کو گلزار بنا دیا رب تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے

قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ۔

ہم نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ پیارے خلیل پر ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔

جب حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جنکی پیشانی میں نور مصطفےٰ مخزون تھا آگ میں کودکر اسے گلزار بنا سکتے ہیں۔ تو حبیب خدا بطریق اولیٰ کرۂ ناری کو گلزار بنا کر آسمان پر جا سکتے ہیں

۵۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام خادم اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مخدوم ہیں۔ اور مخدوم کا مرتبہ خادم سے بڑھکر ہوتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ سے زمین پر آتے جاتے ہیں اور انکو کرۂ ناری نہ ضرر دے اور نہ ہی آسمانوں کا خرق والتیام

مانع ہو تو مخدوم جہان جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی آسمانوں پر جائیں اور تشریف لائیں کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ یہی دلیل پیارے صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کفار کو دی جب کہ آپ نے معراج کی تصدیق کی تھی۔ تو کفار نے دلیل پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ جب جبرائیل علیہ السلام صبح و شام حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے ہیں تو رسول پاک بھی آسمانوں پر جا سکتے ہیں۔ (معارج النبوت ص۱۰۹ حصہ سوم)

نیچریوں کا دوسرا سوال اور اسکا جواب

نیچری خیال کے وہم پرست لوگ اسلئے بھی معراج شریف کا انکار کرتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت میں حضور علیہ السلام کا مسجد حرام سے بیت المقدس تک تشریف لے جانا پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کرنی عقل باور نہیں کر سکتی۔ اسکے جواب میں ہم ایسے نظائر پیش کرتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت میں بہت سی مسافت طے ہو سکتی ہے۔ ۱۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک وقت میں صدہا ارواح مشرق و مغرب میں قبض کر لیتا ہے۔ لہٰذا حبیب خدا بھی مختصر وقت میں آسمانوں پر پہنچکر واپس آسکتے ہیں ۲۔ ہماری آنکھوں کا نور ایک آن میں آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ ادھر آنکھ کھولی ادھر آسمان نظر آگیا۔ تو حبیب خدا جو نور خدا ہیں۔ نور نظر سے زیادہ لطیف ہیں۔ تھوڑے سے وقت میں آسمانوں پر جاکر واپس تشریف لا سکتے ہیں۔ ۳۔ شیطان جو بدترین خلق ہے ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق میں پہنچ جاتا ہے۔ اگر ذات بابرکات جو تمام خلق سے بہترین اور بزرگ و برتر ہے۔ تھوڑی دیر میں تمام آسمانوں و جہاں کی سیر فرما کر واپس تشریف لائیں۔ تو کیا قباحت لازم آئیگی۔ ۴۔ آفتاب جو تھے آسمان پر چمکتا ہے۔ تو اسکی روشنی فوراً آن واحد میں آسمانوں سے گذرتی ہوئی فرش زمین پر پہنچ جاتی ہے۔ کوئی دیر نہیں لگتی۔ تو آفتاب رسالت جو نور خدا ہیں۔ اگر مختصر وقت میں آسمانوں پر تشریف لیجا کر واپس تشریف لائیں تو کون مانع ہو سکتا ہے۔

فائدہ

وہم پرست اپنے اوہام میں مبتلا ہیں۔ ان کو اسلامی اصول سے واقفیت نہیں ہے۔ اسلام میں طے زمان و مکان کا ایک مسئلہ مسلم ہے

marfat.com

تمام عرفاء اور اولیاء اسکے قائل ہیں۔ کہ عام لوگوں پر ایک ساعت گذرتی ہے۔ مگر وہی ایک ساعت محبوبان خدا کیلئے کئی سالوں کی بن جاتی ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت حکایت سے سنئے

حکایت حضرت جنید قدس سرہٗ کا ایک مرید دجلہ ندی پر غسل کرنے کیلئے گیا۔ دریا کے ساحل پر کپڑے اتارے اور خود دریا میں غوطہ لگایا۔ جب باہر نکلا تو دیکھا کہ وہ ولایت ہندوستان میں پہنچ چکا ہے۔ وہاں اس نے شادی کی پھر اسکی اولاد ہوئی۔ کافی مدت وہاں رہا۔ ایک دن اس نے غسل کرنے کیلئے کسی دریا میں غوطہ لگایا۔ جب باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی دریائے دجلہ ہے۔ کپڑے اسطرح کنارے پر موجود ہیں۔ جیسے کہ وہاں رکھکر گیا تھا۔ کپڑے پہنے۔ اور اپنے شیخ کی خانگاہ پر حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ لوگ ابھی اسی نماز کیلئے وضو کر رہے ہیں۔ (معارج النبوت حصہ سوم صـ۱۱۲)

مقولہ حضرت جنید حضرت جنید قدس سرہٗ کا مقولہ ہے کہ جب مرد کامل مسند ولایت پر فائض ہوتا ہے۔ تو ایک سانس میں ہزار سال کی طاعت کر سکتا ہے۔ نیز بہت بزرگان دین سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک ساعت میں تمام قرآن پاک حرف حرف اور آیت آیت پڑھکر ختم کیا (معارج النبوت حصہ سوم صـ۱۱۳)

حکایت دوم حضرت سلطان الاولیاء علی المرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ جب ایک پاؤں رکاب میں رکھتے تو قرآن پاک پڑھنا شروع کرتے دوسرا پاؤں رکاب میں رکھنے سے پہلے تمام قرآن پاک ختم کر لیتے (معارج النبوت حصہ سوم صـ۱۱۳) اسطرح نبی الانبیاء حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی چند ساعتوں میں مسجد حرام سے بالائے عرش سیر فرمائی اور واپس تشریف لائے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

بیسواں وعظ

معراج شریف کی حکمتیں

علمائے کرام نے معراج شریف کی بہت سی حکمتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے چند

marfat.com

حکمتیں ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔

۱:۔ ایک رات حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپکی امت کے اعمال پیش کئے گئے۔ تو آپ نے اپنی امت کے گناہ اور جرم بیشمار دیکھکر بہت ملول ومحزون ہوئے۔ مگر محبوب کے رب کو یہ کب پسند تھا کہ اسکا محبوب غم زدہ ہو۔ چنانچہ رب العلمین نے اپنے محبوب کو شب معراج میں اپنے پاس بلایا۔ اور اپنے دریائے رحمت وخزائن مغفرت دکھائے اور فرمایا اے محبوب! کیا تیری امت کے گناہ زیادہ ہیں یا تیرے رب کی رحمت و مغفرت زیادہ ہے۔ یہ تھی معراج کی ایک حکمت۔ (ملخص از معارج النبوت حصہ سوم صلا)

۲:۔ اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے اپنے محبوب کو روز محشر میں تمام مخلوقات کے لئے شفاعت کرنیوالا بنایا ہے۔ قیامت کا دن بڑا خوفناک ہوگا۔ ہر ایک پر جو خوف طاری ہوگا۔ کسی کو دوسرے کا حال معلوم کرنیکی طاقت نہ ہوگی۔ بلکہ اپنے حال میں مشغول ہوگا۔ اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو شب معراج میں اپنے پاس بلاکر عجائب غرائب اور درجات بہشت ودرکات جہنم دکھائے۔ تاکہ کل قیامت کے روز کی ہیبت آپ پر اثر انداز نہ ہو اور آپ بلاخوف وخطر گنہگاروں کی شفاعت کریں۔ یہی وجہ ہے کہ روز قیامت سب نفسی نفسی بولیں گے اور خدا کا حبیب امتی امتی فرمائیں گے۔

(معارج النبوت حصہ سوم ص۹۲)

۳:۔ قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ مجازی کسی کو اپنی محبت کیساتھ مخصوص کرتا ہے تو تمام خزائن ودفائن دکھا کر اپنی تمام سلطنت کی اشیاء کا مالک ومختار بنا تا ہے۔ اسیطرح بلاتشبیہ بادشاہ حقیقی اللہ جل مجدہ نے اپنے رسول پاک حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبت کیساتھ مخصوص فرمایا تو اپنے محبوب کو پہلے دنیا کے تمام خزائن ودفائن دکھلائے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَاَرِیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔	میرے سامنے تمام زمین سمیٹ دی گئی پس میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔
(انوار محمدیہ ص۳۲، مدارج حصہ اول ص۱۳۹)	

جب زمین کے جملہ خزائن و دفائن دکھلادئے گئے۔ تو ان کی چابیاں آپکو عنایت فرماکر مالک و مختار بنایا گیا۔ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔

اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عنایت کی گئی ہیں۔

(انوار محمدیہ صہ ۳۱۲) معارج حصہ اول صہ ۱۳۹)

مشکوٰۃ شریف صہ ۵۱۲)

آسمان کے خزائن باقی تھے لہذا رب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے چاہا کہ شب معراج میں آسمانی خزائن بھی دکھائے جائیں اور جنت و دوزخ کی کنجیاں دست اقدس میں دیجائیں اسلئے معراج شریف کرایا گیا۔ (معارج النبوت حصہ سوم صہ ۹۳،۹۲)

۴:۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے مال و جان خرید لئے جنت کے بدلے میں۔ لہذا اللہ تعالیٰ خریدار اور مومن بیچنے والے۔ جان و مال مبیع اور جنت قیمت اور حبیب خدا اس بڑے سودے میں وکیل اعظم۔ وکیل اعظم کا کام ہوتا ہے کہ مبیع کو دیکھے اور اسکی قیمت کو بھی دیکھے۔ لہذا آپکو معراج کرایا گیا کہ آپ نے اپنے غلاموں کے جان و مال کو دیکھ لیا ہے۔ آؤ جنت کو بھی دیکھ لو۔ اور ان کے باغات اور عمارتیں حور و قصور بھی ملاحظہ فرمالو۔ بلکہ خریدار کو بھی دیکھ لو۔ کیونکہ امام کی قراۃ مقتدی کی قراۃ ہوتی ہے امام کا دیکھنا سب کا دیکھنا ہوتا ہے۔ (ملخص از معارج صہ ۹۲)

۵:۔ جب اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تو زمین و آسمان میں مناظرہ ہوا۔ زمین نے کہا اے آسمان میں تجھ سے بہتر ہوں۔ کیونکہ مجھ میں اشجار۔ انہار۔ اثمار اور وحوش و طیور۔ چرند و پرند۔ جن و انس ہیں۔ اور مجھکو رنگارنگ کے پھولوں سے زینت دی گئی ہے۔ آسمان نے کہا مجھ میں سورج چاند تارے۔ عرش و کرسی۔ لوح و قلم جنت و دوزخ ہیں۔ اور حور و غلمان سے مجھکو مزین کیا گیا ہے۔ زمین نے کہا مجھ پر خانہ کعبہ شریف ہے جسکی زیارت انبیاء و اولیاء اور تمام مسلمان کرتے ہیں۔ آسمان نے کہا مجھ میں بیت المعمور ہے جسکا طواف فرشتے کرتے ہیں۔ اور مجھ میں جنت ہے جہاں انبیاء اولیاء صلحاء اور

marfat.com

شہداء کی روحیں رہتی ہیں اور قیامت کے بعد سب اسی میں رہینگے۔ زمین نے کہا اے آسمان میں تجھ سے بہتر ہوں کیونکہ مجھ میں حبیب خدا ہیں جو جنت کے مالک ہیں۔ یہ سنکر آسمان خاموش ہوگیا نہایت تضرع سے دعا مانگی۔ الٰہی میں مناظرے میں ہار گیا ہوں۔ لہذا ایک دفعہ اپنے حبیب کو آسمان پر بلا تاکہ آپ اپنا قدم مجھ پر رکھیں تاکہ میں زمین کے مقابلے میں شرمندہ نہ ہوں لہذا اللہ تعالے نے اپنے محبوب کو آسمان پر بلا کر آسمان کی دعا قبول کی۔ (ملخص از معارج ص ۹۳)

۶:۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں اپنا خلیفہ بنانیوالا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کی۔ اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ بیشک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یعنی میں ان کی اولاد سے اپنا حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرماؤں گا۔ تمہاری نظر اے فرشتو! فسادیوں اور خون ریزوں کی طرف ہے۔ اور میری نظر اپنے حبیب کی طرف ہے۔ جس کے واسطے میں نے چودہ طبق بنائے ہیں۔ فرشتوں نے جب حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنا تو آپ کے دیدار کے مشتاق ہوئے اور دربار خدا میں یوں عرض کرنے لگے۔ الٰہا! ایک دفعہ اپنے حبیب کو آسمان پر بلا تاکہ ہم بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کو شب معراج میں آسمان پر بلاکر فرشتوں کو زیارت کرنیکا موقعہ دیا۔ (مدارج حصہ سوم ص ۹۵)

۷:۔ آسمان برین کے فرشتوں میں چند مسائل پر بحث و تکرار رہا۔ اس مناظرہ میں چار لاکھ سال گذر گئے مگر بحث و مناظرہ ختم نہ ہوا اور کوئی شافی جواب کسی سے نہ بن سکا۔ اتنے میں حبیب خدا کا دنیا میں ظہور ہوا فرشتوں نے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا شہرہ سنا تو جان گئے کہ ہمارے ان مسائل کا حل حبیب خدا فرمائیں گے۔ لہذا فرشتوں نے دربار الٰہی میں دعا کی۔ کہ مولا۔ ایک دفعہ اپنے حبیب کو ہمارے پاس بھیج تاکہ ہماری مشکل حل ہو جائے۔ لہذا حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج فرشتوں کی اس مشکل کو حل کرنے

marfat.com

کے لئے تشریف لے گئے۔ (معارج النبوت حصہ سوم ص۹۷)

۸:۔ معراج شریف کی حکمت ایک یہ بھی تھی۔ کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی آسمان والوں اور زمین والوں پر ظاہر ہو۔ زمین والوں میں سب سے زیادہ بزرگ انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں۔ لہٰذا معراج کی رات بیت المقدس میں سب انبیاء علیہم السلام کے امام بنے تو آپ کی بزرگی زمین والوں پر ظاہر ہوگئی۔ اور آسمان میں فرشتے بزرگ تھے لہٰذا شب معراج بیت المعمور میں ان کے امام بنے۔ تو آپ کی بزرگی ملائکہ پر ظاہر ہو گئی۔ گویا معراج شریف آپ کی بزرگی کا اعلان ہے (معارج النبوت حصہ سوم ص۹۷)

۹:۔ قاعدہ ہے کہ ہر شئے اپنے وطن اور مقام کو جانا پسند کرتی ہے۔ دیکھو۔ آگ جلائی جائے تو اوپر کو جاتی ہے۔ کیونکہ اسکا مقام اوپر ہے۔ وہ اپنے مقام کا شوق رکھتی ہے۔ بلبل وغیرہ پرندے چمن کا مقام اور وطن باغ ہوتا ہے جب شکاری ان کو پکڑ کر پنجرے میں بند کر دیتاہے۔ تو وہ بلبل وغیرہ پنجرے میں پھڑکتی ہے کیونکہ اسے اپنے وطن جو باغ ہے کی یاد ستاتی ہے۔ انسان سفر میں کتنا ہی آرام و آسائش میں ہو پھر بھی اسے اپنا وطن یاد آتاہے اور اسکا شوق اسکے دل میں باقی رہتا ہے۔ اسیطرح جب اللہ تعالےٰ نے اپنے نور سے بلاتجزیہ نور مصطفےٰ کو پیدا کیا تو آپ کا نور تین مقاموں میں رہا۔ مقام ہیبت مقام لطف۔ مقام قرب۔ ان تینوں مقاموں میں ہزار ہزار سال قیام فرمایا۔ جو ایک طویل مدت ہے۔ جب وہ نور قالب وجود میں تشریف لایا تو آپ کو اپنا پرانا مقام اور وطن یاد آیا۔ جو مقام قرب تھا۔ اس وطن قدیم کی محبت رہتی۔ کہ اس میں پہنچ کر دل کو قرار حاصل ہو۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو شب معراج میں آپ کے وطن اصلی میں بلایا تا کہ آپکو سکون وچین قلبی حاصل ہو۔ جب آپ شب معراج میں اپنے وطن اصلی میں پہنچے جو مقام قرب تھا۔ چونکہ مقام عمدہ تھا لہٰذا عرض کی مولا! اب میں واپس نہ جاوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ محبوب! اگر تو واپس نہ گیا تو آپکی امت کے سر پر ہاتھ کون رکھے گا ان کی دستگیری کون کریگا۔ اس واسطے آپ کو واپس بھیجا گیا۔ اسی لئے اس مقام پر یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کا آسمانوں پر جانا تعجب نہیں کیونکہ ہر ایک اپنے وطن کو جایا کرتا ہے۔

بلکہ آسمانوں سے زمین پر واپس آنا تعجب ہے۔ (ملخص از معارج النبوت حصہ سوم ص۹۸)

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے معجزات اور درجات تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو الگ الگ عنایت فرمائے۔ وہ بالتمام اور ان سے زائد اپنے محبوب کو عطا فرمائے۔ شعر

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری ۔۔۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو یہ درجہ ملا کہ کوہ طور پر آپ کو معراج کرایا گیا۔ حضرت عیسےٰ روح اللہ علیہ السلام کو چوتھے آسمان تک معراج کرایا گیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو اور آدم علیہ السلام کو جنت تک معراج کرایا گیا۔ لہذا حکمت خدا مقتضی تھی کہ حبیب خدا کو ایسا معراج کرایا جائے جو ان سب معراجوں مذکورہ کو شامل ہو۔ اور ان سے زائد بھی ہو۔ اس لئے آپ کو ایسا معراج کرایا گیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ سے کلام بھی ہے۔ آسمانوں کی سیر بھی اور جنت میں داخلہ بھی۔ غرضیکہ جن مقاموں اور درجات کو اور انبیاء و نے الگ الگ طے فرمایا تھا۔ آپ نے ان سب کو طے فرمایا۔ مگر پھر بھی بڑا فرق ہے۔ حضرت کلیم اللہ کوہ طور پر اور حبیب اللہ عرش عظیم پر۔ کلیم اللہ خود جاتے ہیں۔ اور حبیب اللہ بلائے جاتے ہیں۔ (از افادات مفتی صاحب گجراتی)

اس کے علاوہ بھی معراج شریف کی حکمتیں ہیں جن کو بخوف طوالت چھوڑ دیا گیا ہے۔

اکیسواں وعظ

معراج شریف کیلئے رات کے تعین کی حکمت

محبوب خدا کو معراج شریف رات میں کرایا گیا۔ اس میں بہت حکمتیں ہیں ان میں سے چند حکمتیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ رات میں معراج کرانے میں یہ حکمت تھی۔ کہ صدیق اور زندیق۔ مومن اور کافر۔ مصدق و مکذب میں امتیاز ہو جائے۔ کیونکہ اگر معراج دن میں ہوتا تو کوئی انکار نہ کر سکتا۔ کیونکہ ہر ایک دیکھ لیتا کہ یہ براق ہے۔ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ یہ

marfat.com

سردارِ دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم آسمانوں کو جا رہے ہیں۔ مگر معراج رات کو ہوگی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم واپسی پر اعلان فرمائینگے کہ میں آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہوں۔ جو تصدیق کرے گا۔ صدیق کہلائے گا۔ جو انکار کرے گا۔ زندیق اور ابو جہل بنیں گا۔ جیسا کہ روایت ہے کہ واقعہ معراج سن کر ضعیف الایمان لوگ مرتد ہو گئے۔ کفار نے تکذیب کی۔ ہنسی اڑائی۔ ایک جماعت مشرکین کی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالٰے عنہ کی خدمت میں پہنچے اور کہنے لگے۔ کہ تیرا یار گمان کرتا ہے کہ میں راتوں رات بیت المقدس میں گیا ہوں اور صبح سے پہلے واپس آگیا ہوں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے پوچھا کیا میرے رسول پاک نے ایسا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا۔ لَئِنْ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ۔ اگر یہ دعویٰ میرے محبوب کی زبان سے نکلا ہے تو آپ نے سچ فرمایا ہے۔ میں اسکی تصدیق کرتا ہوں۔ کہنے لگے۔ کیا تم ایسے بعید امر کی تصدیق کرتے ہو۔ فرمایا۔ نَعَمْ اِنِّیْ لَاُصَدِّقُہٗ فِیْمَا ھُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ۔ ہاں میں اس سے بعید امر کی بھی تصدیق کرتا ہوں تو اسوقت آپکا نام اللہ تعالٰی نے صدیق رکھا۔ (مدارج حصہ اول ص۲۰۶، انوار محمدیہ ص۳۴۹، سیرت حلبی ص۴۱۸)

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے معراج کی تصدیق کی تو آپ کو صدیق کا لقب ملا۔ ابو جہل نے تکذیب کی تو ہمیشہ کیلئے جہالت کا باپ بنا۔

۲:۔ معراج شریف رات کو اس لئے خاص کیا گیا تاکہ ایک آسمان پر دو آفتاب جمع نہ ہو جائیں۔ ایک آفتاب رسالت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرا آسمانی آفتاب۔ اگر دو آفتاب جمع ہو جاتے تو کسی کو ممکن نہ ہوتا کہ ان کی روشنی برداشت کر سکتا۔ (ملخص از معارج النبوت ص۱۰۵)

۳:۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نور حقیقی ہے اور آفتاب کا نور مجازی ہے آفتاب اپنا نور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے حصہ لیتا ہے۔ لہٰذا اگر معراج شریف دن کو ہوتا تو آفتاب کا نور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی تاب نہ لا سکتا اور آپ کے نور کے سامنے شرمندہ ہو جاتا۔ اس لئے معراج شریف دن کو نہ کرایا گیا۔ بلکہ رات میں کرایا گیا۔ (معارج حصہ سوم ص۱۰۶)

marfat.com

۴:- قاعدہ ہے کہ ہمیشہ محب جب اپنے محبوب سے راز و نیازکی باتیں کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے رات ہی کو متعین کرتا ہے۔ کیونکہ رات پردہ پوش ہے۔ ایسے ہی بلاتشبیہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اسرار اوحی الی عبدہ ما اوحیٰ سے مشرف فرمانا چاہا تو رات ہی کو اختیار فرمایا۔ تاکہ کسی غیر کو بالکل اطلاع ہی نہ ہو۔ (ملخص از معارج صا)

۵:- چونکہ حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مقام دنیٰ فتدلیٰ میں جانا تھا لہٰذا آپکے جسم اقدس پر جو ستر ہزار حجاب بشریت کے پہنے ہوئے تھے ان کو اتارا جانا تھا۔ آپ کی نورانیت کے ظہور کا وقت تھا۔ معراج دن میں ہوتا تو کس آنکھ میں طاقت تھی جو آپ کو دیکھ سکتی۔ اس لئے معراج کے لئے رات کو اختیار فرمایا گیا۔

۶:- قاعدہ ہے کہ محب یہی چاہتا ہے کہ اس کے محبوب کے حسن و جمال کو غیر نہ دیکھے محب کی غیرت یہ کبھی گوارا نہیں کرتی کہ میرے محبوب کے حسن و جمال کو میرے سوا اور بھی کوئی دیکھے۔ بلاتشبیہ اللہ تعالیٰ محب ہے اور اسکا پیارا رسول حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت کب گوارا کرتی ہے کہ کوئی غیر اس کے محبوب کے حسن و جمال کو دیکھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت مند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو خلق کی طرف بھیجا تو آپ کو بشریت کا برقعہ پہنا کر بھیجا۔ تاکہ آپ کا حسن و جمال غیروں سے چھپا رہے۔ کوئی بھی آپ کے پورے حسن و جمال کو نہ دیکھ سکے۔ اب معراج میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنی طرف بلانا ہے اور اصلی حسن و جمال میں بلانا ہے۔ اگر معراج دن کو ہوتا تو مخلوقات بھی آپ کے اصلی حسن و جمال دیکھ لیتی اور یہ غیرت خداوندی کے خلاف تھا۔ اس لئے آپ کو معراج رات میں کرایا گیا تاکہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی آپ کو نہ دیکھ سکے۔

۷:- یہ مسئلہ مسلمات سے ہے کہ رات کا وقت توبہ و استغفار کی قبولیت کا ہوتا ہے۔ بلکہ خود رب العالمین آخری شب میں ندا فرماتا ہے کہ کوئی ہے توبہ کرنے والا کہ میں اسکی توبہ قبول کروں۔ کوئی ہے رزق مانگنے والا کہ میں اسکو رزق دوں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ کہ میرے محبوب کو اپنی امت کا ہر وقت فکر رہتا ہے اور اسکی بخشش کی

marfat.com

دعائیں مانگتا ہے ۔آج معراج میں بھی اپنی امت کو فراموش نہ فرمائے گا۔ ضرور اسکی بخشش کی دعا مانگے گا۔ رات کا وقت ہوگا حبیب دعا مانگے گا۔ تو اسکی دعا قبول کروں گا۔ اور اسکی امت کو بخشش دونگا۔ گویا معراج کیا تھی آپ کی امت کے بخشنے کا ایک بہانہ تھا۔ فالحمد للہ علٰی ذالک۔

۸:۔ رات کے فضائل اور خصائص بیشمار ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱:۔ اصحاب اضطرار کا آرام و قرار رات میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيْهِ۔ ہم نے رات کو اس لئے بنایا کہ تم اس میں آرام کرو۔

۲:۔ صائم (روزہ دار) کو فرحت وقت افطار ملتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْإِفْطَارِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ۔ افطار کا وقت رات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ۔ پھر روزوں کو رات تک پورا کرو۔ ثابت ہوا فرحت رات میں حاصل ہوتی ہے۔

۳:۔ عابدوں کو عبادت میں حلاوت رات کو حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا۔ رات کو عبادت کیلئے قیام فرماؤ۔ مگر تھوڑا۔

۴:۔ سعادت مند لوگ رات میں زیادہ عبادت کرتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے۔ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ۔ کیا وہ شخص جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتے ہیں۔

۵:۔ نیک حضرات رات میں قرآن پاک پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَتْلُوْنَ آيَاتِ اللّٰهِ آنَاءَ اللَّيْلِ۔ رات کی گھڑیوں میں قرآن پڑھتے ہیں۔

۶:۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھنا رات میں افضل ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا۔ اللہ تعالےٰ کی تسبیح لمبی رات میں پڑھو۔

۷:۔ قرآن مجید اور فرقان حمید رات میں ہی نازل ہوا۔ خود قرآن فرماتا ہے۔ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ ہم نے قرآن پاک لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔

۸:۔ چہرہ کی خوبصورتی رات میں عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے سردار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

marfat.com

مَنْ كَثُرَتْ صَلوٰتُهٗ بِاللَّيْلِ — جو رات میں زیادہ سے زیادہ نماز پڑھے
حَسُنَ وَجْهُهٗ بِالنَّهَارِ — دن میں اسکا چہرہ خوبصورت ہوگا۔

لہٰذا مناسب تھا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام دنیٰ فتدلیٰ میں پہنچنے کا وقت بھی رات ہو اس لئے معراج پاک کے لئے رات اختیار کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا۔ — پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

(ملخص از معارج النبوت حصہ سوم ص۱۰)

بائیسواں وعظ

معراج کس جگہ سے ہوا اور کس تاریخ کو ہوا اور آیت کے نکات

معراج کس جگہ سے ہوا وہ مقام جہاں سے سفر مبارک معراج کا شروع ہو۔ مختلف فیہ ہے۔ ۱۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ اپنے گھر میں تھے۔ اور چھت کھولی گئی۔ (رواہ البخاری)

۲:۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں حطیم میں تھا کہ جبریل علیہ السلام آئے
۳:۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ام ہانی کے گھر تھا۔
۴:۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ شعب ابی طالب میں تھے (سیرۃ حلبی)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایتوں میں یوں تطبیق دی کہ آپ ام ہانی کے گھر تھے۔ اور یہ گھر شعب ابی طالب کے پاس تھا۔ آپ نے بوجہ سکونت اپنا گھر فرما دیا وہاں سے آپ کو مسجد میں لایا گیا۔ کہ ابھی نیند کا اثر باقی تھا۔ وہاں حطیم کے پاس لیٹ گئے۔ (سیرۃ حلبی ص۳۵۸ ج۱)

تاریخ معراج معراج شریف کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے سنہ میں بھی اختلاف ہے بعینہٖ میں بھی دن میں بھی اور تاریخ میں بھی۔

۱:۔ ہجرت سے ایک سال قبل ابن حزم کا یہی قول ہے۔ ۲۔ ہجرت سے دو سال پہلے

marfat.com

(۳) ہجرت سے تین سال قبل۔ اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں (سیرۃ حلبی ص۴۰۴)

مہینہ میں یہ اختلاف ہے (۱) ربیع الاول (۲) ربیع الآخر (۳) رجب (۴) رمضان پاک۔ (سیرۃ حلبی ص۴۰۴)

دن میں یہ اختلاف ہے۔ (۱) جمعہ کی رات (۲) پیر کی رات (۳) ہفتہ کی رات مگر ابن وحیہ کا قول ہے کہ پیر کی رات تھی۔ کیونکہ آپ پیر کو ہی پیدا ہوئے اور پیر ہی کو وصال فرمایا اور پیر ہی کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ پیر ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور پیر ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے (سیرت حلبی ص۴۰۵)

تاریخ میں یہ اختلاف ہے (۱) ۱۷ ربیع الاول (۲) ۲۷ ربیع الاول (۳) ۲۷ رمضان مبارک (۴) ۲۷ ربیع الآخر (۵) ۲۷ رجب المرجب۔ (سیرت حلبی ص۴۰۴) اور یہی آخری قول زیادہ صحیح ہے۔

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّهٗ قَدِ اشْتَهَرَ بِدِيَارِ الْعَرَبِ فِيْمَا بَيْنَ النَّاسِ اَنَّ مِعْرَاجَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ مِنْ رَجَبَ (مَاثَبَتَ بِالسُّنَّةِ ص۳۹)

جاننا چاہیئے کہ دیار عرب میں لوگوں کے درمیان میں مشہور ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف ۲۷ رجب المرجب کو ہوئی

آیت اسراء کے نکات

سُبْحٰنَ اللہ تعالےٰ نے آیت اسراء کو لفظ سُبْحٰن سے شروع فرمایا۔ جو تعجب کے مقام استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ واقعۂ معراج بھی ایک عجیب واقعہ تھا۔ جو انسانی عقل سے بالاتر تھا۔ اسی لئے کفار نے انکار کیا۔ تو سبحٰن فرما کر اشارہ فرمایا کہ واقعہ معراج ایک عجیب واقعہ ہے۔ مگر اس ذات نے کروایا جو سبحان ہے۔ عجز وعیب سے پاک ہے۔ اس کے ہاں یہ کوئی مشکل نہیں۔ وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ تو منکر انکار کیوں کرتے ہیں۔ دوسرے سبحٰن کا کلمہ اس لئے فرمایا کہ کفار نے واقعہ معراج سن کر حبیب خدا کو جھوٹا اور کاذب کہا۔

marfat.com

اللہ تعالےٰ نے کفار کو جواب دیا کہ میری ذات پاک ہے کہ میں کاذب اور جھوٹا رسول بناؤں۔ لہٰذا میرا رسول سچا ہے۔ جھوٹے ہو تو تم ہو۔

اَلَّذِیْٓ اَسْرٰی یہاں اَلَّذِیْٓ اَسْرٰی موصول وصلہ ذکر کیا اور نام اپنا ذکر نہ کیا۔ اس لئے کہ اس سیر کا فاعل فقط اللہ تعالےٰ ہی ہو سکتا ہے۔ یعنی معراج میں نے اپنے حبیب کو کرایا ہے۔ اب جو معراج پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ مجھ خدا پر کرتا ہے۔

بِعَبْدِہٖ اللہ تعالےٰ نے کلمہ بعبدہٖ فرما کر واضح فرما دیا کہ آپ کا معراج شریف جسمانی تھا نہ کہ روحانی۔ کیونکہ عبد کا اطلاق روح مع الجسم پر ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث محاورات عرب میں جب بھی حیات ظاہری میں کسی پر لفظ عبد اطلاق کیا گیا ہے۔ اس سے مراد روح مع الجسد مراد ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا ۲۵پ	اے موسیٰ (علیہ السلام) میرے بندوں کو رات میں لے جاؤ۔

نیز اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی۔	کیا تو نے دیکھا اسکو جو عبد مقدس (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو روکتا ہے۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

یہاں بھی عبد سے مراد روح مع الجسم مراد ہے۔ کیونکہ نماز پڑھنا روح معہ الجسم کا کام ہے۔ نیز اللہ تعالےٰ ایک مقام پر فرماتا ہے۔

لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ	جب کھڑا ہوا اللہ کا عبد پاک (حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے۔ اس آیت میں لفظ عبد کا اطلاق جسم و روح کے مجموعہ پر ہے۔

marfat.com

بس اسی طرح اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ میں بھی روح مع الجسم مراد ہے۔ ثابت ہوا کہ آپ کا معراج جسمانی تھا۔

بِعَبْدِہٖ کی وضاحت

اللہ تعالیٰ نے اپنے عبد حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اضافت اپنی طرف کی تاکہ تصریح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب عام عباد کی طرح عبد نہیں ہیں اور ہم بندوں جیسے نہیں ہیں۔ جیسا کہ ابنائے زمان کہتے ہیں۔ یعنی کامل عابد باقی عبادان جیسے نہیں ہیں۔ علامہ اقبال نے اسی مضمون کو اپنے شعر میں ادا کیا ہے ؎

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر
ما سراپا انتظار ایں منتظر

وہابیہ کا لفظ عبد پر اعتراض

وہابیہ اس مقام پر لفظ عبد کی آڑ میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت سے انکار کرتے ہیں کہ دیکھو حضور صلے اللہ علیہ وسلم عبد یعنی بشر ہیں۔ نور نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعبدہٖ فرمایا ہے اور بنورہٖ نہیں فرمایا۔ اگر نور ہوتے تو بِعَبْدِہٖ نہ فرماتے۔ مگر وہابیہ کا یہ اعتراض ان کی کج فہمی پر مبنی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ عبدیت و نورانیت میں کوئی تضاد نہیں تاکہ ایک کے اثبات سے دوسرے کی نفی ہو جائے۔ بلکہ عبد بھی ہوتا ہے اور نور بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ۔ بلکہ وہ فرشتے عزت والے بندے ہیں۔ یہاں ملائکہ پر جو بالاتفاق نور ہیں لفظ عباد کا اطلاق کیا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ بِعَبْدِہٖ کے کہنے سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی نفی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ بِعَبْدِہٖ سے رسول و نبی کی نفی نہیں ہوتی ہے۔

بِعَبْدِہٖ کے فرمانے کی حکمت

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا۔ رسول یا نبی وغیرہ نہ فرمایا۔ اسکی ایک حکمت یہ تھی کہ جب آپ خالق سے مخلوق کی طرف تشریف لائے۔ تو آپ کو رسول و نبی فرمایا گیا۔ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مگر یہاں

marfat.com

مخلوق سے خالق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں لہٰذا آج شان رسالت کے اظہار کا وقت نہیں ہے بلکہ اظہار عبدیت کا وقت ہے۔ اسی لئے بعبدہٖ فرمایا گیا۔
دوسری حکمت یہ تھی کہ حضرت مسیح کلمۃ اللہ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا تو ان کے ماننے والوں نے آپ کو خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تو فقط آسمانوں تک ہی نہیں بلکہ فوق العرش تشریف لے گئے۔ ہوسکتا تھا کہ آپ کو لوگ خود خدا یا اس کا بیٹا کہہ دیتے تو اللہ تعالےٰ نے حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرمایا۔ اور بعبدہٖ فرمایا تاکہ کوئی آپ کو خدا کا بیٹا نہ کہے۔

لَیْلًا اسراء رات ہی کی سیر کو کہتے ہیں۔ پھر لیلاً کا ذکر تاکید کے لئے ہے۔ منصوب بنا بر ظرفیت ہے۔ لیلاً کو نکرہ ذکر فرما کر تصریح فرمادی کہ معراج شریف ساری رات میں نہیں ہوئی۔ بلکہ رات کے بہت تھوڑے حصّہ میں ہوئی۔ یہاں تک کہ بعض نے فرمایا تین ساعتیں تھیں۔ بعض نے کہا چار مگر امام سبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سیر پر فقط ایک لحظہ خرچ ہوا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ قصیر زمانہ کو طویل کردے اور طویل کو قصیر کردے۔ (سیرت حلبی صہ ۴۱۳)

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد حرام مکہ معظمہ کی وہ عزت والی مسجد ہے جس کے وسط میں بیت اللہ شریف واقع ہے۔ مگر مسجد سے مراد مکہ معظمہ ہے نہ خود مسجد شریف کیونکہ معراج ہانی کے گھر سے ہوا۔ جو حرم شریف میں ہے۔ (حاشیہ جلالین صہ ۲۲۸)

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی بیت المقدس کی مشہور مسجد ہے جو انبیاء سابقین کا قبلہ تھی۔ اقصےٰ کے معنی دور کے ہیں۔ اس مسجد کو بھی اقصےٰ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بھی مکہ معظمہ سے بہت دور ہے۔ چنانچہ وہ مسجد حرام سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے۔

اعتراض:۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

marfat.com

وسلم کا سیر فقط مسجد اقصےٰ تک ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک نے مسجد اقصےٰ کو اس سیر کی غایت بیان کی ہے۔ اگر آسمانوں تک سیر ہوتی تو مسجد اقصےٰ کو غایت اس سفر کی نہ بنایا جاتا۔

جواب:۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ سیر مسجد اقصےٰ سے آسمانوں اور ان کے اوپر تک بھی تھی۔ مگر مسجد اقصےٰ کے ذکر کی تخصیص کی حکمت یہ ہے کہ کفار مکہ نے مسجد اقصےٰ دیکھی ہوئی تھی۔ اور اس کے متعلق معلومات رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے واقعہ معراج کے انکار کے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی علامتیں دریافت کیں۔ اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی علامتیں ٹھیک ٹھیک بتا دیں جن کو سن کر انہیں اپنے دل میں قائل ہونا پڑا کہ واقعی آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ مسجد اقصیٰ تک جانے میں جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا سچا ہونا ثابت ہو گیا تو آسمانوں کی معراج بھی سچی ثابت ہو گئی۔ اس لئے کہ جس طرح آسمان پر جانا محال ہے۔ بالکل اسی طرح رات کے تھوڑے سے حصے میں مکہ معظمہ سے مسجد اقصےٰ جا کر واپس آ جانا بھی محال ہے۔ جب مسجد اقصےٰ تک جانا اور آنا محال نہ رہا تو آسمان پر جا کر واپس آنا آپ کے لئے کیسے محال ہو سکتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ اگرچہ ایک اعتبار سے مسجد اقصےٰ کا ذکر بطور غایت و انتہا کے مگر ایک دوسرے اعتبار سے مبدء بھی ہے کیونکہ آگے آ رہا ہے۔ لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا۔ تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں اور وہ نشانیاں فقط مسجد اقصےٰ میں منحصر نہیں بلکہ آسمانوں میں ہیں۔ لہٰذا اس اعتبار سے مسجد اقصےٰ مبدء ان نشانیوں کا ہے۔ آسمانوں اور اس کے اوپر کی نشانیاں غایت ہیں لہٰذا آسمانوں تک کی سیر اسی آیت سے ثابت ہے۔

(مدارج حصہ اول ص۱۶۱)

اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ

وہ مسجد جس کے گرد اگرد ہم نے برکت رکھی ہے۔ یہ مسجد اقصےٰ کی مدح ہے۔

اس سے خود مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اولیٰ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ جب اس کے

اردگرد برکت ہے تو خود اس میں بھی برکت ہوگی۔ وہاں دو قسم کی برکتیں ہیں۔ ایک دُنیوی دینوی برکت تو یہ ہے۔ پھل پھول بکثرت ہیں اور نہریں بھی بہت ہیں جن سے آب پاشی ہوتی ہے۔ اور دینوی برکتیں یہ ہیں کہ وہ مہبط وحی ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء کا قبلہ رہا ہے۔ ابتداء میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی قبلہ تھا بعد میں منسوخ ہوگیا۔ مدفن انبیاء علیہم السلام ہے۔ معلوم ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا کوئی پیارا مدفون ہو تو وہ مقام برکت والا ہوتا ہے۔ وہاں جانا برکت کے مقام پر جانا ہوتا ہے

لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا تاکہ دکھائیں ہم ان کو اپنی نشانیاں۔ یعنی ہم نے اپنے پیارے کو اپنی قدرت کے عجائبات دکھائیں۔ یہ سیر کی حکمت بیان کی۔ کہ یہ سیر اس لئے نہیں کہ سوائے تفریح طبع کے کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ آپ کو اپنی قدرت کے عجائبات دکھانے مقصود ہیں۔ وہ آسمانوں کا دکھانا۔ ملائکہ کا دکھانا۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ بیت المعمور جنت و دوزخ وغیرہ کا دکھانا ہے۔ گویا اس آیت میں اسراء اور معراج دونوں کا بیان ہے۔

لفظ من سے مغالطہ کا ازالہ اللہ تعالیٰ کے اس قول من اٰیٰتنا میں لفظ من سے بعض لوگوں کو یہ مغالطہ لگتا ہے کہ من تبعیضیہ ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سردار دو جہاں صاحب معراج شب اسراء کے دولہا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بعض نشانیاں دکھائیں اور بعض نہیں دکھائیں اس مغالطہ کا ازالہ یہ ہے کہ نشانیاں مختلف قسم کی تھیں بعض کا تعلق سننے سمجھنے اور چکھنے سے تھا۔ جیسے صریف اقلام کا سننا اور دودھ کا چکھنا وغیرہ۔ اگر من تبعیضیہ ہو تو اس کی وجہ سے کل نشانیوں کا بعض مراد ہوں گی۔ اور ظاہر ہے کہ جو نشانیاں دیکھنے کے قابل ہیں وہ کل نشانیوں کا بعض ہی ہیں۔ لہٰذا اس آیت کا معنیٰ یہ ہوگا کہ کل نشانیوں میں سے جو نشانیاں دیکھنے کے قابل تھیں وہ ہم نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھانے کیلئے آسمانوں پر بلند فرمایا۔ اس صورت میں بعض آیات سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی ثابت نہ ہوئی۔ الحمد للہ رب العالمین علی ذلک۔

marfat.com

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ — بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے

ضمیر غائب کا مرجع مفسرین کے دو قول ہیں۔ اول یہ کہ مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہو۔ دوسرا یہ کہ مرجع حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ (تفسیر صادی جز دوم صـ۲۸۲)

اگر مرجع ضمیر کا اللہ تعالیٰ کی ذات ہو تو ماقبل یعنی معراج کی دلیل ہو گی کہ میں چونکہ اپنے محبوب کے اقوال کو سننے والا اور آپ کے افعال کو دیکھنے والا ہوں آپ کے یہ اقوال وافعال مجھے ایسے پسند ہیں کہ میں نے اپنے محبوب کو معراج کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ یا اگر مرجع ضمیر کا اللہ تعالیٰ ہو اور یہ تکذیبن معراج کے لئے ایک وعید ہو کہ ہم اے منکرین تمہاری تکذیب وانکار کو دیکھتے اور سنتے ہیں اور ہم تمہیں خوب سزادیں گے۔ یا مرجع ضمیر کا اللہ تعالیٰ ہو اور سمیع بمعنی مُسْمِع یعنی سنانے والا اور بصیر بمعنی مُبْصِر دکھانے والا ہو تو یہ معنی ہونگے۔ بے شک اللہ تعالیٰ آج شب معراج اپنے حبیب کو اپنی کلام سنانے والا ہے۔ اور اپنی قدرت کے آیات دکھانے والا ہے۔ اگر مرجع ضمیر کا محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہوں تو معنی یہ ہوں گے کہ بے شک وہ حبیب پاک اللہ تعالیٰ کا کلام سننے والا ہے۔ پہلے وہ کلام بذریعہ وحی سنتا تھا۔ آج بلاواسطہ جبرئیل علیہ السلام سن رہا ہے۔ اور وہ حبیب خدا آج اپنے خدا تعالیٰ کے جمال پاک کو بلا حجاب دیکھ رہا ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے۔ حبیب خدا کی۔ کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام خود دیکھنے کی درخواست فرمائیں اور لَنْ تَرَانِی کا جواب سن کر دیدار الٰہی سے محروم ہو جائیں۔ اور حبیب خدا کو بغیر درخواست کے مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی میں بلا کر اپنے جمال پاک کی زیارت سے مشرف فرمایا جائے۔ الحمد للہ علٰی ذٰلِکَ۔

marfat.com

تیئیسواں وعظ

حضور علیہ السلام کا ام ہانی رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر سے تشریف لاکر براق پر سوار ہونا۔

منقول ہے کہ سردار کائنات مفخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر بستر استراحت پر آرام فرما ہوئے۔ چشم اقدس خواب میں دل مولیٰ کی یاد میں زبان امت کے ذکر میں مشغول تھی کہ احکم الحاکمین کا حکم جبرائیل علیہ السلام کو پہنچا۔ کہ اے جبرئیل آج کی رات طاعت کو چھوڑ۔ تسبیح وتہلیل کو چھوڑ دو۔ پر طاؤس وزیور فردوسی سے آراستہ ہوجا اور میکائیل کو کہہ دو کہ رزق کی تقسیم موقوف کردے۔ اسرافیل (علیہ السلام) کو کہہ دو کہ صور نہ پھونکے۔ عزرائیل (علیہ السلام) کو کہہ دو کہ اپنا ہاتھ ارواح کے قبضہ کرنے سے روک دے داروغہ بہشت کو حکم سنادو کہ جنت کی آئینہ بندی کردے۔ حوران خلد بریں کو فرما دو کہ آراستہ پیراستہ ہو کر ہاتھوں میں طبق زر وجواہر لے کر غرف جنت میں صف صف بستہ کھڑی ہو جائیں۔ مالک دوزخ کو حکم سنادو کہ دوزخ کے دروازے بند کردے۔ آدم وابراہیم وموسیٰ وعیسےٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام کو خبر کردے کہ وہ اپنی روحوں کو روائح قدس سے معطر ومعنبر کریں۔ پھر ستر ہزار فرشتے اپنے ہمراہ لے کر بہشت میں جاؤ۔ اور وہاں سے ایک براق ساتھ لے کر زمین پر جاؤ۔ اور میرے پیارے حبیب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ آج کی رات آپ کے رب نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ اور اپنا دیدار دکھانے اور کلام سنانے کے لئے اپنے پاس بلایا ہے۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بحسب ارشاد رب جلیل بہشت بریں میں براق لانے کے لئے تشریف لائے۔ دیکھا کہ بہشت میں چالیس ہزار براق چر رہے ہیں اور ہر ایک کی پیشانی پر سردار دوجہان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا ہے ان میں سے ایک براق نہایت غمزدہ سر نیچے ڈالے ہوئے

marfat.com

ایک جانب کھڑا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہا رہا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام اس کے پاس گئے۔ اور اس کے رنج وغم کا سبب دریافت فرمایا۔ براق نے کہا کہ چالیس ہزار سال ہوئے کہ حبیب خدا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنا تھا اس وقت سے آپ کی محبت وعشق میں جل رہا ہوں۔ نہ چرنے کا شوق ہے نہ آرام کو دل چاہتا ہے۔ جب جبرئیل علیہ السلام نے اس براق کو محبت محمدی میں ڈوبا ہوا پایا تو اسی براق کو آپ کی سواری کے لئے تجویز کیا۔

(معارج النبوت ص۱۱۴ حصہ سوم، ملخص از نزہتہ المجالس ص۱۶ حصہ دوم)

جبرئیل علیہ السلام براق کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ کو نیند میں پایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اپنا منہ حضور علیہ السلام کے کفِ پا پر ملا۔ جب جبرئیل علیہ السلام کے منہ کی ٹھنڈک پہنچی۔ تو آپ بیدار ہوئے تو دیکھا۔ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہیں۔ (معارج النبوت ص۱۶)

حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو اٹھا کر مسجد حرام میں لے گئے وہاں آپ کا سینہ مبارک اور شکم اقدس کو شق کیا جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

أَتَانِي فِي الْحَطِيمِ وَرُبَّمَا فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ يَعْنِي مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءٍ إِيمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

میں حطیم میں تھا اور بعض وقت کہا حجر میں۔ اس حال میں کہ میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے پاس آنے والا آیا پس چیرا اس چیز کو جو درمیان اس کے ہے اس تک یعنی گڑھے حلق سے زیر ناف کے بالوں تک۔ پس نکالا دل میرا پھر لایا گیا میرے پاس ایک لگن سونے کا بھرا ہوا ایمان سے۔ پس دھویا گیا پھر بھر گیا علم وایمان سے پھر اپنی جگہ دل لوٹایا گیا۔ اور ایک روایت

marfat.com

وَالمسلم۔ (مشکوٰۃ ص۵۲۶) ہے۔ پھر دھویا گیا پیٹ زمزم کے پانی سے۔ پھر بھرا گیا ایمان اور حکمت سے۔

شق صدرِ مبارک کی حکمت

سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار دفعہ ہوا۔

۱:۔ جب آپ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے۔ اسکی حکمت یہ تھی کہ آپ کے دل سے لہو ولعب و دیگر ناشائستہ حرکات کی محبت نکال دی جائے۔

۲:۔ جب آپ دس سال کے تھے۔ بلوغت سے قبل شق صدر ہوا۔ تاکہ آپ کے دل میں جوانی کے زمانہ میں ایسے کاموں کی رغبت نہ ہو جو رضائے الٰہی کے خلاف ہوں۔

۳:۔ قبل نزول وحی کے سینہ اقدس کو چاک کیا گیا تاکہ دل کو قوت تحمل وحی کی ہو۔

۴:۔ شب معراج میں شق صدر ہوا تاکہ دل کو ایسی قوت قدسیہ حاصل ہو جس سے آسمانوں پر تشریف لے جانے اور عالم سماوات کا مشاہدہ کرتے بالخصوص دیدار جمال الٰہی سے مشرف ہونے میں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آنے پائے۔

(ملخص از تفسیر عزیزی ص۲۲۱ سورۃ الم نشرح)

سونے کا طشت

شق صدر کے وقت سونے کا طشت پیش ہونا اور اس میں دل اقدس کو دھویا جانا آپ کی انتہائی تعظیم ہے اور اشارہ ہے کہ آپ تمام عالم میں مکرم و معظم ہیں۔ باقی یہ اعتراض کہ آپ کی شریعت میں سونے کا استعمال حرام ہے تو اس کے بہت سے جواب ہیں۔

۱:۔ سونے کا استعمال دنیا میں حرام ہے نہ کہ آخرت میں۔ بلکہ آخرت میں مومنوں کے لئے سونے کا استعمال جائز ہے۔ جیسا کہ خود سرور دو جہان صلے اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

فرمایا۔ هُوَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ ۔ یعنی کفار کے لئے سونا دنیا میں ہے اور ہم اسے آخرت میں استعمال کریں گے اور واقعہ معراج بھی عالم آخرت سے ہے

۲:۔ استعمال سونے کا ممنوع ہے۔ اور خود حضور علیہ السلام نے استعمال نہیں کیا تھا بلکہ فرشتوں نے کیا تھا اور فرشتے مکلف نہیں ہیں۔

۳:۔ جس وقت سونے کا استعمال کیا گیا اس وقت میں سونے کا استعمال حرام نہیں تھا کیونکہ سونے کی تحریم مدینہ منورہ میں ہوئی اور قصہ معراج مکہ معظمہ میں ہوا۔ (مدارج النبوت جلد اول ص۱۹۳)

پھر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا۔ جو آپ کے سینے میں بھر دیا گیا۔ تو یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ایمان و حکمت جواہر نورانیہ سے ہیں۔ جو ہر محسوسہ سے نہیں ہیں۔ تا کہ طشت ان سے بھرا ہوا ہے۔ تو اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ غیر جسمانی چیزوں کو جسمانی صورت عطا فرمائے جیسا کہ موت کو قیامت کے روز مینڈھے کی صورت میں متشکل کیا جائے گا۔ اور نیک اعمال کی صورت حسنہ دیکر میزان میں تولا جائے گا۔

ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے ایمان و حکمت کو جسمانی صورت میں متشکل فرما دیا۔ ہوا اور یہ تمثیل حبیب خدا کے لئے رفعت شان کا باعث ہو۔ (مدارج جلد اول ص۱۹۳)

قلب اقدس کا زمزم سے دھویا جانا

آپ کے قلب اقدس کو ماء زمزم سے دھویا جانا کسی آلائش کی وجہ سے نہ تھا۔ کیونکہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سید الطیبین والطاہرین ہیں۔ ایسے طیب و طاہر کہ ولادت باسعادت کے بعد آپ کو غسل نہیں دیا گیا۔ لہٰذا قلب اقدس کا زمزم سے دھویا جانا محض اس حکمت پر مبنی تھا کہ زمزم کے پانی کو وہ شرف بخشا جائے جو کوثر و تسنیم کے پانی کو بھی حاصل نہ ہو۔

براق کا حاضر کیا جانا:۔ شق صدر کے بعد حضرت جبرئیل نے آپ کا دست

marfat.com

اقدس پکڑا اور خانہ کعبہ سے بطحائے مکہ میں لے آئے۔ آپ نے وہاں میکائیل واسرافیل کو مع ستر ہزار فرشتوں کے صف بستہ کھڑے ہوئے۔ ملاحظہ فرمایا۔ جو آپ کے استقبال کیلئے حاضر ہوئے تھے۔ جب ملائکہ کی نظر سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو نہایت ادب وتعظیم سے حضور پر سلام عرض کیا اور رضائے الٰہی اور کراماتہائے ناتناہی کی مبارک باد دی۔ آپ نے بھی ان کو جواب سے مشرف فرمایا۔ پھر ایک سواری پیش کی گئی (معارج النبوت جلد سوم ص۱۱۶) جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثُمَّ اُوْتِيْتُ بِدَآبَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضُ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خُطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ۔ رواہ البخاری والمسلم (مشکوٰۃ ص۵۲۷)

پھر پیش کیا گیا میرے سامنے ایک جانور جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ کا اسکو براق کہا جاتا ہے رکھتا تھا اپنا قدم نزدیک تمام ہونے نگاہ اپنی کے۔ پس مجھے اس پر سوار کیا گیا۔

براق کی وجہ تسمیہ

براق کو براق اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ برق بمعنی بجلی سے مشتق ہے۔ اور یہ بھی تیز رفتاری میں مانند بجلی کے تھا یہ گیا وہ گیا۔ یا برق بمعنی چمکدار سے مشتق ہے اور اس کا رنگ بھی چمکدار تھا۔

براق بھیجنے میں حکمت

شب اسرا میں براق خدمت والا میں بھیجا گیا حالانکہ رب تعالےٰ قادر تھا۔ کہ بغیر براق کے بھی لیجا سکتا تھا۔ اسکی حکمت یہ تھی کہ جب محب محبوب کو بلایا کرتا ہے تو اس کے لئے سواری بھیجتا ہے کیونکہ اس میں محبوب کی تعظیم ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بھی محبوب رب العالمین ہیں۔ لہٰذا جب آپ کو اپنے پاس بلایا تو آپ کی تعظیم کے لئے خدمت اقدس میں سواری بھیجی (مدارج حصہ اول ص۱۹۴)

marfat.com

براق پر سواری

براق خدمت عالی میں حاضر ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے رکاب تھامی ہے۔ اور میکائیل علیہ السلام نے لگام پکڑی ہوئی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ کہ اے حبیب خدا سوار ہو جاؤ۔ اور عالم بالا کی سیر کو چلو۔ کیونکہ تمام ملائکہ ملاءِ اعلیٰ و مقربان عالم انتظار میں ہیں غمگسار امت صلے اللہ علیہ وسلم براق کو دیکھ کر غمزدہ ہو کر سر مبارک نیچے کر دیا۔ اتنے میں حکم الٰہی آیا کہ اے جبرئیل میرے حبیب سے پوچھو۔ سبب توقف کا اور رنج و ملال کا کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا جبرئیل! آج مجھے اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور میری سواری کے لئے براق بھیجا۔ کل قیامت کے روز میری امت قبروں سے اٹھے بھوکی پیاسی ہوگی۔ سر تا پا برہنہ ہوگی گناہوں کا بوجھ سر پر ہوگا۔ پچاس ہزار سال قیامت کا راہ ہے۔ تیس ہزار سال پلصراط کا راہ ہے یہ کسطرح طے کرے گی۔ حکم خدا ہوا کہ اے حبیب اپنے دل سے رنج و غم کو نکال دو میں نے جس طرح آپ کی سواری کے لئے براق بھیجا ہے اسی طرح قیامت کے روز آپ کے ہر امتی کی قبر پر ایک ایک براق بھیجوں گا۔ اور سب کو براق پر سوار کر کے طرفۃ العین میں پچاس ہزار سال راہ قیامت کا طے کرا کے اور پلصراط سے پار لگا دوں گا۔ اور بہشت عنبر سرشت میں داخل فرما دونگا۔ پس حضور نے یہ خبر فرحت اثر سن کر سوار ہونے کا ارادہ فرمایا تو براق نے شوخی شروع کی اور اچھلنا کودنا شروع کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے براق کو کہا

اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِبَكَ اَحَدٌ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا۔

کیا رسول پاک سے ایسا کرتا ہے۔ کوئی تجھ پر سوار نہیں ہوا جو آپ سے عند اللہ زیادہ مکرم ہو۔ پس وہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔

(ترمذی جلد دوم ص۱۴۱)

فائدہ:۔ علمائے اعلام نے فرمایا ہے کہ براق کی یہ شوخی بطور سرکشی نہ

تھی بلکہ بطور ناز و فخر تھی۔ جیساکہ ایک دفعہ آپ کوہ ثبیر پر تشریف لائے تو پہاڑ خوشی سے حرکت کرنے لگا تو آپ نے فرمایا۔ اُثْبُتْ یَا ثُبَیْرُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ۔ تو پہاڑ یہ سن کر ساکن ہوگیا۔ (مدارج جلد اول ص۱۹۴)

ظہور شان حبیب خدا منقول ہے شب معراج حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بطحائے مکہ میں تشریف فرما ہیں۔ آج آپ کی شان کے مکمل ظہور کا وقت ہے۔ کہ اسی ہزار ملائکہ آپ کے داہنی طرف اور اسی ہزار بائیں جانب موجود ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں مشعل نوری و شمع کافوری ہے۔ جن کی روشنی و خوشبو سے تمام بطحائے مکہ روشن و معطر ہو رہا تھا کہ اتنے میں فرمان الٰہی پہنچا۔ اے جبرئیل (علیہ السلام) میرے حبیب کے چہرۂ انور سے جو ستر ہزار پردے (بشریت) کے پڑے ہوئے ہیں ان میں ایک پردہ ہٹادو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے چہرۂ اقدس سے ایک پردہ اٹھایا تو اس سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ تمام مشعلوں اور شمعوں کی روشنی اس نور کے سامنے مضمحل ہوگئی (معارج رکن سوم ص۱۱۸)

فائدہ اس روایت سے وہابیہ کا یہ اعتراض ہوگیا کہ جب حضور نور ہیں تو جب چلتے یا بیٹھتے تو روشنی کیوں نہیں ہوتی۔ جواب واضح ہے کہ واقعی سرکار دو عالم نور ہیں۔ روشنی نہیں ہوتی تو اس لئے کہ آپ پر ستر ہزار پردے ڈالے ہوئے تھے۔ اگر پردے نہ ہوتے تو کس کی آنکھ میں طاقت تھی۔ کہ آپ کے نور اور روشنی کو دیکھ سکتا۔

چوبیسواں وعظ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بطحائے مکہ سے روانگی اور عجائبات کا ملاحظہ فرمانا

سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم دو طابین کر براق پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ کیطرف روانہ

marfat.com

ہوئے۔ آپ کا گذر ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت بکثرت تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے خدمت عالیہ میں عرض کی، یا رسول اللہ سواری سے اتر کر نماز (نفل) پڑھو۔ آپ نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ نے یثرب (مدینہ طیبہ) میں نماز پڑھی ہے۔ یعنی یہ جگہ آپ کی سکونت بنے گی۔
(مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۵، انوار محمدیہ صفحہ ۳۳۴)

پھر آپ کی سواری ایک سفید زمین پر گزری۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حضور! یہاں بھی اتر کر نماز پڑھیں۔ جب آپ نے نماز پڑھ لی تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ نے مدین میں نماز پڑھی ہے۔ وہاں سے چل کر بیت اللحم پر گذر ہوا۔ وہاں بھی جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حبیب خدا اتریئے اور نماز نفل پڑھیئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ (انوار محمدیہ صفحہ ۳۳۴)

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ مقام بزرگ میں نماز (نفل) پڑھنا باعث ثواب ہے اور سنت مصطفےٰ ہے۔ لہٰذا اجمیر میں اور حضرت داتا گنج بخش کی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ وہابیہ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت دے منع کرتے ہیں۔

آپ کی سواری جا رہی تھی کہ راستے میں ایک بوڑھی عورت نظر آئی۔ آپ نے پوچھا۔ یہ کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حضور آپ چلے چلیں۔ آپ چل رہے تھے کہ ایک بوڑھا راستہ میں ملا۔ جو آپ کو بلانے لگا کہ یا رسول اللہ ادھر تشریف لاؤ۔ مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حضور! سفر جاری رکھیں۔

پھر آپ کا گذر ایک ایسی جماعت پر ہوا۔ انہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام عرض کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حضور! ان کو سلام کا جواب دو۔ آپ نے انکو سلام کا جواب دیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ جو

marfat.com

آپ نے بوڑھی عورت دیکھی ہے وہ دنیا ہے۔ اب دنیا کی عمر اتنی باقی رہ گئی ہے۔ جتنی اس بوڑھی عورت کی۔ اگر اس بوڑھی عورت کو جو دنیا تھی جواب دیتے تو آپکی امت دنیا کو آخرت پر اختیار کرتی اور جس نے آواز دے کر آپ کو بلایا تھا وہ ابلیس تھا۔ اگر آپ اسکو جواب دیتے۔ کہ آپ کی امت کو گمراہ کر دیتا۔ اور وہ جماعت جس نے آپ کو سلام کیا ہے وہ حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسٰے علیہم السلام تھے۔
(مدارج جلد اول ص۱۹۵، انوار محمدیہ ص۳۳۴)

ایک روایت میں ہے کہ آپ کا گذر موسیٰ علیہ السلام پر ہوا جو اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالٰے کے سچے رسول ہیں۔ (مدارج جلد اول ص۱۹۵ انوار محمدیہ ص۳۳۴)

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء زندہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ جیسا کہ اہل بہشت بہشت میں اللہ تعالٰے کا ذکر کرتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ مکلف ہوں۔ حضرت علامہ محقق مولانا عبدالحق فرماتے ہیں

چوں انبیاء زندہ اند نزد خدا تعبد میکنند
(مدارج جلد اول ص۱۹۵)

چونکہ انبیاء زندہ ہوتے ہیں نزد خدا اور عبادت کرتے ہیں۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی لکھتے ہیں۔

لَا مَانِعَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يُصَلُّوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ لِاَنَّهُمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ - (انوار محمدیہ ص۳۳۴)

اس میں کوئی منع کی بات نہیں ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں کیونکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ کثیر دلائل موجود ہیں کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ فقیر نے

marfat.com

مواعظ رضویہ حصہ دوم میں بعض دلائل نقل کئے ہیں اور پھر حصہ سوم میں حیات انبیاء علیہم السلام پر ایک مستقل وعظ ہے۔ اسکا مطالعہ کریں اور لطف اٹھائیں۔

مجاہدین کا ملاحظہ فرمانا جب سرور دو جہان صلے اللہ علیہ وسلم اس سے آگے چلے تو آپ کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن کھیتی بوتے ہیں اور اسی دن کاٹ لیتے ہیں۔ جب وہ کاٹتے ہیں پھر وہ کھیتی ایسی ہو جاتی ہے جیسے کاٹنے کے قبل تھی۔ آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ اللہ تعالے کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کی نیکی سات سو گنا سے زیادہ کی جاتی ہے۔ اور یہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالے اسکا نعم البدل عنایت فرماتا ہے اور بہتر رزق دینے والا ہے۔ (انوار محمدیہ صہ ۳۳۵)

تارک صلوٰۃ کا ملاحظہ فرمانا پھر آپ نے ایک ایسی قوم پر گذر فرمایا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں جب وہ کچلے جاتے ہیں تو پھر سابقہ حالت پر ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا جبرئیل! یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز فرض سے روگردانی کرتے ہیں۔ (انوار محمدیہ صہ ۳۳۵)

تارک زکوٰۃ کا دیکھنا پھر آپ کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ ان کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے۔ لپٹے ہوئے ہیں۔ اور وہ مویشیوں کی طرح چررہے ہیں۔ اور کانٹے زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ ان پر اللہ تعالے نے ظلم نہیں کیا۔ اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ) (انوار محمدیہ صہ ۳۳۵)

زانیوں کا دیکھنا:۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی

marfat.com

میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہانڈی میں کچا بدبودار گوشت رکھا ہوا ہے۔ مگر وہ لوگ اس بدبودار کچے گوشت کو کھاتے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے ہیں آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں وہ مرد ہیں۔ جن کے پاس حلال اور طیب بیویاں ہوں اور پھر وہ خبیث اور پلید عورتوں کے پاس آئیں اور ان کے پاس صبح تک رات گذاریں۔ اسی طرح وہ عورتیں ہیں۔ جو اپنے حلال طیب شوہروں کے پاس سے اٹھ کر ناپاک مردوں کے پاس آئیں۔ اور رات کو ان کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔
(انوار محمدیہ ص۳۳۵)

حریص کو دیکھنا

پھر آپ کا گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جس نے ایک بہت بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے۔ کہ وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا۔ مگر وہ اس میں لکڑیاں اور لا لا کر رکھتا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ آپ کی امت میں ایک ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق اور امانتیں ہیں۔ جن کی ادا پر وہ قادر نہیں ہے اور وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہے۔ (انوار محمدیہ ص۳۳۵)

واعظ سوء کو دیکھنا

پھر آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب کٹ جاتے ہیں۔ تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور یہی سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ گمراہی میں ڈالنے والے وعظ ہیں۔ (انوار محمدیہ ص۳۳۵)

پھر آپ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا۔ جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے۔ لیکن نہیں جا سکتا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بری بات منہ سے نکالے پھر اس پر نادم ہوا اور اس بات کو منہ میں واپس کرنا چاہتا ہے مگر

marfat.com

وہ واپس نہیں کر سکتا۔ (انوار محمدیہ صـ۳۳۶)

جنت کی آواز سننا

پھر ایک وادی پر گذرے۔ وہاں ایک ٹھنڈی پاکیزہ ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اے رب جو تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ وہ مجھے دیجئے۔ کیونکہ میرے بالاخانے اور استبراق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا۔ گلاس اور تشتریاں اور دستہ دار کوزے اور مرکب۔ شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے ہیں۔ تو اب میرے وعدے کی چیز (سکان جنت) مجھے دیجئے (تاکہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا۔ تجھے دیا جائے گا۔ ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت اور مومن مرد اور مومنہ عورت اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے۔ اور میرے سوا کسی کو خدا نہ مانے اور مجھ سے ڈرے گا۔ وہ مامون رہیگا۔ اور جو مجھ سے مانگے گا میں اس دوں گا۔ اور جو مجھ کو قرض دے گا۔ میں اسکو جزا دوں گا۔ اور جو مجھ پر توکل کریگا میں اسکو کفایت کروں گا۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بیشک مومن کامیاب ہوئے۔ اور اللہ تعالٰے جو احسن الخالقین ہے بابرکت ہے۔ جنت نے (یہ سن کر) کہا میں راضی ہوں۔ (انوار محمدیہ صـ۳۳۶)

دوزخ کا آواز سننا

پھر آپ کا گذر ایک وادی پر ہوا۔ وہاں ایک وحشت ناک آواز سنی۔ اور بدبو محسوس ہوئی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہتی ہے اے رب میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب کثرت کو پہنچ گئے ہیں اور میری گہرائی بہت دراز ہوگئی ہے۔ اور میری گرمی سخت ہوگئی ہے۔ اور جو مجھ سے تو نے وعدہ کیا ہے وہ مجھے دے۔ اللہ تعالٰے کا ارشاد ہوا۔ ہر مشرک مرد اور ہر مشرک عورت کافر اور کافرہ۔ اور ہر متکبر جو قیامت کے دن کے ساتھ ایمان نہیں

marfat.com

دکھتا وہ تجھ کو دیا جائیگا۔ دوزخ نے کہا میں راضی ہوگئی (انوار محمدیہ صفحہ ۳۳۶)

یہود و نصرانی کا بلانا

آپ نے فرمایا کہ ایک پکارنے والے نے مجھ کو دائیں طرف سے بلایا۔ کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں۔ میں نے اسکی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر ایک اور نے بائیں طرف سے اسی طرح بلایا۔ میں نے اسکو بھی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے ایک عورت دیکھی جو اپنے بازوؤں کو کھولے ہوئے تھی اور اس پر ہر قسم کی آرائش تھی۔ جو خدا تعالےٰ نے بنائی ہے۔ اس نے بھی کہا۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میری طرف نگاہ کیجئے۔ میں آپ سے کچھ دریافت کرونگی۔ آپ نے اسکی طرف التفات نہ فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا۔ کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا۔ اگر آپ اسکو جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہوجاتی۔ اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا۔ اگر آپ اسکو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہوجاتی۔ اور عورت دنیا تھی۔ یعنی اسکو جواب دینے سے یہ اثر ہوتا کہ آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی (انوار محمدیہ ۳۳۶)

حرام کھانے والے ملاحظہ فرمائے

پھر آپ نے بہت سے خوان دیکھے جن پر طیب و پاکیزہ گوشت رکھا ہوا ہے مگر ان پر کوئی شخص نہیں ہے۔ کچھ اور خوان ہیں جن پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے اور بہت سے لوگ وہ گوشت کھا رہے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں۔

سود خواروں کو دیکھا

پھر آپ کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پیٹ اتنے بڑے ہیں۔ جیسے کوٹھڑیاں ہوتی ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ سود خوار ہیں۔

(انوار محمدیہ صفحہ ۳۳۷)

مال یتیم کھانے والے دیکھے

پھر آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ ان کے ہونٹ اتنے بڑے ہیں جیسے اونٹوں کے ہوتے ہیں

آگ کے انگارے نکلتے ہیں۔ اور وہ انگارے ان کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے (انوار محمدیہ ص۳۳۶)

زانی عورتوں کا دیکھنا پھر آپ کا گذر ایسی عورتوں پر ہوا۔ جو پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی ہیں۔ یہ زانی عورتیں تھیں (انوار محمدیہ ص۳۳۶)

چغل خور پھر آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جنکا پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور یہ لوگ چغل خور اور عیب چین تھے۔ (انوار محمدیہ ص۳۳۷)

وہابیہ کا اعتراض منکرین علم غیب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم وہابیہ اس جگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب امور سابقہ میں جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو ان امور کا علم نہ تھا۔

جواب اسکا مختصر جواب یہ ہے کہ سوال ہمیشہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کبھی حکمت کی بناء پر بھی ہوتا ہے جیساکہ اللہ تعالےٰ موسیٰ علیہ السلام سے سوال فرماتا ہے۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى۔ اے موسےٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔ تو کیا رب تعالےٰ جو علام الغیوب ہے۔ اسکو بھی علم نہ تھا۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ان صورتوں میں پوچھنے میں یہ حکمت ظاہر ہے۔ کہ اگر آپ نہ پوچھتے تو ان صور مذکورہ کی وضاحت کیسے ہوتی اور ہم کیسے جانتے کہ وہ کون لوگ تھے۔ جب آپ نے پوچھا۔ جبرئیل نے وضاحت کی تو ہم کو معلوم ہوگیا کہ وہ لوگ زانی تھے یا سود خوار وغیرہ۔ فالحمد للہ رب العلمین

پچیسواں وعظ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس میں پہنچنا

آپ کی سواری بیت المقدس کے قریب پہنچی تو آپ سواری سے نیچے اترے اور سواری کو مسجد کے حلقہ کے ساتھ باندھا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت

ہے کہ حضور اقدس صاحب معراج صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حَتّٰی اَتَیْتُ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ	پس میں بیت المقدس میں تشریف
فَرَبَطْتُہٗ بِالْحَلْقَۃِ الَّتِیْ تَرْبِطُ	لایا اور براق کو اس حلقہ دروازہ مسجد
بِھَا الْاَنْبِیَاءُ۔ رواہ مسلم	سے باندھا۔ کہ باندھتے تھے انبیاء

(مشکوٰۃ ص۵۲۸)

فائدہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود براق کو باندھا۔ مگر مراد اس باندھنے سے حکم باندھنے کا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا۔ اور انہوں نے سواری کو باندھا جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَمَّا انْتَھَیْنَا اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ	جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو
قَالَ جِبْرَئِیْلُ بِاَصْبَعِہٖ فَخَرَقَ	جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے
بِہِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِھَا الْبُرَاقَ	اشارہ کیا اور اس سے براق کو باندھا

(ترمذی ص۱۴۱ جلد دوم)

پھر آپ مسجد میں تشریف لے گئے وہاں آپ کے استقبال کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام حاضر تھے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسےٰ علیہ السلام تک انہوں نے آپ کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کی ثنا کی اور حضور پر درود پاک پڑھا۔ اور سب نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے کا اعتراف کیا۔ پھر آذان دی گئی اور تکبیر کہی گئی۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے صفوف درست کئے اور انتظار کرنے لگے کہ کون امام بنے گا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نے امام الانبیاء حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر سب کا امام بنایا۔ آپ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی (مدارج ص۱۹۵)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے روایت کی کہ حضور نے فرمایا

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَعَرَفْتُ	میں مسجد اقصےٰ میں داخل ہوا۔ تمام انبیاء

النَّبِيِّيْنَ مَا بَيْنَ قَائِمٍ وَّ رَاكِعٍ وَّ سَاجِدٍ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقُمْنَا صُفُوْفًا نَنْتَظِرُ مَنْ يَّؤُمُّنَا فَاَخَذَ بِيَدِيْ جِبْرِئِيْلُ فَقَدَّمَنِيْ فَصَلَّيْتُ بِهِمْ

(انوار محمدیہ ص ۳۴۷)

کو میں نے پہچانا۔ کوئی صاحب قیام میں۔ کوئی رکوع میں۔ کوئی سجدہ میں تھے۔ پھر موذن نے آذان دی۔ پس نماز کی اقامت کہی گئی۔ ہم نے کھڑے ہو کر صفیں تیار کیں۔ اور انتظار کرنے لگے کہ کون ہمارا امام بنیں گا۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آگے کر دیا تو میں نے انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی۔

فائدہ ثابت ہوا کہ محبوب خدا تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار اور امام ہیں۔ اور سب سے افضل ہیں۔ اس معراج میں خدا تعالےٰ کو اپنے حبیب کی شان رفعت دکھانی ہی منظور تھی۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی ثابت ہو چکا ہے۔

انبیاء کرام کا ثنا کرنا اس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام نے نوبت نبوت اپنے اللہ تعالےٰ کی ثنا و حمد بیان کی۔ اور اس کے ضمن میں اپنے خصائص و کمالات ظاہر کئے۔ سب سے پہلے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اتَّخَذَنِيْ خَلِيْلًا وَّ اَعْطَانِيْ مُلْكًا عَظِيْمًا وَّ جَعَلَنِيْ اُمَّةً قَانِتًا يُّؤْتَمُّ بِيْ وَ اَنْقَذَنِيْ مِنَ النَّارِ وَجَعَلَهَا بَرْدًا وَّ سَلَامًا۔

تمام حمد ہیں اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھے مقتدا صاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتدار کیا جاتا ہے اور مجھے نار سے نجات دی اور اسکو مجھ پر ٹھنڈی اور سلامتی

والی بنائی۔

پھر حضرت موسے علیہ السلام نے اپنے رب کی یوں تعریف کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَلَّمَنِیْ تَکْلِیْمًا وَّاصْطَفَانِیْ وَاَنْزَلَ عَلَیَّ التَّوْرَاۃَ وَجَعَلَ ھَلَاکَ فِرْعَوْنَ وَنَجَاۃَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی یَدِیْ وَجَعَلَ مِنْ اُمَّتِیْ قَوْمًا یَھْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ یَعْدِلُوْنَ۔

تمام محامد اس اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے میرے ساتھ کلام فرمایا اور مجھے برگزیدہ کیا۔ اور مجھ پر تورات نازل کی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر کی۔ اور میری امت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ عدل کرتے ہیں

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا وَّعَلَّمَنِیَ الزَّبُوْرَ وَاَلَانَ لِیَ الْحَدِیْدَ وَسَخَّرَ لِیَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ مَعِیْ وَالطَّیْرَ وَاٰتَانِیَ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔

تمام حمدیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھے زبور کا علم دیا۔ اور میرے لئے لوہے کو موم کیا۔ اور میرے لئے پہاڑوں کو تابع کیا۔ جو میرے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور پرندوں کو بھی تابع کیا تسبیح کے لئے اور مجھے حکمت اور صاف تقریر عطا فرمائی۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد کا خطبہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ لِیَ الرِّیَاحَ وَسَخَّرَ لِیَ الشَّیَاطِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مَا شِئْتُ مِنْ مَّحَارِیْبَ

تمام محامد اس اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے ہوائیں تابع کیں۔ اور شیطانوں کو مسخر کیا جو میں چاہتا ہوں

وَتَمَاثِيلَ وَعَلَّمَنِيْ مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاٰتَانِيْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَسَخَّرَ لِيْ جُنُوْدَ الشَّيَاطِيْنِ وَالْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالطَّيْرِ وَاٰتَانِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ وَجَعَلَ مُلْكِيْ مُلْكًا طَيِّبًا لَيْسَ فِيْهِ حِسَابٌ

کرتے ہیں۔ عمارتیں۔ تصویریں (کہ اسوقت جائز تھیں) اور پرندوں کی بولی کا علم دیا۔ اور ہر شئے مجھے دی اور میرے لئے شیطانوں۔ انسانوں۔ جنوں پرندوں کو مسخر کیا۔ اور مجھے ایسا ملک عطا فرمایا۔ جو میرے بعد کسی کے لائق نہیں ہوگا۔ اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت بنائی۔ کہ اس کے متعلق مجھ سے حساب نہ ہوگا۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ثناء کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنِيْ كَلِمَتَهٗ وَجَعَلَنِيْ مِثْلَ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وَعَلَّمَنِيَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَجَعَلَنِيْ اَخْلُقُ اَيْ اُصَوِّرُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَجَعَلَنِيْ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَرَفَعَنِيْ وَطَهَّرَنِيْ وَاَعَاذَنِيْ وَاُمِّيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّيْطَانِ عَلَيْنَا سَبِيْلًا۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھکو اپنا کلمہ بنایا اور مجھکو مشابہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا۔ کہ ان کو مٹی سے بنایا۔ پھر فرمایا کہ ہو جا۔ بس وہ ہو گئے اور مجھے کتاب (لکھنا) حکمت اور تورات اور انجیل کا علم دیا۔ اور مجھے ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندوں کی صورتیں بناتا ہوں۔ پس اس میں مَیں پھونکتا ہوں پس اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا ہے اور مجھکو ایسا بناتا کہ میں مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا۔ اور مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ اور مجھے (آسمانوں پر) بلند کیا۔ اور مجھے اور میری اماں کو شیطان

marfat.com

رجیم سے پناہ دی۔ پس شیطان کا ہم پر کوئی قابو نہیں چلتا تھا

آپ نے فرمایا۔ اب تک تم حضرات نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اب میں اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْہِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْئٍ وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ اُمَّۃً وَّسَطًا وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ ھُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَھُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا۔ (انوار محمدیہ ص۳۳۸ مدارج ص۱۹۷)

تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کیلئے بشیر و نذیر بنایا اور مجھ پر فرقان اتارا جس میں ہر شئے کا واضح بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ (رتبہ میں) اول (وجود میں) آخری بھی ہیں اور میرے سینے کو کھول دیا۔ اور میرے بوجھ کو ہلکا کر دیا۔ اور میرے ذکر کو بلند کیا۔ اور مجھے شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنیوالا بنایا۔ یعنی نبوت مجھ سے شروع اور پھر مجھ پر ختم ہوئی۔

حضور کا سب سے افضل ہونا

جب امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی حمد و ثنا کے بیان سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام انبیاء کی موجوگی میں فیصلہ فرما کر کہا۔ بِھٰذَا فَضَلَکُمْ مُحَمَّدٌ (صلے اللہ علیہ وسلم) یعنی ان کمالات کے سبب سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم سب سے فضیلت لیگئے۔ تمام انبیاء نے سنا اور اسکو تسلیم کیا۔ ثابت ہوا کہ تمام انبیاء کا اجماع

ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔ (مدارج ص۱۹۷، انوار محمدیہ ص۳۳۹)

چھبیسواں وعظ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان اول پر جلوہ فرمانا

قرآن پاک سے بھی آسمانی معراج ثابت ہے اور حدیث پاک سے بھی ثابت ہے۔

اللہ تعالٰے سورہ نجم میں فرماتا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ
صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا
يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا
وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ
الْقُوٰى ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ۚ فَاسْتَوٰى ۙ
وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۚ ثُمَّ دَنَا
فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ
اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا
اَوْحٰى ۚ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا
رَاٰى ۚ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۚ
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۚ عِنْدَ
هَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۚ اِذْ يَغْشَى
السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۙ مَا زَاغَ
الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۚ وَلَقَدْ رَاٰى
مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۚ (پارہ ۲۷)

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا۔ تو اس جلوہ اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا۔ جو دیکھا۔ کیا تم ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس

اسکے پاس جنت الماوٰی ہے۔ جب سدرہ پر چھار ہا تھا۔ جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

ان مبارک آیتوں کی پوری تفصیل تو آگے ذکر کی جائے گی۔ مگر آسمانی معراج تو ثابت ہی ہوتا ہے۔ اب حدیث پاک سے آسمانی معراج کا ثبوت سنئے۔

آسمان دنیا کی طرف عروج

جب آپ بیت المقدس میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات سے فارغ ہوئے تو آپ کے لئے آسمان پر چڑھنے کیلئے ایک سیڑھی سونے کی اور ایک سیڑھی چاندی کی پیش کی گئی جو بڑی خوبصورت تھی۔ آپ بمع جبرئیل علیہ السلام سیڑھی پر چڑھے جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَوُضِعَتْ لَهٗ مِرْقَاةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَمِرْقَاةٌ مِّنْ ذَهَبٍ حَتّٰى عَرَجَ هُوَ وَجِبْرِيْلُ۔
(انوار محمدیہ صفحہ ۳۴۰)

آپ کے لئے ایک سیڑھی چاندی کی اور ایک سیڑھی سونے کی رکھی گئی۔ یہاں تک کہ آپ اور جبرئیل (علیہ السلام) چڑھے۔

کتاب شرف المصطفےٰ میں اسطرح روایت ہے۔

اَنَّهٗ اُتِیَ بِالْمِعْرَاجِ مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ وَاَنَّهٗ مُنَضَّدٌ بِاللُّؤْلُؤِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ مَلَائِكَةٌ وَعَنْ يَّسَارِهٖ مَلَائِكَةٌ (انوار محمدیہ صفحہ ۳۴۰)

بے شک شان یہ ہے کہ آپ کے لئے جنت الفردوس سے ایک سیڑھی لائی گئی جو موتیوں سے جڑی ہوئی تھی۔ اس کے دائیں طرف بھی فرشتے تھے۔ اور بائیں جانب بھی فرشتے تھے۔

سماء دنیا پر پہنچا

سیڑھی پر چڑھتے ہوئے سماء دنیا تک پہنچ گئے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے۔

فَعُرِجَ لِیْ اِلَی السَّمَاۗءِ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَی السَّمَاۗءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ

مجھے آسمان تک چڑھایا گیا۔ جب میں سماء دنیا تک پہنچا تو جبرئیل (علیہ السلام)

marfat.com

لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ فَقَالَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فُتِحَ عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا اِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهٖ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى ۔ رواہ البخاری والمسلم ۔ (مشکوٰۃ ص۵۲۹)

نے آسمان کے خازن کو فرمایا ۔ دروازہ کھولو ۔ اس نے کہا ۔ یہ کون ہے ۔ جبریل (علیہ السلام) نے فرمایا یہ جبریل ہے ۔ خازن نے کہا ۔ تیرے ہمراہ کیا کوئی ہے فرمایا ہاں میرے ہمراہ حضرت محمد رسول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ خازن نے کہا ۔ آپ کو آسمان کی طرف بھیجا گیا ۔ جبریل (علیہ السلام) نے کہا ہاں ۔ جبکہ دروازہ کھولا گیا تو ہم پہلے آسمان پر چڑھے تو دیکھا کہ مرد خدا (آدم علیہ السلام) تشریف فرما ہے ۔ جس کی دائیں طرف کچھ شخص ہیں اور بائیں جانب بھی کچھ شخص ہیں ۔ جب دائیں طرف نظر کرتے ہیں تو خوش ہوتے ۔ جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں ۔ یعنی غمزدہ ہوتے ہیں ۔ اس نے کہا نبی صالح اور ابن صالح کو مرحبا ہو ۔ میں نے جبریل کو کہا یہ کون ہیں ۔ اس نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور اسکی دائیں جانب والے شخص اور بائیں جانب والے اسکی اولاد کی روح ہیں ۔ دائیں جانب والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں ۔ جب دائیں جانب نظر کرتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں ۔

نجدیہ کا اعتراض :۔ جبرائیل علیہ السلام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت

marfat.com

میں آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان پر محافظ فرشتوں نے یہ سوال کیا کہ کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ "جبرئیل" فرشتوں نے کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ پھر فرشتوں نے پوچھا۔ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا۔ مَرْحَبًا بِهٖ اَهْلًا اور دوسری روایت میں ہے۔ نِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ

ان تمام سوالات و جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کو معراج کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لے جانے سے پہلے کچھ علم نہ تھا

جواب:۔ فرشتوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے سے قبل معراج کا علم نہ ہونا حدیث شریف کے خلاف ہے بخاری شریف میں حدیث معراج کے الفاظ موجود ہیں۔

فَیَسْتَبْشِرُ بِهٖ اَهْلُ السَّمَآءِ۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری آسمانوں والے سنتے تھے۔ (بخاری جلد دوم صفحہ ۱۱۲۰)

امام ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔ کَاَنَّهُمْ کَانُوْا عَلِمُوْا اَنَّهٗ سَیُعْرَجُ بِهٖ فَکَانُوْا مُسْتَبْشِرِیْنَ لِذٰلِکَ (فتح الباری جلد سوم صفحہ ۴۱) یعنی فرشتے جانتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنقریب معراج کرائی جائیگی لہٰذا آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے ثابت ہوا کہ فرشتے یہ جانتے تھے کہ آپ کو معراج کرائی جانی ہے۔ باقی رہا فرشتوں کا سوال کرنا لاعلمی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ حکمت کی بناء پر تھا۔ حکمت یہ تھی۔

۱:۔ یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ ہفت سماوات میں عزت و کرامت کے مخصوص دروازے سوائے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے لئے نہیں کھولے جا سکتے خواہ وہ جبرئیل علیہ السلام ہی کیوں نہ ہوں۔

۲:۔ اگر فرشتے یہ نہ پوچھتے کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ تو جبرئیل علیہ السلام نَعَمْ (ہاں) کہہ کر اقرار بھی نہ کرتے۔ جبرئیل علیہ السلام نے جب اس امر کا اقرار کیا کہ ہاں وہ بلائے گئے ہیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اور فضیلت پر دلیل قائم ہوگئی کہ حضور خود نہیں گئے بلکہ آپ کو بلایا گیا ہے۔ اور اپنے آنے میں اور بلائے جانے میں بہت فرق ہے۔ جس کو اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

آدم علیہ السلام زندہ ہیں:۔ اس حدیث میں آپ کا آدم علیہ السلام سے ملاقی ہونا اور

marfat.com

ان کا آپکو مرحبا کہنے کا ذکر ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے خاص جسم پاک کے ساتھ زندہ ہیں۔ جیسا کہ صاحبان جمل نے فرمایا۔

لَقِيَ اٰدَمُ اَيْ بِرُوْحِهٖ وَجَسَدِهٖ مَعًا كَبَقِيَّةِ الْاَنْبِيَآءِ الَّاتِيْ ذِكْرُهُمْ فِي السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ فَاجْتَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ بِاَجْسَادِهِمْ وَاَرْوَاحِهِمْ بَعْدَ اَنِ اجْتَمَعَ بِهِمْ كَذٰلِكَ فِيْ جُمْلَةِ الْاَنْبِيَآءِ فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ۔

(حاشیہ جلالین ص۲۲۹)

آپ آدم علیہ السلام سے ملاقی ہوئے یعنی ان کے روح اور جسم دونوں کے ساتھ جیسا کہ باقی انبیاء کرام کے ساتھ جن کا ذکر ساتوں آسمانوں میں آئے گا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان سب کے ساتھ جمع ہوئے بمع اجسام اور ارواح کے ساتھ۔ بعد اس کے کہ آپ ان کے ساتھ بمع روح و جسم کے ساتھ بیت المقدس میں جمع ہو چکے تھے۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں جو لوگ انکو مردہ خیال کرتے ہیں۔ حقیقت میں ایسے لوگوں کے خود دل مردہ ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

آسمانوں پر جبریل علیہ السلام کا حضرات انبیاء سے تعارف کرانا

حدیث پاک میں ہے کہ آسمانوں میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو جبریل امین علیہ السلام نے تعارف کرایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں وغیرہ۔ تو اس سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ ان سب حضرات کو بیت المقدس میں دیکھ چکے تھے۔ لہذا جبریل علیہ السلام کا تعارف آپ کے عدم التفات کیوجہ سے تھا یا اپنی شان خادمانہ ظاہر کرنے کے لئے۔

آسمان پر امور غریبہ کا دیکھنا

آپ نے آسمان اول پر بہت سے امور غریبہ ملاحظہ فرمائے جن میں سے بعض ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱:۔ آپ نے ایک جماعت فرشتوں کی دیکھی۔ جو صفیں باندھے ہوئے قیام میں
کھڑے تھے۔ اور یہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ
آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کب سے اس عبادت میں مشغول ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام
نے عرض کی کہ جب سے آسمان پیدا ہوا ہے۔ اس وقت سے لیکر قیامت تک اسی
عبادت میں مشغول رہینگے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! اپنے رب
تعالٰے سے درخواست کریں۔ تاکہ اس عبادت کا ثواب آپکی امت کو ملجائے۔ آپ نے درخواست
کی اللہ تعالٰی نے منظور فرمائی۔ اور قیام نماز میں فرض فرمادیا۔ آپنے پوچھا جبرئیل انکی تعداد کتنی ہے
جبرئیل نے عرض کی کہ سوائے خدا کے انکی تعداد کوئی نہیں جانتا۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (معارج رکن ۲ صفحہ ۱۲۴)
۲:۔ آپ نے پہلے آسمان پر ایک فرشتہ دیکھا۔ جو انسانی شکل کا تھا۔ کہ اسکا اوپر کا حصہ آگ
کا حصہ آگ کا تھا اور نصف زیریں برف کا تھا۔ مگر آگ برف کو نہیں پگھلاتی تھی اور برف
آگ کو نہیں بجھاتی تھی اور اسکی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ بَیْنَ الثَّلْجِ وَالنَّارِ اَلِّفْ بَیْنَ
قُلُوْبِ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ۔ آپ نے پوچھا یہ فرشتہ کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے
عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ۔ اللہ تعالٰی نے اس فرشتے کو اپنی کمال قدرت سے پیدا فرماکر بادل
پر مقرر فرمایا ہے جہاں اللہ تعالٰی کا ارادہ معلق ہوتا ہے۔ بارش برساتا ہے۔ اور اس فرشتے
کا نام رعد ہے۔ (معارج صفحہ ۱۲۷)

ستائیسواں وعظ

دوسرے آسمان سے چھٹے تک سیر

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان کی سیر کرکے دوسرے آسمان کی طرف تشریف
لے جاتے ہیں اور وہاں عجائب و غرائب ملاحظہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود
ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الثَّانِیَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ

پھر وہ مجھے چڑھالے گیا۔ یہاں تک کہ ثانی آسمان پر پہنچا۔ دروازے کھولنے

marfat.com

هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ۔ رواہ البخاری والمسلم (مشکوٰۃ ص۵۲۷)

کو کہا۔ محافظ نے کہا کون ہے کہا جبرئیل پوچھا گیا تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ تو فرشتوں نے کہا مرحبا ہو ان کو۔ ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے پس دروازہ کھولا گیا پس جب میں داخل ہوا تو یحییٰ و عیسٰے علیہ السلام ملے اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ اور عیسٰے ہیں آپ ان کو سلام دو۔ میں نے ان کو سلام دیا۔ ان دونوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا خوش آمدید ہو بھائی صالح اور نبی صالح کو۔

آسمان دوم کے عجائبات

آپ نے دوسرے آسمان میں بہت سے عجائب غرائب ملاحظہ فرمائے ان میں ایک یہ بھی امر عجیب تھا کہ آپ نے ملائکہ کی ایک جماعت ملاحظہ فرمائی جو صف باندھے رکوع میں کھڑے تھے اور یہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔ سُبْحَانَ الْوَارِثِ الْوَاسِعِ سُبْحَانَ الَّذِيْ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ سُبْحَانَ الْعَظِيْمِ الْعَلِيْمِ۔ یہ فرشتے تواضع و خشوع سے اس طرح رکوع میں جھکے ہوئے تھے کہ وقت پیدائش سے آجتک اپنا سر اوپر نہیں اٹھایا تھا اور آسمان سوم کو نہیں دیکھا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو انکی یہ عبادت پسند آئی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے آپکو امت پر نماز میں رکوع فرض فرمادیا۔ (معارج رکن سوم ص۱۲۷)

تیسرے آسمان کی سیر

پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم آسمان سوم کیطرف

تشریف لے جاتے ہیں وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کرتے ہیں۔
حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ صَعِدَ بِی اِلَی السَّمَآءِ الثَّالِثَۃِ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ ھٰذَا قَالَ جِبْرِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِہٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا یُوْسُفُ قَالَ ھٰذَا یُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ رواہ البخاری والمسلم۔ (مشکوٰۃ ص ۵۲۷)

پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے۔ اسکا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے۔ انہوں نے کہا جبریل۔ دریافت کیا گیا۔ تمہارے ساتھ کون ہے۔ کہا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا۔ ان کو بلایا گیا ہے۔ کہا ہاں۔ اسکے جواب میں کہا گیا۔ ان کو خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے۔ پس دروازہ کھولا گیا۔ پھر جب میں داخل ہوا تو یوسف علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہیں۔ ان کو سلام کرو پس میں نے انکو سلام دیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا خوش آمدید ہو۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فِی السَّمَآءِ الثَّالِثَۃِ فَاِذَا اَنَا بِیُوْسُفَ اِذَا ھُوَ قَدْ اُعْطِیَ شَطْرَ الْحُسْنِ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۲۸)

تیسرے آسمان میں مجھے یوسف علیہ السلام ملے۔ ان کو نصف حسن عطا کیا گیا ہے

شطر حسن کی تشریح

شطر کا معنی نصف ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے نصف حسن حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا

اور باقی نصف دیگر انسانوں کو عنایت فرمایا۔ مگر یہ حسن جو دیا گیا۔ یہ آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ السلام کے ماسوا حسن ہے۔ جو یوسف علیہ السلام اور دیگر انسانوں کو دیا گیا کیونکہ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اور آپ سب سے زیادہ حسین ہیں۔ صاحب قصیدہ بردہ شریف فرماتے ہیں۔

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٖ	آپ کا جوہر حسن منقسم نہیں ہے۔

(سیرۃ حلبی صـ۳۲۶)

حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

مَا بَعَثَ نَبِيًّا اِلَّا حُسْنَ الْوَجْهِ	اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں
حُسْنَ الصَّوْتِ وَكَانَ نَبِيُّكُمْ	فرمایا مگر سب سے زیادہ خوبصورت
اَحْسَنَهُمْ وَجْهًا اَحْسَنَهُمْ	اور زیادہ خوش آواز۔ اور تمہارے
صَوْتًا رواہ الترمذی صـ۲۳	نبی سب سے زیادہ خوبصورت اور
شمائل ترمذی (سیرۃ حلبی صـ۳۲۶)	خوش آواز ہیں۔

ثابت ہوا کہ فخر دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوسف علیہ السلام و دیگر انبیائے عظام سے خوبصورت تھے۔

تیرے آسمان پر آپ نے بہت سے فرشتے دیکھے۔ جو صفیں باندھے سجدہ میں تھے۔ اور یہ تسبیح پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْعَلِيْمِ الَّذِیْ لَا مَفَرَّ وَلَا مَلْجَاءَ اِلَّا اِلَيْهِ سُبْحَانَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی۔ آپکو یہ عبادت پسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے نماز میں اور سجدے فرض کر دیئے۔ (معارج صـ۱۲۸)

چوتھے آسمان کی سیر

پھر آپ چوتھے آسمان پر تشریف لے جاتے ہیں اور حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات فرماتے ہیں۔ سرکار دو عالم خود فرماتے ہیں

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ	پھر مجھے جبریل علیہ السلام چوتھے آسمان
الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا	پر لیکر پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا
قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ	کون ہے۔ کہا جبریل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ

marfat.com

قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ رواہ بخاری و مسلم (مشکوۃ ص۵۲۷)

ساتھ کون ہے۔ کہا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا۔ ان کو بلایا گیا ہے۔ کہا۔ ہاں۔ دربان نے کہا ان کو خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے دروازہ کھولا پس میں داخل ہوا تو ادریس علیہ السلام موجود تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ یہ ادریس ہیں ان کو سلام دو میں نے ان کو سلام کہا۔ اور انہوں نے جواب دے کر کہا خوش آمدید ہو۔ بھائی صالح اور نبی صالح۔

فائدہ یہ حضرت ادریس علیہ السلام وہی ہیں جو جنت میں اسوقت بھی زندہ ہیں اور انہی کے بارے میں اللہ کا یہ ارشاد ہے۔ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ یعنی ہم انکو زندگی ہی میں مکان بلند (جنت میں) اٹھالیا۔ شب معراج چوتھے آسمان پر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے تشریف لائے تھے۔ (سیرۃ حلبی ص۴۲۷)

آخری قعود فرض ہے آپ نے آسمان چہارم پر ایک جماعت ملائکہ کی ملاحظہ فرمائی۔ جو تشہد کی حالت میں بیٹھے ہوئے یہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔ سُبْحَانَ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ سُبْحَانَ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ آپ کو فرشتوں کی یہ عبادت پسند آئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر آخری قعود فرض فرما دیا۔ (معارج رکن سوم ص۱۳۰)

پانچویں آسمان کی سیر جب آپ چوتھے آسمان کی سیر سے فارغ ہوئے تو پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ خود صاحب معراج صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

marfat.com

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الْخَامِسَۃَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ قَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ۔ رواہ البخاری والمسلم (مشکوٰۃ ص۵۲۶)

پھر مجھے جبریل علیہ السلام ساتھ لے کر اوپر چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے۔ دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے۔ کہا جبریل ہوں۔ پوچھا گیا تیرے ہمراہ کون ہے کہا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ کہا ہاں دربان نے کہا خوش آمدید ان کو۔ ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک۔ دروازہ کھولا گیا۔ پس جب میں داخل ہوا تو حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام دیجئے۔ میں نے انکو سلام دیا انہوں سلام دے کر کہا خوش آمدید ہو بھائی صالح اور نبی صالح کو۔

چھٹے آسمان کی سیر

جب آپ نے پانچویں آسمان کی سیر سے فراغت پائی تو چھٹے آسمان کی طرف پرواز فرمائی۔ اور وہاں حضرت سیدنا موسٰے علیہ السلام کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ جیسا کہ حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ السَّادِسَۃَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ

پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر چڑھا لے گئے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں۔ پوچھا گیا تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا حضرت محمد مصطفٰے صلے

marfat.com

فَنِعْمَ الْمَجِیُٔ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا مُوْسٰی قَالَ ھٰذَا مُوْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَکٰی قِیْلَ لَہٗ مَا یُبْکِیْکَ قَالَ اَبْکِیْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِہٖ اَکْثَرُ مِمَّنْ یَدْخُلُھَا مِنْ اُمَّتِیْ۔ (مشکوٰۃ ص۵۲۷)

اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ کہا ہاں۔ دربان نے کہا خوش آمدید ہو ان کو۔ پس انکا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے۔ پھر جب میں داخل ہوا تو موسےٰ علیہ السلام موجود تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسےٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام دیجئے پس میں نے انکو سلام دیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا خوش آمدید ہو۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو۔ جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں (اسلئے) روتا ہوں کہ میرے بعد ایک (مقدس) لڑکا مبعوث کیا گیا۔ جسکی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

موسیٰ علیہ السلام کا رونا

موسےٰ علیہ السلام کا رونا معاذ اللہ کسی حسد کی بنا پر نہ تھا۔ کیونکہ اس، عالم میں تو حسد ہر مومن کے دل سے نکالا جائیگا۔ چہ جائیکہ ایک نبی ہو وہ بھی اولوالعزم نبی حضرت موسےٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یہاں حسد کا کیا شائبہ ہے بلکہ اپنی امت پر تاسف وتحسر کرتے ہوئے یہ گریہ فرمایا۔ (مدارج جلد اول ص۱۹۷)

حضور کو غلام کہا

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے آپ کو غلام یعنی نوجوان کہا کہ آپ کے اتباع تھوڑی مدت میں کہ اسوقت تک آپ شیخوخت تک ابھی نہ پہنچیں گے کہ اتنی کثرت سے ہو جائینگے کہ دوسروں کے سن شیخوخت تک بھی اتباع نہیں ہوئے۔ یا آپ کی ہمت مردانہ کے اعتبار سے آپ کو نوجوان کہا۔

marfat.com

اٹھائیسواں وعظ

ساتویں آسمان کی سیر

شہنشاہِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سواری ساتویں آسمان کی طرف گئی۔ اس میں پہنچ کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ آپ کا ارشاد ہے۔

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَةِ
فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ مَنْ هٰذَا
قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ بُعِثَ
اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ
فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ
فَاِذَا اِبْرَاهِیْمُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ
اِبْرَاهِیْمُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ
عَلَیْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا
بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ
رواہ البخاری والمسلم۔
(مشکوٰۃ شریف ص۵۲۷)

پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان کی طرف چڑھا لے گئے۔ دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے۔ کہا۔ جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے۔ کہا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ کہا ہاں۔ دربان فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے۔ پس جب میں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے جبریل علیہ السلام نے کہا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے باپ ہیں۔ ان کو سلام دیجیے۔ پس میں نے انکو سلام دیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا خوش آمدید ہو۔ بیٹے صالح اور نبی صالح کو۔

ایک روایت میں ہے

فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِیْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَی
الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ یَدْخُلُهٗ

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس حال میں ملا کہ انہوں نے اپنی پشت بیت

كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ شریف ص۵۲۸)

المعمور کے ساتھ لگا رکھی تھی۔ اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ جو پھر نہیں لوٹتے۔ یعنی اور نئے فرشتے آتے ہیں۔ ان کی پھر باری نہیں آتی۔

بیت المعمور

بیت المعمور آسمانوں پر ایک مسجد کا نام ہے۔ خانہ کعبہ کے عین مقابل ہے۔ بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے گرد گرے کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو بیت المعمور آپ کے لئے عبادت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور آپ کے انتقال کے بعد واپس آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ ملائکہ کے لئے یہ بمنزلہ کعبہ شریف کے ہے اسکا طواف کرتے ہیں اور اس میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ ہر روز ستر ہزار فرشتے اسکی زیارت کیلئے آتے ہیں دوبارہ انکو موقع نہیں ملتا۔ (مدارج جلد اول ص۱۹۹)

نہر الحیواۃ

روایت ہے کہ چوتھے آسمان پر ایک نہر ہے۔ جسکو نہر الحیوات کہتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام ہر روز سحری کے وقت اس میں غوطہ لگاتے ہیں۔ جب باہر آکر اپنے پر جھاڑتے ہیں تو ستر ہزار قطرہ جدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جو بیت المعمور میں نماز پڑھتے ہیں۔ پھر اس میں واپس نہیں آتے (مدارج جلد اول ص۳، سیرۃ حلبی ص۴۲۹)

حضرت علامہ محقق علی الاطلاق مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روایت میں ہے کہ آسمانوں پر فرشتے ہیں کہ جب وہ تسبیح پڑھتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ ہر تسبیح پر ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اور صلحائے امت کی تسبیحات اور تہلیلات سے بھی فرشتے پیدا ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ (مدارج النبوت جلد اوّل ص۲۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام

حضرت خلیل الرحمٰن سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خدمت مصطفےٰ علیہ السلام میں عرض کی کہ اپنی امت کو

marfat.com

میرا سلام پہنچا کر یہ پیغام دیدینا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے اور زمین بڑی وسیع ہے۔ اس میں کثرت سے درخت لگائیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بہشت میں درخت کیسے لگائیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور ایک روایت ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (سیرت حلبی ص ۴۳۹، نزہتہ المجالس ص ۱۱۵ جلد دوم)

ساتویں آسمان پر نیکوں اور بدوں کا دیکھنا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک جماعت دیکھی جو سفید چہرہ اور خوش رنگ تھی۔ اور دوسری جماعت دیکھی جن کے رنگ سیاہ تھے۔ پس یہ جماعت آئی اور ایک نہر میں غسل کیا تو ان سے کچھ تاریکی اور سیاہی دور ہوگئی۔ پھر دوسری نہر میں انہوں نے غسل کیا۔ تو سب سیاہی چل گئی۔ اور سفید رنگ ہوگئے۔ جیسے کہ وہ پہلی جماعت سفید رنگ تھی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ سفید رنگ اور سیاہ رنگ کون ہیں۔ اور یہ مرد خدا کون بیٹھا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ مرد آپ کا باپ ہے اور یہ سفید رنگ والی جماعت وہ ہے جس نے اپنے نفس کو ئی ظلم نہیں کیا یہ سیاہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک عملوں کے ساتھ برے اعمال بھی خلط کئے پھر انہوں نے توبہ کی اور حق تعالےٰ نے ان پر رحمت کی۔ اور پہلی نہر رحمت تھی اور دوسری نہر نعمت اور نہر وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا۔ مدارج جلد اول ص ۲۰۱، انوار محمدیہ ص ۳۴۴)

حوض کوثر

سردار دو جہان صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان پر ایک نہر ملاحظہ فرمائی جو یاقوت اور زمرد کے سنگریزوں پر جاری تھی اور اسکے برتن سونے۔ چاندی، یاقوت اور موتی اور زبرجد کے تھے۔ اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ آپ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا یہ کیا ہے، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یہ حوض کوثر ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے حضور کو عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ

marfat.com

الکوثر ۔ (مدارج جلد اول ص ۱۹۹، انوار محمدیہ ص ۳۴۴)

ایک جسم کا آن واحد میں متعدد جگہ حاضر ہونا

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم موسٰے علیہ السلام کے مزار اقدس سے گزرے تو وہ اپنی قبر انور میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر مسجد اقصٰے میں سب انبیاء کرام علیہم السلام موجود تھے اور انہوں نے امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔ پھر جب آپ آسمانوں پر پہنچے تو ساتوں آسمانوں پر مخصوص انبیاء کرام کو موجود پایا۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ کہ انبیاء کرام زندہ ہیں دوسرے یہ کہ انبیاء کرام آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں۔ یہ صرف کاتب الحروف فقیر نور محمد غفرلہ ہی فقط نہیں کہتا بلکہ عارف ربانی امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ آپ کی عبارت حسب ذیل ہے۔ جس میں فوائد معراج بیان کئے گئے ہیں۔

وَمِنْهَا شُهُوْدُ الْجِسْمِ الْوَاحِدِ فِيْ مَكَانَيْنِ فِيْ اٰنٍ وَاحِدٍ كَمَا رَاٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ فِيْ اَشْخَاصِ بَنِيْ اٰدَمَ السُّعَدَاءِ حِيْنَ اجْتَمَعَ بِهٖ فِي السَّمَاءِ الْاُوْلٰى كَمَا مَرَّ وَكَذٰلِكَ اٰدَمُ وَمُوْسٰى وَغَيْرُهُمَا فَاِنَّهُمْ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فِي الْاَرْضِ حَالَ كَوْنِهِمْ سَاكِنِيْنَ فِي السَّمَاءِ فَاِنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ اٰدَمَ رَاَيْتُ مُوْسٰى رَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَطْلَقَ وَمَا قَالَ رَاَيْتُ رُوْحَ اٰدَمَ وَلَا رُوْحَ مُوْسٰى فَرَاجِعْ

فوائد معراج سے ایک فائدہ یہ ہے کہ جسم واحد ایک آن میں دو مکانوں میں حاضر ہو سکتا ہے جیسا کہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو نیک بخت بنی آدم کے اشخاص میں دیکھا۔ جبکہ پہلے آسمان میں انکے ساتھ جمع ہوئے جیسا کہ گذر چکا ہے۔ اور اسی طرح آدم اور موسٰی اور ان کے غیر کو دیکھا بیشک وہ حضرات زمین میں اپنی قبروں میں بھی تھے جبکہ وہ آسمانوں میں تشریف رکھتے تھے کیونکہ آپ نے فرمایا۔ میں نے آدم

marfat.com

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُوْسیٰ فِی السَّمَاءِ وَھُوَ بِعَیْنِہٖ فِیْ قَبْرِہٖ فِی الْاَرْضِ قَائِمًا یُصَلِّیْ کَمَا وَرَدَ فَیَا مَنْ یَقُوْلُ اِنَّ الْجِسْمَ الْوَاحِدَ لَا یَکُوْنُ فِیْ مَکَانَیْنِ کَیْفَ یَکُوْنُ اِیْمَانُکَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ۔

(الیواقیت والجواہر جلد دوم ص۳۶)

کو دیکھا میں نے موسیٰ کو دیکھا۔ جس نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور مطلق فرمایا اور یہ نہیں فرمایا کہ میں نے آدم اور موسیٰ کی روح کو دیکھا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو آسمانوں میں دوبارہ دیکھا۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام بعینہٖ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ تو اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ جسم واحد دو مکانوں میں نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث معراج کے ساتھ تیرا ایمان کس طرح ہوگا۔

فائدہ حضرات عرفاء اور اولیاء و علماء کے نزدیک یہ مسئلہ مسلمات سے ہے کہ انبیاء اور اولیاء بیک وقت متعدد مقامات میں حاضر ہوتے ہیں مگر زمانہ حال کے وہابی خیال کے لوگ اسکا سخت انکار کرتے ہیں یہ ان کی کور باطنی کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت فرمائے آمین

نویسندہ:۔ قاضی اقبال حسین خوشنویس بمقام مرد کے تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ

marfat.com

مواعظ رضویہ

(حصہ سوم)

انتیسواں وعظ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سدرۃ المنتہیٰ اور جنت میں تشریف لیجانا

ملنے کا پتہ

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ

لائلپور

marfat.com

انتیسواں وعظ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سدرۃ المنتہیٰ اور جنت میں تشریف لے جانا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان سے پرواز کر کے سدرۃ المنتہیٰ میں پہنچے۔ اور عجائبات کا ملاحظہ فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی فَاِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرٍ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى رواه البخاري والمسلم۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۲۷)

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک چڑھایا گیا۔ تو اس کے (بیری) کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اسکے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

اس سدرہ (بیری) کے پتے اتنے بڑے تھے کہ ساری مخلوقات ایک پتے کے سائے میں بیٹھ سکتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اسکا ایک ہی پتہ ظاہر ہو تو ساری کائنات کو ڈھانک سکتا ہے۔ (سیرت حلبی جلد اول صفحہ ۴۴۰)

سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ سدرہ بیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ اور اس کو منتہیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ تمام ملائکہ جب نیچے سے جاتے ہیں تو اس سدرہ پر ٹھہر جاتے ہیں۔ سدرہ ان کا منتہیٰ ہے۔ کسی نے بھی سدرہ سے تجاوز نہیں کیا۔ مگر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ اس سے بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۸) نیز خلق کے اعمال زمین سے سدرہ تک پہنچتے ہیں۔ پھر وہاں سے بقدرت الٰہی اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو احکام اوپر سے آتے

marfat.com

ہیں۔ پہلے وہ سدرہ پر نزول کرتے ہیں پھر وہاں سے عالم دنیا میں لائے جاتے ہیں۔ اسی واسطے اسکا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

اِلَیْھَا یَنْتَھِیْ مَا یُعْرَجُ بِہٖ مِنَ الْاَرْضِ فَیُقْبَضُ مِنْھَا وَاِلَیْھَا یَنْتَھِیْ مَا یُھْبَطُ بِہٖ مِنْ فَوْقِھَا فَیُقْبَضُ مِنْھَا رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف ص۵۲۹)

سدرہ کی طرف ختم ہوتے ہیں۔ جو (اعمال) زمین سے چڑھائے جاتے ہیں پھر اس سے ان کو پکڑا جاتا ہے اور اسی کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔ جو (احکام) اوپر سے اتارے جاتے ہیں۔ پھر ان کو اس سے پکڑا جاتا ہے۔

سدرہ کا حسن منظر

سدرہ ایک خوش منظر درخت ہے جسے انوار الٰہی اور ملائکہ نے گھیر رکھا ہے۔ اس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی (پارہ ۲۷) جس وقت ڈھانکا رکھا تھا سدرہ کو اس چیز نے کہ ڈھانکا تھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اسکے ہر پتے پر فرشتہ کھڑا ہے جو تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔ (مظاہر حق صفحہ ۴۹۲) ان فرشتوں کے ارد گرد پرندے اڑتے رہتے ہیں جو سونے کے پروانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ یا اسکو انوار الٰہی نے گھیر رکھا ہے۔ (تفسیر حسینی ص۴۹۲)

نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سدرہ کو سنہری رنگ کے فرشتوں نے گھیرا ہوا تھا جو ٹڈی کی شکل کے تھے۔ ہر فرشتے کے پاس لطائف کے بیشمار طبق تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گذرے تو ان فرشتوں نے وہ طبق آپ پر نچھاور کرکے (نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۱۱۷) الغرض کوئی اس کی وصف نہیں بیان کر سکتا ہے۔

چار نہریں ملاحظہ فرمائیں

آپ نے سدرہ کی جڑ سے چار نہریں نکلتی ملاحظہ فرمائیں جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاِذَا اَرْبَعَۃُ اَنْھَارٍ نَھْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَھْرَانِ ظَاھِرَانِ قُلْتُ مَا ھٰذَانِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَھْرَانِ

پس وہاں چار نہریں تھیں۔ دو پوشیدہ اور دو ظاہر میں نے پوچھا اے جبریل یہ نہریں کیسی ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ان میں جو پوشیدہ

فِی الْجَنَّۃِ وَاَمَّا الظَّاھِرَانِ فَالنِّیْلُ وَالْفُرَاتُ رواہ بخاری و مسلم۔ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں۔ اور جو ظاہر ہیں وہ نیل و فرات ہیں۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۷)

نہروں کی تشریح

جو دو نہریں جنت میں ہیں وہ کوثر اور دوسری نہر رحمت ہے جب گنہگار دوزخ سے جلے ہوئے سیاہ ہوئے ہوئے باہر نکالے جائیں گے تو اس نہر میں غسل کریں گے تو اسی وقت تر و تازہ ہو کر جنت میں داخل ہونگے۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۹) اور نیل سے مراد نیل مصر اور فرات سے مراد کوفہ کی فرات نہر ہے۔ اسی حدیث کے حکم کے مطابق وہ سدرہ کی جڑ سے نکلتی ہوں اور قدرت خدا سے زمین پر پڑتی ہوں اور جاری ہوتی ہوں۔ (مظاہر حق جلد چہارم صفحہ ۴۸۲)

سدرہ پر جبریل علیہ السلام کا رک جانا

جب آپ مقام سدرۃ المنتہٰی کے عجائبات کے ملاحظ فرما چکے اور اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھے تو حضرت جبریل علیہ السلام رک گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے جبریل۔ یہ مقام جدا ہونے کا نہیں ہے۔ ایسے مقام پر دوست دوست کو اکیلا اور تنہا نہیں چھوڑا کرتے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اگر ایک انگلی کی مقدار بھی اوپر جاتا ہوں تو جلتا ہوں۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی کا ترجمہ کر کے کہا ہے۔

بدو گفت سالار بیت الحرام	کہ اے حامل وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی	عنانم ز صحبت چرا تافتی!
بگفتا فراتر مجالم نماند	بماندم کہ نیروے بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم	فروغ تجلی بسوزد پرم

جبریل علیہ السلام کی حاجت

جب حضرت جبریل علیہ السلام نے آگے جانے سے معذرت پیش کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَا جِبْرِیْلُ ھَلْ لَکَ حَاجَۃٌ اِلٰی رَبِّکَ۔ اے جبریل اگر کوئی حاجت ہو اپنے رب کی طرف تو پیش کر دو۔ میں اُسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کردوں گا جبریل علیہ السلام

marfat.com

نے عرض کی یارسول اللہ! میری ایک حاجت ہے کہ قیامت کے روز مجھے اجازت ہو کہ میں اپنا بازو پلصراط پر بچھا دوں۔ تاکہ آپ کی امت آرام سے پل صراط عبور کر جائے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۹۸۔ انوار محمدیہ صفحہ ۳۴۶۔ سیرت حلبی صفحہ ۴۴۴۔ نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ ۱۲۱)

فائدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمانا کہ کوئی حاجت ہو تو پیش کرو۔ اس میں یہ حکمت فہم ناقص میں آتی ہے کہ حضور کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالنا چاہا تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ اے پیارے خلیل! اگر کوئی حاجت ہو تو فرمایئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا تمہاری طرف کوئی حاجت نہیں۔ فرما کر صاف انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج جبریل علیہ السلام سے ان کی حاجت دریافت فرما کر اپنے جدِ کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جبریل علیہ السلام کے اس احسان کا بدلہ اتار دیا۔ یہی مضمون نزہتہ المجالس سے سمجھا جاتا ہے۔ (نزہتہ المجالس جلد دوم ص۱۲۱)

قلموں کا آواز سننا آپ اسکے بعد اوپر پہنچے۔ اور مقام مستوی میں پہنچے۔ وہاں قلموں کے چلنے کا آوازہ سماع فرمایا۔ صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔

ثُمَّ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًی اَسْمَعُ فِیْهِ صَرِیْفَ الْاَقْلَامِ رَوَاہُ البخاری والمسلم (مشکوٰۃ ص۵۲۹)

پھر اوپر لے جایا گیا مجھ کو یہانتک کہ چڑھا میں ایک بلند مقام پر۔ سنتا تھا میں اس میں قلموں کے لکھنے کی آواز۔

قلموں کے لکھنے کی تشریح اللہ تعالٰی کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو تقدیریں اور قضائے الٰہی لکھتے ہیں اور لوح محفوظ سے احکام الٰہی نقل کرتے ہیں۔ تقدیر و قضا اگرچہ قدیم ہے مگر ان کی کتابت حادث ہے۔ یہ فرشتے جس کتاب میں لکھتے ہیں اسکو صحف ملائکہ کہتے ہیں اور اس میں محو و اثبات ممکن ہے۔ جیساکہ ارشاد باری تعالٰی ہے۔ یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ (مدارج جلد اول ص۱۷۰)

marfat.com

جنت و دوزخ کا ملاحظہ کرنا

پھر آپ نے جنت کا ملاحظہ فرمایا جو مظہر رحمت الٰہی ہے۔ اس کے دروازے کشادہ تھے۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِیْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ رواہ والمسلم (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۹)

پھر مجھے بہشت میں داخل کیا گیا جس میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی مشک تھی یعنی خوشبو اس کی مثل مشک کے تھی۔ یا حقیقت میں مشک و کستوری ہے۔ اور بہت خوشبودار ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جنت کی خوشبو کی لپٹ پانچسو سال کی راہ کی مسافت پر پہنچتی ہے (مظاہر جلد ۴ صفحہ ۴۹۱)

بیہقی کی حدیث میں مذکور ہے کہ جنت کی سیر کے بعد دوزخ میرے سامنے پیش کی گئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا۔ اگر اس میں پتھر اور لوہا بھی ڈال دیا جائے تو اسکو بھی کھا لے۔ اسکے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پر رہا اور آپ اپنی جگہ پر رہے۔ درمیان سے حجاب اٹھا کر آپ کو دکھلایا گیا۔ (نشر الطیب صفحہ ۵۳ اور سیرۃ حلبی صفحہ ۴۴۸)

تیسواں وعظ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش عظیم پر تشریف لیجانا

حضور کی عرش الٰہی پر جلوہ گری

اس میں اختلاف ہے کہ جب آپ بیت المقدس سے آسمانوں پر جلوہ گر ہوئے تو براق پر تشریف رکھتے تھے یا براق کو وہاں چھوڑ دیا تھا۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۴) بعض فرماتے ہیں کہ آپ براق پر سوار ہو کر آسمانوں میں تشریف لے گئے ہیں۔ پھر عارف ربانی امام شعرانی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ براق سدرۃ المنتہیٰ تک آئی اور جہاں جبرئیل علیہ السلام

marfat.com

رک گئے تھے۔ وہاں براق بھی رک گئی تھی۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۳۴) تاریخ حبیب اللہ میں بھی لکھا ہے کہ جب جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے وہاں سے براق کو آپ نے چھوڑ دیا (تواریخ حبیب الہ صفحہ ۲۷) القصہ براق کے رک جانے کے بعد آپ کی خدمت میں رفرف جو سبز رنگ کا بچھونا تھا اور تخت رواں کی طرح چلتا تھا جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہو کر عرش بریں پر پہنچے۔ جیسا کہ سرکار فرماتے ہیں۔

ثُمَّ دُلِّیَ لِیْ رَفْرَفٌ اَخْضَرُ تَغْلِبُ خُضْرَتُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ فَالْتَمَعَ بَصَرِیْ وَوُضِعْتُ عَلٰی ذٰلِكَ الرَّفْرَفِ ثُمَّ احْتُمِلْتُ حَتّٰی وَصَلْتُ اِلَی الْعَرْشِ فَاَبْصَرْتُ اَمْرًا عَظِیْمًا لَا تَنَالُهُ الْاَلْسُنُ۔ (انوار محمدیہ صفحہ ۳۴۰، مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۳۔ نزہۃ المجالس صفحہ ۱۲۲)

پھر میرے لئے رفرف سبز رنگ کی بچھائی گئی کہ اسکا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا جس سے میری آنکھیں روشن ہو گئیں اور مجھے اس رفرف پر رکھا گیا پھر مجھے اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچ گیا۔ پس میں نے ایک ایسا امر عظیم تھا۔ جس کی وصف زبانیں نہیں کر سکتیں۔

اس روایت کو مولوی اشرف علی دیوبندی نے بھی نشر الطیب کے صفحہ ۵۵ پر نقل کیا ہے۔

عرش پر علم ماکان و مایکون کا حاصل ہونا

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر جلوہ گر ہوئے تو ایک قطرہ آپ کے حلق اقدس میں گرایا گیا۔ جس کے فیض سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان اور ومایکون کا حاصل ہو گیا۔ فاضل اجل حسین بن علی کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر حسینی میں بحر الحقائق کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

در بحر الحقائق میفرماید کہ آں علم ماکان و ما سیکون است کہ حق سبحانہ در شب اسرٰی بداں حضرت عطا فرمودہ چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ در زیر عرش بودم قطرہ در حلق ریختند فَعَلِمْتُ بِهَا مَا كَانَ

بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ علم ماکان وما یکون تھا کہ اللہ تعالے نے شب معراج آنحضرت کو عطا فرمایا تھا۔ جیسا کہ حدیث معراج میں ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں گرایا گیا تو میں ماکان اور مایکون جان گیا پس جاد، یا بس

وَمَا سَیَکُوْنُ۔ پس دانستم آنچہ بود و آنچہ خواہد۔ (تفسیر حسینی صفحہ ۱۲) میں نے جو کچھ ہوا اور جو ہوگا۔

ایک اور حدیث میں حضور علیہ السلام خود ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ دُلِّیَ لِیْ قَطْرَۃٌ مِّنَ الْعَرْشِ فَوَقَعَتْ عَلٰی لِسَانِیْ فَمَا ذَاقَ الذَّائِقُوْنَ شَیْئًا قَطُّ اَحْلٰی مِنْھَا فَاَنْبَأَنِیَ اللّٰہُ بِھَا نَبَأَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَنَوَّرَ قَلْبِیْ۔ (نزہتہ المجالس صفحہ ۱۲۲۔ انوار محمدیہ صفحہ ۳۴۔ مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۲)

پھر ایک قطرہ عرش سے گرایا گیا۔ وہ میری زبان پر گرا۔ پس چکھنے والوں نے کبھی بھی اس سے زیادہ میٹھی چیز نہیں چکھی۔ پس اللہ تعالٰے نے اسکے سبب سے مجھے اولین وآخرین کی خبریں بتادیں اور میرا قلب روشن فرمادیا۔

وہابیوں کی خیانت

مولوی اشرف علی نے نشر الطیب میں اس روایت کو جس میں رفرف پر سوار ہو کر عرش پر پہنچنے کا بیان بیان ہے۔ بیان کی مگر قطرہ کا حلق اقدس میں گرائے جانے کا بیان جس میں علم ماکان وما یکون کا بیان ہے ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ اس کے عقیدے کے مخالف تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ بڑے خائن ہیں۔

تاریخ حبیب اللہ

صاحب تاریخ حبیب اللہ لکھتے ہیں کہ جب براق کو آپ نے چھوڑا وہاں رفرف سبز آیا کہ روشنی اسکی آفتاب کی روشنی پر غالب تھی۔ اس پر آپ کو بٹھایا۔ وہ آپ کو کرسی وغیرہ سب مکانات آسمانی اور حجب نورانی طے کرا کے عرش تک لے گیا۔ (تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۲۷)

امام شعرانی

عالم ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالٰی نے اپنے استواء علی العرش کو اپنی مدح کا موجب قرار دیا اسی طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پرے جاکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان کا اظہار فرمایا۔ فرماتے ہیں حَیْثُ کَانَ الْعَرْشُ اَعْلٰی مَقَامٍ یَّنْتَھِیْ اِلَیْهِ مَنْ اُسْرِیَ بِہٖ مِنَ الرُّسُلِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ وَھٰذَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ

اِلٰى سُرَاۤءٍ كَانَ بِجِسْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ ۔ (الیواقیت والجواھر جلد دوم ص ۳۷)

مردانِ خدا کی نظریں عرش پر پڑتی ہیں

جس عرش عظیم پر حبیبِ خدا کے قدم پہنچے وہاں اولیاءِ کرام کی نظریں پہنچتی ہیں ۔ عالمِ ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاءِ عظام اور ان کے سچے تابعدار (اولیاء) اتنے بڑے عرش کو ایسا دیکھتے ہیں جیسے کہ ہوا میں اڑتا ہوا ایک ذرہ ہوتا ہے ۔ آگے لکھتے ہیں کہ حضرت سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مردِ خدا وہ نہیں جس کی نظر جنت و دوزخ اور آسمان اور عرش پر پہنچے بلکہ مردِ خدا وہ ہے جس کی نظر عرش و جنت سے آگے بڑھ جائے ۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۳۶ جلد دوم)

اکتیسواں وعظ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ قدس میں پہنچنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفرف پر سوار ہو کر عرش اعظم سے آگے تشریف لے گئے ۔ ایک مقام پر پہنچے تو رفرف بھی غائب ہو گیا اور آپ کے ہمراہ کوئی نہ رہا ۔ آپ کو انوار نے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا ۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۳۵) آپ نے ستر ہزار حجاب طے فرمائے ۔ ان میں ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا ۔ ہر ایک حجاب کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ تھی ۔ آپ بالکل تنہا جا رہے تھے کہ آپ کو وحشت طاری ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک پکارنے والے نے ابو بکر کے لہجہ میں پکارا قِفْ يَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّيْ ۔ یا رسول اللہ ٹھہریئے ۔ آپ کا رب نماز پڑھتا ہے ۔ میں نے سوچا کہ کیا ابو بکر مجھ پر سبقت کر گئے ہیں ۔ اور میرا رب نماز پڑھنے سے بے نیاز ہے ۔ اس وقت میری وحشت دور ہو گئی ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اُدْنُ يَا اَحْمَدُ اُدْنُ يَا مُحَمَّدُ ۔ پس مجھے میرے پروردگار نے اپنے پاس اتنا نزدیک کیا جیسا کہ فرمایا ہے

marfat.com

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے اپنے رب تعالےٰ سے اور زیادہ قریب ہوئے تو اللہ تعالےٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دو کمانوں کی مقدار یا اس سے زیادہ قریب ہوگیا۔ اس صورت میں دَنٰی اور فَتَدَلّٰی کی ضمیروں کا مرجع سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے۔ یا دَنٰی فَتَدَلّٰی کا مرجع اللہ سبحانہٗ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ قریب ہوا۔ پھر زیادہ قریب ہوا یہانتک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ سے دو کمانوں کی مقدار یا اس سے زیادہ قریب ہوگئے۔ یہ دونوں احتمال سیرت حلبی میں مذکور ہیں۔ اسکے علاوہ بخاری شریف میں بھی ان ضمائر کا مرجع اللہ تعالےٰ بیان کیا گیا ہے۔ بخاری شریف کی عبارت یہ ہے۔ وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰی۔ (بخاری جلد دوم صفحہ ۱۱۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور امام حسن بصری۔ محمد بن کعب۔ جعفر بن محمد وغیرہم بھی یہ قرب اللہ اور اسکے حبیب میں فرماتے ہیں۔ (نووی شرح مسلم صفحہ ۹۷) القصہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ خدا میں پہنچے تو فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے رب نے سوال کیا تو میں جواب نہ دے سکا تو اللہ تعالےٰ نے اپنا دستِ قدرت بلا تشبیہ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی تو مجھے اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا اور مجھے علم کے کئی انواع سے سرفراز فرمایا۔ ایک نوع علم کا ایسا تھا جسکے پوشیدہ رکھنے کا حکم تھا کیونکہ اس کی برداشت کی قوت میرے سوا کوئی نہیں رکھ سکتا تھا۔ ایک نوع علم میں مجھے اختیار دیا۔ جسے چاہوں بتلاؤں۔ جسے چاہوں نہ بتلاؤں۔ ایک نوع علم کا ایسا تھا جس کے متعلق حکم تھا کہ اسے خاص و عام میں تبلیغ کیا جائے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ خدا میں عرض کیا۔ مولا! تیری بارگاہ میں پہنچنے سے قبل مجھے وحشت طاری ہوئی تھی تب میں نے ایک منادی کو سنا جو ابوبکر کے لہجہ میں کہہ رہا تھا۔ قِفْ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ۔ تو مجھے تعجب لاحق ہوا کہ کیا اس مقام میں مجھ سے پہلے ابوبکر پہنچ گیا ہے۔ اور میرا رب نماز سے بے نیاز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نماز پڑھنے سے بے نیاز ہوں۔ میں تو کہتا ہوں سُبْحَانِیْ سُبْحَانِیْ

marfat.com

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ۔ یارسول اللہ اس آیت کو پڑھیئے۔ هُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ہ

پس میری صلاۃ رحمت ہے تجھ پر اور تیری امت پر۔ باقی آپ کو ابوبکر کا آواز جو سنایا گیا ہے یہ اس لئے تھا کہ تو اپنے دوست کا آواز سنکر مانوس ہو جائے۔ اسی طرح جب میں نے تیرے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی تو ان پر ہیبت طاری ہو گئی تو میں نے ان سے پوچھا وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی۔ تو ان کو ذکر عصا سے انس حاصل ہوا تو اسی طرح یا رسول اللہ میں نے چاہا کہ تجھے اپنے یار کی آواز سے انس حاصل ہو کیونکہ تجھے اور ابوبکر کو ایک ہی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور ابوبکر دنیا اور آخرت میں تیرے انیس و یار ہیں۔ پس میں نے ایک فرشتہ ابوبکر کی صورت پر پیدا کیا کہ وہ ابوبکر کے لہجہ میں ندا کرے اور آپ سے وحشت زائل ہو جائے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جبریل کی حاجت کیا تھی۔ میں نے کہا۔ مولا! تو بہتر جانتا ہے۔ فرمایا یا رسول اللہ میں نے جبریل کی حاجت قبول کی لیکن ان لوگوں کے حق میں جو تجھے اور تیرے صحابہ کو دوست رکھے۔ (نزہتہ المجالس صفحہ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ انوار محمدیہ صفحہ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۳۔ سیرۃ حلبی جلد اول صفحہ ۲۴۴)

قاب قوسین کی حکمت

قاب مقدار کو کہتے ہیں اور قوس کا معنی کمان ہے مگر اسکی پوری حقیقت کا علم تو اللہ تعالےٰ اور اسکے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ لیکن بعض عرفاء اس کی کئی حکمتیں بیان کی ہیں۔ فقیر صرف دو حکمتوں پر اکتفاء کرتا ہے۔

حکمت اوّل

عرب شریف میں دستور تھا کہ جب سردار آپس میں معاہدہ کرتے تھے اور آپس میں عقد محبت استوار کرتے تو ہر ایک اپنی کمان کو دوسرے کی کمان سے ملا کر تیر پھینکتے۔ جو اس بات کی دلیل ہوتا تھا کہ ان دونوں میں ایسی یگانگت و اتفاق ہے کہ ایک کی ناراضگی دوسرے کی ناراضگی ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہے۔ پس اس آیت میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعا لےٰ

اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ دوستی ہے کہ حبیب کے بارگاہ کا مقبول اللہ تعالٰے کا مقبول اور حبیب کی بارگاہ کا مردود اللہ تعالٰے کے ہاں مردود۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ یعنی رسول پاک کا مطیع اللہ تعالٰے کا مطیع ہے۔ نیز فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ۔ یعنی رسول پاک سے بیعت کرنے والا اللہ تعالٰے سے بیعت کرنے والا ہے۔ (معارج حصہ سوم صفحہ ۱۴۹ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۳۵۸ ۔ کمالین حاشیہ جلالین صفحہ ۴۳۷)

حکمتِ دوم

عرب شریف میں یہ بھی دستور تھا کہ جب دو قبیلوں میں نزاع و جنگ برپا ہوتا تو اس نزاع کو دور کرنے کے لئے ایسا کرتے کہ ایک قبیلہ کا سردار اپنی کمان کا چلہ کھول کر دوسرے قبیلہ کے سردار کی کمان پر باندھ دیتا۔ اسی طرح دوسرا سردار اپنی کمان سے چلہ کھول کر دوسرے سردار کی کمان پر باندھتا پھر وہ ان کمانوں کو اپنے اپنے گھروں میں لٹکا دیتے تھے۔ تو جب تک وہ کمانیں ان کے گھروں میں لٹکی رہتیں۔ تو دونوں قبیلوں میں امن وامان رہتا۔ اسی طرح اللہ تعالٰے فرماتا ہے یارسول اللہ تیرے پاس کمان شفاعت ہے اور میرے پاس کمانِ رحمت تو میری کمانِ رحمت کا چلہ اپنی کمانِ شفاعت پر باندھ دے۔ اور میں تیری کمانِ شفاعت کا چلہ اپنی کمانِ رحمت پر باندھ دیتا ہوں۔ اور دونوں کمانوں کو ساقِ عرش پر لٹکا دیتا ہوں۔ تاکہ جب تک عرش باقی رہے گا تو تیرے اور میرے درمیان صلح و محبت باقی رہے گی اور تیری امت امن وامان میں رہے گی۔ (معارج حصہ سوم صفحہ ۱۴۹)

حبیب پاک کا صفاتِ باری سے متصف ہونا

عالم ربانی حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معراج کی حکمتیں بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

اَنَّهٗ اِذَا مَرَّ عَلٰی حَضَرَاتِ الْاَسْمَآءِ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسماء الٰہیہ
الْاِلٰهِیَّةِ صَارَ مُتَخَلِّقًا بِصِفَاتِهَا فَاِذَا	کی بارگاہوں سے گذرے تو ان اسماء کی
مَرَّ عَلَی الرَّحِیْمِ کَانَ رَحِیْمًا اَوْ عَلٰی	صفات کیساتھ متصف ہوتے گئے جب

الْغَفُوْرِ كَانَ غَفُوْرًا اَوْعَلَى الْكَرِيْمِ كَانَ كَرِيْمًا اَوْ عَلَى الْحَلِيْمِ كَانَ حَلِيْمًا اَوْ عَلَى الشَّكُوْرِ كَانَ شَكُوْرًا اَوْ عَلَى الْجَوَادِ كَانَ جَوَادًا وَهٰكَذَا فَمَا يَرْجِعُ مِنْ ذٰلِكَ الْمِعْرَاجِ اِلَّا هُوَ فِيْ غَايَتِهِ الْكَمَالِ ۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۳۶)

رحیم پر گزرے تو رحیم ہو گئے۔ کریم پر گزرے تو کریم ہو گئے۔ حلیم پر گذرے تو حلیم ہو گئے شکور پر گزرے تو شکور ہو گئے۔ جواد پر گذرے تو جواد ہو گئے۔ اسی طرح دیگر اسماء الٰہیہ کی بارگاہوں سے گزرتے گئے توان کی صفات سے متصف ہوتے گئے معراج سے واپس نہیں تشریف لائے مگر انتہائے کمال میں۔ یعنی پورے کامل ہو کر آئے ۔

بتیسواں وعظ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار جمال باری تعالےٰ سے مشرف ہونا

امکان رؤیتہ باری تعالےٰ

اس میں اختلاف ہے کہ رؤیتہ باری تعالےٰ ممکن ہے یا ممتنع ہے۔ فلاسفہ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ رؤیتہ باری تعالےٰ ممتنع ہے۔ اور اہلسنت کہتے ہیں کہ رؤیتہ باری تعالےٰ ممکن ہے۔ فلاسفہ اور معتزلہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ کسی شئے کی رویت کی یہ شرطیں ہیں کہ وہ شئے رائی کے مقابل جہت میں ہو۔ اور مکان میں ہو۔ زمان میں ہو۔ مگر اللہ تعالےٰ جہت اور مکان وزمان سے پاک ہے۔ لہذا اسکی رؤیتہ ممتنع ہے۔ اسکا جواب یہ ہے۔ واقعی ان شرائط کا پایا جانا عادتاً ضروری ہے۔ عقلاً ضروری نہیں۔ یعنی عادت اسی طرح جاری ہے۔ کہ جہت مقابلہ وزمان ومکان کے بغیر کوئی چیز دیکھی نہیں جاتی۔ لیکن اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر ہے کہ خرق عادت کے طور پر ان شرائط کے بغیر بھی رؤیتہ کو واقع کر دے۔ اور معراج کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی رؤیت خرق عادت کے

marfat.com

طریقے پر ہوتی۔ لہذا کوئی اعتراض وارد نہ ہوا۔

دوسری دلیل امتناع کی یہ ہے کہ اگر رؤیتہ باری تعالےٰ ممکن ہوتی توجب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ تو اللہ تعالےٰ لَنْ تَرَانِیْ کے ساتھ جواب نہ دیتا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ آیتہ سے رؤیتہ باری تعالےٰ کا امتناع ثابت نہیں۔ بلکہ اسی آیت سے امکان رؤیتہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ سوال اس بات کی دلیل ہے کہ آپ رؤیتہ باری تعالےٰ کے امکان کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالےٰ کا دیکھنا محال ہوتا تو یہ اعتقاد ضلالت و گمراہی قرار پاتا۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالےٰ کے حق میں محال ہو اسکو ممکن ماننا ضلالت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کلیم اللہ ہیں۔ اولوالعزم رسول ہیں کسطرح گمراہی کا اعتقاد رکھ سکتے ہیں۔ اسی لئے عارف ربانی امام شعرانی لکھتے ہیں۔

دَلِیْلُ جَوَازِھَا فِی الْیَقْظَةِ ھُوَ اَنَّ مُوْسٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ طَلَبَھَا حَیْثُ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ وَھُوَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا یَجْھَلُ مَا یَجُوْزُ وَیَمْتَنِعُ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۱۱۹ جلد اول)

بیداری میں رؤیتہ باری تعالےٰ کی امکان کی دلیل یہ ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس رؤیتہ کا سوال کیا جب کہ عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ حالانکہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جاہل نہ تھے اس چیز سے جو جائز اور ممتنع ہو اللہ تعالےٰ پر۔

اسی طرح قاضی عیاض مالکی رحمتہ اللہ علیہ کتاب شفاء میں لکھتے ہیں۔

وَالدَّلِیْلُ عَلٰی جَوَازِھَا فِی الدُّنْیَا سُؤَالُ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ لَھَا وَمُحَالٌ اَنْ یَّجْھَلَ نَبِیٌّ مَا یَجُوْزُ عَلَی اللّٰهِ وَمَا لَا یَجُوْزُ عَلَیْهِ بَلْ لَمْ یَسْأَلْ اِلَّا جَائِزًا۔ (شفاء شریف جلد اول صفحہ ۱۲۱)

دنیا میں رؤیتہ باری تعالےٰ کے جواز کی دلیل موسیٰ علیہ السلام کا رؤیتہ کے لئے سوال ہے کیونکہ محال ہے کہ نبی جاہل ہو اس چیز سے جو اللہ پر جائز ہو اور نا جائز ہو۔ بلکہ نبی سوال نہیں کرتا مگر جائز امر کا۔

نیز امام نووی رحمتہ اللہ علیہ۔ نے بھی بعینہٖ امکان رؤیت باری تعالےٰ میں یہی دلیل

marfat.com

بیان کی ۔ (شرح مسلم صفحہ ۹۷)

ثابت ہوا کہ اللہ تعالٰے کا دیکھنا ممکن ہے ۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام پر معاذ اللہ گمراہی کا الزام عائد ہوگا ۔

دوسری دلیل امکان رؤیت پر

اللہ تعالٰے نے ارشاد فرماتا ہے ۔ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۔

پارہ ۲۹ ۔ اُس دن کچھ چہرے ہونگے (مومن) ، اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے اور ترو تازہ ہونگے ۔ ثابت ہوا کہ مومن قیامت کے روز اللہ تعالٰے کو دیکھیں گے ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی روئیت محال ہوتی تو قیامت کے روز مومن بھی رب تعالٰے کو نہ دیکھ سکتے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار الٰہی سے مُشرف ہونا

حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے تو اپنے پروردگار کو بلاحجاب و بلاجہت و بلا کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دیدار جمال الٰہی سے مشرف ہوئے ۔ اللہ تعالٰے نے ارشاد فرماتا ہے ۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی o عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی o (پارہ ۲۹ سورت نجم) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب کو دوبارہ دیکھا ۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ۔

فائدہ آیت میں ضمیر مستتر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے اور ضمیر غائب اللہ تعالٰے کی طرف راجع ہے ۔ اگرچہ بعض مفسرین نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف راجع کی ہے مگر محققین اس ضمیر کا مرجع اللہ تعالٰے بناتے ہیں یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا دو دفعہ ۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا (شرح مسلم جلد اول صفحہ ۹۸)

تفسیر روح المعانی میں بھی ضمیر غائب کا مرجع اللہ تعالٰے بیان کیا ہے (روح المعانی پارہ ۲۷ صفحہ ۴۶)

marfat.com

اسی طرح فاضل اجل کمال الملتہ والدین علامہ حسین بن علی کاشفی ہروی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

بتفسیر مشہور معنی آنست کہ خداتعالےٰ را دید بار دیگر وقتیکہ خود نزدیک سدرہ بود۔ (تفسیر حسینی پارہ ۲۹ صفحہ ۳۵۸)

مشہور تفسیر میں معنی یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خداتعالےٰ کو دوبارہ دیکھا جب کہ نزدیک سدرۃ المنتہیٰ کے تھے۔

باقی دوبارہ اسلئے فرمایا کہ نماز کی تخفیف کی درخواستوں کے۔ لئے چند بار عروج و نزول ہوا اس لئے دوبارہ فرمایا۔ ماقبل کی تفسیروں کے حوالوں سے ثابت ہوا کہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خدائے پاک کا دیدار کیا۔

دیدارِ الٰہی کے وقت حضور کی کمال قدرت

جب موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کا شوق ظاہر کیا تو اللہ تعالےٰ نے لَنْ تَرَانِیْ فرما کر فرمایا۔ پہاڑ کی طرف دیکھو جب رب تعالےٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ مگر جب محبوب خدا دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے تو کسی طرف نہ التفات ہے نہ آنکھ مشاہدہ جمال الٰہی کے سوا کسی طرف پھیری۔ بلکہ آنکھ جمال الٰہی کی طرف رہی۔ اسکے باوجود موسیٰ علیہ السلام کی طرح بیہوش بھی نہ ہوئے۔ بلکہ اس مقام عظیم میں ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالےٰ حضور کی اس کمال قوت کی تعریف کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۵ پارہ ۲۷

آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی بلکہ مقصود کی طرف رہی۔

دیدار الٰہی میں آپکو کوئی شک نہ رہا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھا۔ تو اس روئیت میں آپ کو کسی قسم کا شک و تردد نہ رہا بلکہ قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی۔ (پارہ ۲۹ سورہ نجم)

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

marfat.com

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما رأی کیا تھا بعض نے فرمایا وہ صورت جبریل علیہ السلام تھی۔ بعض نے فرمایا ما رأی اللہ تعالےٰ کی ذات تھی۔ (صاوی پارہ ۲۹ صفحہ ۱۱۶)

تفسیر حسینی میں ہے کہ این مرئی بقول اول جبریل است وبقول ثانی حق سبحانہ (تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۳۵۸)

امام نووی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ مِنَ الْمُفَسِّرِيْنَ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهُ رَأَى رَبَّهُ سُبْحَانَهُ۔ (شرح مسلم صفحہ ۹۷)

ان تفسیروں سے بھی ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کو دیکھا ہے۔

رؤیتِ باری کے متعلق مذہب جمہور

اس میں اختلاف ہے کہ آیا حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو شب معراج دیکھا تھا یا نہیں۔ بعض حضرات اس رویت سے انکار کرتے ہیں مگر جمہور صحابہ۔ تابعین۔ محدثین ومتکلمین کا یہی مذہب ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ علامہ صاوی فرماتے ہیں۔

اُخْتُلِفَ فِيْ تِلْكَ الرُّؤْيَةِ فَقِيْلَ رَاٰهُ بِعَيْنِهٖ حَقِيْقَةً وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ۔ (تفسیر صاوی پارہ ۲۹ صفحہ ۱۱۶)

اس رؤیتِ باری تعالےٰ میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالےٰ کو حقیقتاً اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہی قول جمہور صحابہ وتابعین کا ہے۔

صاحب تفسیر حسینی علامہ حسین بن علی کاشفی ہروی لکھتے ہیں۔

اکثر صحابہ برآں اند کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا را در شب معراج دیدہ۔ (تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۲۵۸)

اکثر صحابہ کرام کا مذہب یہ ہے کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالےٰ کو دیکھا۔

علامہ فہامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی رقمطراز ہیں۔

نُقِلَ عَنِ الدَّارِمِيِّ الْحَافِظِ أَنَّهُ نَقَلَ اِجْمَاعَ الصَّحَابَةِ عَلٰى ذٰلِكَ وَنَظَرَ

حافظ دارمی سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے صحابہ کا اجماع اس پر (عدم رویت) پر

marfat.com

فِيْهِ وَذَهَبَ اِلَى الرُّؤْيَةِ الْمَذْكُوْرَةِ وَاَكْثَرُ الصَّحَابَةِ وَكَثِيْرٌ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْمُتَكَلِّمِيْنَ بَلْ حَكَى بَعْضُ الْحُفَّاظِ عَلَى وُقُوْعِ الرُّؤْيَةِ لَهُ بِعَيْنِ رَاْسِهِ الْاِجْمَاعَ۔ (سیرت حلبی جلد اول صفحہ ۴۵۱)

نقل کیا پھر اس پر اعتراض کیا اور رؤیت مذکورہ کی طرف گیا۔ نیز اکثر صحابہ اور بہت سے محدثین اور متکلمین رؤیت کی طرف گئے بلکہ بعض حفاظ حدیث نے اجماع کی حکایت کی اس بات پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سر کی آنکھوں سے خدا تعالٰے کو دیکھا۔

نیز سیرت حلبی میں ہے

اُخْتُلِفَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَاَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى وُقُوْعِ ذٰلِكَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِعَيْنِ رَاْسِهٖ۔

(سیرت حلبی جلد اول صفحہ ۴۵۰)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج دیدار الٰہی کرنے میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء اس دیدار کرنے پر ہیں۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالےٰ کو اپنے سر کی آنکھ سے دیکھا ہے۔

امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ الرَّاجِحَ عِنْدَ اَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ بِعَيْنَيْ رَاْسِهٖ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ۔

(شرح مسلم صفحہ ۹۷)

یعنی اکثر علماء کرام کے نزدیک راجح یہی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

فائدہ ان مذکورہ حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اکثر امت مسلمہ کا مسلک یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں جمال خداوندی کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ یہی مسلک علمائے اہلسنت یعنی بریلوی علماء کا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

marfat.com

تینتسواں وعظ

رؤیتہ باری تعالیٰ کا ثبوت حدیث پاک اور اقوال بزرگانِ دین سے

چوتھے وعظ میں بتایا گیا ہے کہ جمہور اہل اسلام کا مسلک یہ ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا۔ اسکا ثبوت صحیح حدیثوں اور اقوال بزرگوں سے لکھا جاتا ہے۔

حدیث اوّل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا یَقُوْلُ اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ مَرَّۃً بِبَصَرِہٖ وَمَرَّۃً بِفُؤَادِہٖ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔ (مواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۔ نشر الطیب صفحہ ۵۵)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بیشک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کو دو مرتبہ دیکھا ایک مرتبہ اپنی آنکھ سے اور ایک دفعہ اپنے دل سے۔

حدیث دوم

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ لَقِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَعْبًا بِعَرَفَۃَ فَسَاَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ فَکَبَّرَ حَتّٰی جَاوَبَتْہُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْ ھَاشِمٍ فَقَالَ کَعْبٌ اِنَّ اللّٰہَ قَسَمَ رُؤْیَتَہٗ وَکَلَامَہٗ بَیْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسٰی فَکَلَّمَ مُوْسٰی مَرَّتَیْنِ وَرَاٰہُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَیْنِ (ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۶۰)

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرفات میں ملے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کوئی سوال کیا تو کعب نے اللہ اکبر کہا۔ یہاں تک کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ تو ابن عباس رضی اللہ

عنہما نے فرمایا ہم بنی ہاشم ہیں (یعنی جلال میں نہ آؤ) تو حضرت کعب رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالے نے اپنی رویت اور کلام کو حضرت محمد اور موسیٰ علیہما السلام میں تقسیم کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ کلام کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ اپنے کریم کو دیکھا۔

حدیث سوم

عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ ۔ (ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۶۰)

عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

فائدہ حضرت امام نووی شارح مسلم شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے یہ قول اپنے ظن اور اجتہاد سے کیا ہو بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر کہا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث موقوف کے حکم میں ہوگی۔ (شرح مسلم صفحہ ۹۷)

حدیث چہارم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَعْجَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنَ الْخُلَّةُ لِاِبْرَاهِيْمَ وَالْكَلَامُ لِمُوْسٰى وَالرُّؤْيَةُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْرَجَهُ النَّسَائِىُّ بِاسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم کے لئے اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے رویت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے۔

(ایضاً مواہب جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ شرح مسلم صفحہ ۹۷۔ شفا شریف جلد اول صفحہ ۱۲۰)

حدیث پنجم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ بِاَسْنَادٍ قَوِىٍّ ۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

شرح مسلم صفحہ ۹۷) اپنے رب کو دیکھا۔

اقوالِ بزرگانِ دین

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا۔ کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کو دیکھا۔ فرمایا ہاں۔ (شفا شریف جلد اول صفحہ ۱۲۰)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کو دیکھا۔ (شفا شریف صفحہ ۱۲۰۔ شرح مسلم صفحہ ۹۷)

ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہزار دل خصوصیتیں عطا کی گئیں۔ ان میں ایک رؤیت ہے اور بارگاہِ الٰہی کا قرب۔ (سیرت حلبی جلد اول صفحہ ۴۵۲)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی حدیث (کہ حضور نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا) کا قائل ہوں۔ پھر فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے۔ دیکھا ہے۔ یہانتک کہ آپکا سانس رک گیا۔ (شفاء شریف جلد اول صفحہ ۱۲۰ اور مدارج صفحہ ۲۰۸) بعض نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالےٰ پر بڑا افترا کیا۔ تو کونسی دلیل سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا جواب دیا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب کریم کو دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قول سے بڑا ہے۔ (سیرت حلبی صفحہ ۴۵۲۔ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۲۰۸)

marfat.com

ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (شفاء شریف صفحہ ۱۲۱ جلد اول)

محدّث امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ راجح اکثر علماء کے نزدیک یہی ہے کہ رسول پاک حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا (شرح مسلم صفحہ ۹۷۔ سیرت حلبی صفحہ ۴۵۲)

شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محقق علی الاطلاق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اما ایں مقدار خلجان میکند۔ کہ معراج اتم مقامات واقصیٰ کمالات آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہیچ یکے از انبیاء را در آنجا بادی شرکت نہ بود و ہیچ بشرے وملکی را گنجائش آں مقام نہ پس عجب است کہ درآں مقام ببرند و در خلوت خاص درآرند و با علیٰ مطلب واقصیٰ مآرب کہ دیدار است مشرف نگردانند وآں حضرت بایں معنی راضی باشد۔ اگرچہ بکمال بندگی وادب وسطوت کبریائی حق بریں دارد کہ سوال تواند کرد واز ذوق کلام مست گشتہ انبساط نماید وطلب دیدار نہ کنند۔ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام کرد۔ اما کمال محبت ومحبوبیت کہ با جناب اقدس دارد۔ کجا میگزرد: کہ حجابے درمیاں ماند۔ ایں دولت بطلب بدست نے آید۔ تحقیق آں است کہ ناکامی موسیٰ علیہ السلام بجہت آں بود کہ ہنوز سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم ندیدہ وبایں دولت نرسیدہ دیگرے را چہ مجال کہ بطلبد وبیند و علماء خود ہمہ متفق اند بر امکان رؤیت در دنیا بعد از امکان مانع باشد وخود مقام معراج درحقیقت عالم آخرت است وہرچہ در عالم آخرت دیدنی ویافتی بود دید ویافت تا دعوت خلق بحکم عین الیقین کنند۔ چنانکہ گفتہ اند مصرع از دیدہ بے فرق بود تا بشنیدہ۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹)

شیخ الشیوخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیران پیر۔ پیر دستگیر سیدنا ومولانا

marfat.com

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے کہ دیدار الٰہی ای رؤیتہ باری تعالےٰ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کو دنیا میں حاصل نہیں ہوا۔ (الیواقیت والجواہر جلد اول صفحہ ۱۲۸)

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ہر قسم کے آداب رسول اللہ سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ آپ تمام ظاہری باطنی آداب کے مخزن ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں آپ کے حسن ادب کے سلسلے میں ارشاد فرمایا گیا ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ نہ نگاہ بہکی نہ حد سے آگے بڑھی۔ (عوارف المعارف صفحہ ۳۴)

شیخ سہل عبداللہ التستری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبداللہ التستری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے مشاہدہ کے ساتھ رجوع نہیں کیا بلکہ سراپا اپنے پروردگار کا مشاہدہ فرماتے رہے۔ (عوارف المعارف صفحہ ۲۲۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ مکتوبات میں لکھتے ہیں۔

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُسْرِیَ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ بِالْجَسَدِ اِلٰی مَاشَاءَ تَعَالٰی وَعُرِضَ عَلَیْہِ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ وَاُوْحِیَ اِلَیْہِ مَا اُوْحِیَ وَشُرِّفَ ثَمَّۃَ بِالرُّؤْیَۃِ الْبَصَرِیَّۃِ۔ (مکتوبات دفتر اول حصہ سوم صفحہ ۱۸)

بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج جسمانی سیر کرائی گئی جہاں تک اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ اور آپ پر جنت ودوزخ پیش کی گئی۔ اور وحی آپ کی طرف کی گئی۔ اور مشرف فرمائے گئے اس جگہ رؤیت بصری سے۔

نیز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

درجواب گوئیم کہ رؤیت آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در شب معراج در دنیا واقع

marfat.com

نشدہ است۔ بلکہ در آخرت واقع شدہ زیرا کہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در آں شب چوں از دائرہ مکان و زمان بیروں جست و از تنگی مکان برآمد ازل و ابد را آں واحد یافت بدایت و نہایت را دریک نقطہ متحد دید اہل بہشت را بعد از چندیں ہزار سال بہ بہشت خواہند رفت و در بہشت دید عبدالرحمٰن بن عوف را کہ بعد از پانصد سال از فقراء صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین بہ بہشت خواہد رفت دید کہ بہ بہشت بعد از مضیِ آں مدت درآمد و سِر توقف را از وے پرسیدند۔ پس رؤیتے کہ در آں موطن واقع شد داخلِ رؤیتِ آخرت خواہد بود۔ و منافات با جماع بر عدم وقوع آں نخواہد داشت و آں رؤیت را رؤیت دنیوی گفتن محمول بر تجوز است و مبنی بہ ظاہر۔

(مکتوبات دفتر اول حصہ پنجم صفحہ ۱۴ – ۴۲)

پنتیسواں وعظ

مخالفین کا عدم رؤیتہ پر استدلال اور اسکا جواب

جو لوگ عدم رؤیتہ کے قائل ہیں ان کے پاس بڑی دلیل حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی ہے۔ جسکا مسلم نے اپنی صحیح میں اخراج کیا ہے۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ نے فرمایا۔

ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ قُلْتُ مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ الحدیث (مسلم جلد اول صفحہ ۹۸)

تین باتیں ہیں جو شخص ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کلام کرے گا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا بہتان باندھا۔ میں نے پوچھا وہ کیا باتیں ہیں۔ فرمایا جو یہ زعم کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب

marfat.com

کو دیکھا۔ اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ بولا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے رب کریم کا دیدار نہیں کیا۔ مخالفین رویت کے پاس یہی ایک بڑی دلیل ہے۔

حدیث مذکورہ کا جواب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے جو رؤیۃ کی نفی فرمائی ہے وہ محض ان کی اپنی رائے ہے۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر نہیں فرمایا۔ اگر آپ سے سنا ہوتا تو حدیث مرفوع ضرور بیان کرتیں۔ مگر آپ نے عدم رؤیۃ کے بارے میں کوئی حدیث سرکار سے ذکر نہیں کی جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ اور اپنا قول ہے۔ جو انہوں نے بعض آیتوں کے عموم سے استنباط فرمایا ہے۔ جن کا ذکر حدیث پاک میں ہے بعض صحابہ نے ان کی مخالفت کی۔ اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی ایک صحابی قول کرے اور دیگر صحابہ سے کوئی اس کی مخالفت کرے تو وہ قول بالاتفاق حجت نہیں رہتا۔ یہ جواب امام نووی وابن حزیمہ کا ہے۔ جو شرح مسلم صفحہ ۹۷ پر مذکور ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ حدیث صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نافی ہے اور حدیث ابن عباس مثبت ہے۔ اور اصول کا قاعدہ ہے مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر (تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ ۱۱۶)

لہٰذا رؤیت کا ثبوت ہوا۔ وہی ہمارا مسلک ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عدم رؤیت کے اثبات میں دو آیتیں بیان کی ہیں۔

پہلی آیت

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۔ یعنی آنکھیں اللہ تعالےٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ اور وہ سب آنکھوں کا ادراک فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کو نہیں دیکھا۔

جواب اوّل

ایک یہ ہے کہ ادراک حقیقت کا اور ایک رؤیۃ حقیقت اور کنہ کی۔ ادراک خاص ہے۔ رویۃ عام ہے۔ خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔ تو ادراک کی نفی سے رؤیۃ کی نفی کیسے ہوگی۔ جیسا کہ کوئی قمر کو دیکھتا ہے اور اسکی

marfat.com

حقیقت کا ادراک نہیں کرتا۔ تو دیکھو یہاں قمر کی رؤیتہ حاصل ہے اور اسکی حقیقت کا ادراک منفی ہے۔ ایسے ہی آیت پاک میں ادراک حقیقت ذات خدا کی نفی ہے اور حقیقت کی رؤیتہ کی نفی نہیں ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اس سے نفی رؤیتہ کی ثابت نہیں ہے۔ جو مطلوب ہے۔ صرف نفی ادراک کی جو غیر مطلوب ہے۔ یہ جواب علامہ محقق محدث دہلوی کا ہے۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۷)

جواب دوم

یہاں ادراک کا معنی رؤیت نہیں بلکہ احاطہ ہے۔ اور عدم احاطہ سے عدم رؤیت کب لازم آتی ہے۔ جیسا کہ علم کے ساتھ عدم احاطہ سے عدم علم لازم نہیں آتا۔ جب ادراک کا معنی احاطہ ہے تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کو گھیرے میں نہیں لے سکتیں۔ اللہ تعالیٰ آنکھوں کو محیط ہے۔ قدرت و علم سے۔ لہذا آیت کا مستفاد صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بطور احاطہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور رؤیت بغیر احاطہ کی نفی نہیں ہے۔ اور ہم رؤیت بلا احاطہ کے قائل ہیں۔ دیکھو یہ حدیث ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ اس میں ثنائے الٰہی کے احصاء و احاطہ کی نفی ہے۔ تو احاطہ ثنائے الٰہی کی نفی سے مطلق ثناء جو بغیر احاطہ ہے اسکی نفی لازم نہیں آتی ہے ورنہ لازم آئے گا کہ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کوئی ثناء ہی نہیں کی۔ پس ثابت ہوا کہ جیسا کہ احاطہ ثناء کی نفی سے مطلق ثناء کی نفی لازم نہیں آتی ایسا ہی رؤیت بالاحاطہ کی نفی سے مطلق رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۷۔ شرح مسلم صفحہ ۹۸)

دوسری آیت

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا الآیۃ۔ کسی بشر کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے۔ لیکن وحی کے ذریعے سے اور یا پردے کے پیچھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رؤیت کی نفی ہے۔

جواب اول

آیت پاک میں حس کی نفی۔ ہے وہ کلام بے حجاب کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بشر سے بلا حجاب کلام نہیں فرماتا۔ اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ بغیر کلام کے اپنا دیدار بھی کسی کو نہیں دکھاتا۔ لہذا یہ آیت قائلین رؤیت کی مخالف نہیں ہے۔

marfat.com

اور قائلین عدم رؤیت کو کوئی مفید نہیں ہے۔

جواب دوم یہ نفی کلام کی بشر من حیث ھُوَ بشر کیلئے ہے۔ اور جب انسلاخ عن البشریت کا حال طاری ہو۔ اور بشریت کا کوئی حجاب باقی نہ رہے تو پھر یہ حکم نہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دیدارِ الٰہی نصیب ہوا تو آپ اس وقت باوجود بشریت مقدسہ کے منسلخ عن البشریت تھے۔ یعنی بشریت مقدسہ موجود تھی مگر قدرتِ خدا سے اوصاف اور خواص بشریت کا ظہور نہ تھا۔ اور حجاب بشریت اٹھ چکا تھا۔ لہٰذا آقائے دو عالم نے بلا واسطہ کلام بھی کی ہو اور اسی وقت دیدارِ الٰہی سے بھی مشرف ہوئے ہوں۔ (برکت از علامہ کاظمی صاحب مدظلہ العالی)

حدیث ابوذر مخالفین رؤیت نے اپنے دعویٰ پر حدیث ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی دلیل بنایا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ رَأَیْتَ رَبَّکَ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ۔ (مسلم شریف صفحہ ۹۹ جلد اول)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کریم کو دیکھا ہے۔ فرمایا وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدارِ الٰہی نہیں کیا۔

جواب یہاں حدیث ابوذر میں تین روایتیں ہیں۔ ایک تو یہی نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ۔ دوسری روایت میں ہے۔ رَأَیْتُ نُوْرًا۔ تیسری روایت میں ہے نُوْرَانِیٌّ اَرَاہُ۔ دوسری اور تیسری روایت کا معنی ایک ہی ہے کہ میں نے نور دیکھا۔ اور پہلی روایت کا معنی یہ ہے کہ وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ یہ آخری دونوں روایتیں اسکے بالکل معارض ہیں کیونکہ پہلی روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ نور ہے میں نے نہیں دیکھا۔ اور دوسری تیسری روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ نور ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ لہٰذا مخالفین رؤیتہ حدیث ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنے دعویٰ کی دلیل نہیں بنا سکتے ہیں۔

marfat.com

انصاف کی بات

انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ اقوال سب صحیح ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود۔ عائشہ صدیقہ۔ ابوذر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہم سب حق پر ہیں۔ اور اپنے اپنے مقام سے خبر دے رہے ہیں۔ مواہب اللدنیہ کی ایک عبارت کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ جس سے اس مسئلہ کی حقیقت سامنے آجاتی ہے۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر معراج سے واپس تشریف لائے تو حضور علیہ السلام نے ہر ایک کو اس کی عقل اور مرتبہ کے موافق حالات بتائے۔ کفار کو جو سب سے نیچے اور انتہائی پستی میں تھے۔ صرف عالم اجسام کی باتیں بتائیں۔ مثلاً مسجد اقصیٰ کا حال جو ان کو پہلے سے معلوم تھا۔ یا راستہ میں قافلہ کے حالات بتلائے جو جلد ہی ان کے سامنے آگئے۔ جن کی وجہ سے ان کے دل اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے مجبور ہو گئے۔ اسکے بعد حضور علیہ السلام نے واقعات معراج کے بیان کرنے میں کچھ ترقی فرمائی۔ اور آسمانوں پر تشریف لے جانے اور وہاں کے عجائب و غرائب مشاہدہ فرمانے کو بیان فرمایا۔ لیکن ہر صحابی کو اسکے حسب حال خبر دی۔ جو جس کا مرتبہ تھا اس سے اسی کے لائق کلام فرمایا۔ اور ساتویں آسمان تک بغیر تنگی کے حالات بیان فرمائے۔ وہ واقعات بیان فرماتے ہوئے، حضور علیہ السلام جب مقام جبریل علیہ السلام پر پہنچے تو افق مبین کی بات بیان کی۔ اور اس کے مافوق مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی کا وہ بلند مقام جہاں مخلوقات کے تصورات ختم ہو جاتے ہیں اور ماسوی اللہ کی تمام صورتیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ اس بارگاہ اقدس کی خبر بھی صحابہ کرام کو (ان کے مرتبہ اور مقام کے لائق) دی۔ یہ بیان معراج گویا سننے والوں صحابہ کرام کے لئے بمنزلہ معراج تھا۔ اس لئے ہر ایک نے اس سے اپنے مرتبہ کے موافق حصہ پایا۔ کوئی مقام جبریل تک رہا کوئی رؤیت قلبی تک پہنچا۔ کسی کو رؤیۃ عینی کے بیان کا حصہ نصیب ہوا۔ اس لئے کسی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اس نے بھی سچ کہا۔ کسی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالٰی کو دیکھا۔ اس کی بات بھی حق ہے۔ اور پھر جس کے حصہ میں رؤیۃ قلبی کا بیان آیا اس نے رؤیۃ قلبی کو بیان کیا جس نے رؤیت عینی کی بات سنی اس نے صاف کہا کہ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اقدس

marfat.com

کی مبارک آنکھوں سے اپنے رب کریم کو دیکھا۔ مختصر یہ کہ ہر ایک نے اپنے مرتبے اور مقام کی بات کی اور یقیناً سچی بات کی۔ جب یہ حقیقت واضح ہوگئی۔ تو بخوبی معلوم ہوگیا کہ رؤیتہ جبریل علیہ السلام اور رؤیتہ باری تعالیٰ۔ نیز رؤیتہ قلبی اور رؤیتہ عینیہ کے جملہ مقامات اور ان کے بارے میں اختلاف اقوال سب ٹھیک ہیں۔ عبداللہ بن مسعود۔ عائشہ صدیقہ۔ کعب۔ ابوذر۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب حق پر ہیں۔ (مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۷۔ ۳۸)

چوتیسواں وعظ

اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف پانا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ ایزدی میں وہ قرب حاصل کیا جو کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی فرشتہ اس قرب کو پہنچا۔ یہ وہ مقام ہے جو آپ ہی کے لئے خاص تھا۔ اس لامکان میں اپنے رب کریم کا دیدار بلا حجاب ہی نفقط نہیں کیا بلکہ اپنے رب کریم سے بے واسطہ کلام کرنے کی شرافت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی اگرچہ کلام بلا واسطہ کی تھی مگر ایک تو کوہ طور اور دوسرے درمیان میں حجاب تھا۔ مگر جب حبیب خدا اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں تو فوق العرش لامکان پر اور بلا حجاب۔ قرآن پاک اس کلام کو بیان فرماتا ہے۔ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی وحی کی اپنے خاص بندے کی طرف وحی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا تو بتلا دیا کہ میں نے اپنے حبیب کے ساتھ کلام فرمائی مگر یہ ظاہر نہ فرمایا کہ کلام کیا تھی کیونکہ دوستوں کے درمیان اسرار پوشیدہ اچھے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس میں ابہام رکھا مگر اس ابہام کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی اس ابہام کی وسعت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بتمام علوم و معارف وحقائق و بشارت	رب تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر جو سارے
و بشارات و اخبار و آثار و کرامات و کمالات	علوم اور معرفت اور بشارتیں اور اشارے

کہ در حیطۂ ایں ابہام داخل است و ہمہ را شامل از کثرت و عظمت اوست کہ مبہم آورد و بیان نہ کرد۔ اشارت بآنکہ جز علم علام الغیوب و رسولِ محبوب بدآں محیط نتواند شد۔ مگر آنچہ آنحضرت بیان کردہ یا آنچہ از مقابلہ و محاذات روح اقدس وے بر بواطن بعضے از کمل اولیاء کہ بشرف اتباع وے متسعد و مشرف اند تافتہ۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۵)

اور خبریں اور کرامتیں و کمالات وحی فرمائے وہ اس ابہام میں داخل ہیں۔ اور سب کو شامل ہیں ان کی کثرت اور عظمت ہی کی وجہ سے ان چیزوں کو بطور ابہام ذکر فرمایا۔ اور بیان نہ فرمایا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان علوم غیبیہ کو سوائے رب تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول کے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جو کچھ بھی حضور نے بیان فرمایا یا جو کچھ حضور اقدس سے بعض کامل اولیاء کے بواطن پر چمکا بوجہ آپکی اتباع کے مشرف ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے سلام سے مشرف ہونا

جب صاحب معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیدار اور کلام سے مشرف ہوئے تو آپ نے بالہام الٰہی بارگاہ الٰہی میں کہا۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ

تمام عبادتیں زبانی۔ بدنی اور مالی اللہ کے لئے ہیں۔

تو بارگاہِ الٰہی کی جانب سے سلام کا انعام دیا گیا۔ جلّ جلالہٗ نے فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

اے پیارے نبی آپ پر سلام اور رحمت و برکت نازل ہو۔

سبحان اللہ! کیا بلند مقام ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ہم لوگوں کو اگر کوئی بڑا افسر سلام دیتا ہے تو ہمارے لئے باعث فخر اور تعظیم بن جاتا ہے۔ بتاؤ اس حبیب پاک کی تعظیم کا کتنا بلند مقام ہے جسکو خود بادشاہوں کا بادشاہ و احکم الحاکمین سلام دے رہا ہے اللہ اکبر! سرکار نے جب ملاحظہ فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ رحمتیں اور برکتیں تقسیم کر رہا ہے اور مجھ پر بے شمار خسروانہ انعامات نثار کئے جا رہے ہیں۔ اسی وقت آپ کو اپنی امت

marfat.com

یاد آجاتی ہے۔ تو بارگاہ الہٰی میں یوں عرض کرتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۝ — سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر

محبوب خدا نے اس مقام پر جہاں نہ کسی مرسل رسول کو پہنچ اور نہ ہی جبرئیل امین کو حصول وہاں اپنی امت کا ذکر پہنچا دیا مگر عجیب رنگ سے۔ صلحاء کو تو صراحتًا ذکر فرما کر اور ہم گنہگاروں کو عَلَیْنَا کی ضمیر متکلم مع الغیر میں چھپا کر۔ جو اہل علم پر مخفی نہیں۔

فرشتوں کو جب معلوم ہوا کہ بادشاہ حقیقی نے اپنے محبوب کو مقام قرب میں اَن گنت نعمتوں سے نوازا ہے تو ان فرشتوں نے بے اختیار ہو کر بادشاہ حقیقی کی حمد و ثنا اور اسکے حبیب کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہنے لگے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ — میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضرت محمد اسکے بندے اور رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جب حبیب خدا نے واپسی کا اظہار فرمایا تو خطاب الہٰی ہوا۔ اے حبیب۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آتا ہے اپنے دوستوں کے لئے تحفہ لایا کرتا ہے۔ تم اپنی امت کے لئے اس سفر کی واپسی پر کیا تحفہ لے جاؤ گے۔ عرض کی خداوندا جو تو عطا فرمائے وہی لیجاؤں گا فرمایا۔ جو تو نے کہا اور میں نے کہا اور فرشتوں نے کہا وہ تم اپنی امت کے لئے تحفہ کے طور پر لے جاؤ تاکہ وہ اسکو ہر نماز میں پڑھیں اور سعادت ابدی سے مشرف ہوں۔ (معارج جلد سوم صفحہ ۱۵۲)

فرضیت نماز

اسی بارگاہ قدس سے نماز کا تحفہ آپ کو ملا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ دن رات میں آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض ہیں بعض روایات میں چھ ماہ روزے بھی آئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الہٰی سے یہ تحفے کر خوشی خوشی واپس تشریف لائے۔ جیسا کہ سرکار دو عالم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

marfat.com

فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ۔ (مشکوٰۃ ص۵۲۸)

مجھ پر یعنی میری امت پر اور مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پس میں واپس آیا۔

واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب دربارِ خداوندی سے نمازوں کا تحفہ لے کر خوشی خوشی واپس آرہے تھے۔ تو موسیٰ علیہ السلام آپ کے انتظار میں تھے کہ کب حضور نبی الانبیاء تشریف لائیں تاکہ ملاقات کا شرف ہو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام دیدارِ الٰہی کے شائق تھے۔ مگر وہ حاصل نہ ہو سکا۔ اب وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے دیکھنے کا بہت شوق رکھتے۔ کیونکہ وہ چہرہ ذاتِ خدا کو دیکھ کر آیا ہے۔

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ

پس میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو انہوں نے کہا آپ کو کس چیز کا حکم کیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے ہر دن میں پچاس نمازوں کا حکم کیا گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بیشک تیری امت ہر روز پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکیگی میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو بہت ہی آزمایا ہے۔ اپنے رب کی طرف واپس جاؤ اور امت کے لئے تخفیف کا سوال کرو۔ پس میں لوٹا۔ پس اللہ تعالٰے نے مجھے دس نمازیں معاف کر دیں پس میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی۔ پس میں واپس گیا تو دس نمازیں اور معاف ہو گئیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس آیا تو انہوں

marfat.com

فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوٰتٍ
كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوسٰى فَقَالَ
بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ
صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا
تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ
وَاِنِّىْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَ
عَالَجْتُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ
فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ
لِاُمَّتِكَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّىْ حَتّٰى
اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّىْ اَرْضٰى وَاُسَلِّمُ
فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰى مُنَادٍ اَمْضَيْتُ
فَرِيْضَتِىْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِىْ.
رَوَاهُ الْمُسْلِم والبخارى (مشکوٰۃ ۵۲۹)

نے وہی کہا پھر میں واپس گیا تو دس اور نمازیں
معاف ہوئیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آیا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔ پس میں واپس
آیا دس اور معاف ہوگئیں۔ پس مجھے دس نمازیں
ہر روز پڑھنے کا حکم ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کے
پاس واپس آیا تو انہوں نے وہی بات کہی۔ پس
میں واپس آیا تو ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم
ہوا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو کہا کیا
حکم ہوا۔ میں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں کا
کہنے لگے آپ کی امت ہر روز پانچ نمازوں
کی بھی طاقت نہیں رکھیگی۔ کیونکہ میں نے
لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو خوب
آزمایا ہے۔ لہذا اپنے رب کی طرف پھر جاؤ
اور امت کے لئے تخفیف کا سوال پیش کرو۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اتنا مانگا یہانتک
کہ مجھے شرم آتا ہے۔ لیکن میں اس پر راضی برضا ہوں۔ جب میں آگے بڑھا کہ منادی نے پکارا
کہ میں نے اپنے فرض کو جاری کیا اور اپنے بندوں پر تخفیف فرمائی۔

مسلم شریف کی روایت میں اتنا اور زائد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ
وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ
خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ
فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ فَاِنْ
عَمِلَهَا كُتِبَ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ
بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهٗ

حبیب! یہ ہر روز پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز
کیلئے دس نمازیں ہونگی۔ تو یہ ثواب کے
اعتبار سے پچاس نمازیں ہیں۔ جو شخص
نیکی کا ارادہ کرے اور کرے نہیں تو اسکے
لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جو شخص
برائی کا ارادہ کرے اور کرے نہیں تو کچھ بھی

marfat.com

شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ سَيِّئَةٌ وَّاحِدَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۸)

نہیں لکھا جاتا۔ اگر اسکو کرے تو اس کے لئے ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمازوں میں تخفیف طلب کرنے کا مشورہ دینا

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حضور علیہ السلام کو علم ہوتا کہ میری امت پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی تو موسیٰ علیہ السلام کے بغیر کہے خود طلب تخفیف فرماتے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے از خود ایسا نہ کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے واپس گئے اور نمازیں کم ہونے کی درخواست کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تجربہ کی بناء پر علم تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے باوجود عالم الغیب ہونے کے پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ اور اولاً از خود کوئی تخفیف نہ فرمائی۔ اللہ تعالےٰ حکیم ہے۔ اسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اللہ تعالےٰ کے اس فعل میں حکمت تھی۔ اور نبی کریم کے خاموش رہنے میں بھی وہی حکمت تھی۔ حکمت کو لاعلمی کہنا جہالت ہے۔ اس واقعہ میں یہ حکمت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیات ظاہری کے بعد بھی ہم دنیا والوں کے فائدہ کا وسیلہ بن گئے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہل قبور خواہ انبیاء علیہم السلام ہی کیوں نہ ہوں دنیا والوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے اس قول کو رد فرما دیا۔ اور وہ اسطرح کہ پینتالیس نمازیں معاف فرمانے والا اللہ تعالےٰ ہے اور معاف کرانے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معافی حاصل کرنے کے لئے بھیجنے والے اور معافی کا وسیلہ بننے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو صاحب قبر ہیں۔ اور غالباً اسی حکمت کو ظاہر فرمانے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ (کہ جب میں مسجد اقصیٰ جا رہا تھا تو میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گذرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ خاص طور پر لفظ قبر ارشاد فرمانے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اہل قبور کا دنیا والوں کو فائدہ پہنچانا ثابت ہو جائے اور وہ فائدہ بھی ایسا کہ تمام دنیا والے مل کر بھی

marfat.com

وہ فائدہ کسی کو نہیں پہنچا سکتے۔ دیکھو اگر سارا جہان بھی زور لگائے تو فرائض کا ایک سجدہ بھی کم نہیں کرا سکتا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے بالواسطہ پینتالیس نمازیں معاف کرا دیں۔ اس کے علاوہ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازیں معاف کرانے کے لئے بار بار بھیج رہے تھے تاکہ حضور علیہ السلام ہر مرتبہ اللہ تعالےٰ کا دیدار کریں اور موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کریں اور اسطرح آئینہ مصطفےٰ میں اپنے رب کریم کا دیدار حاصل ہو سکے۔ (برکت از بعض مشائخ)

چھتیسواں وعظ

واپسی پر قافلوں کا ملاحظہ فرمانا

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو ام ہانی ابی طالب سے جن کا نام ہند ہے۔ معراج نبوی کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ جب آپ کو معراج ہوئی آپ میرے گھر میں سوتے تھے۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر سو گئے۔ اور ہم بھی سو گئے۔ جب فجر کے قبل کا وقت ہوا۔ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا۔ جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے۔ اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ فرمایا اے ام ہانی میں نے تم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ جیسا کہ تم نے دیکھا تھا۔ پھر بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی۔ پھر میں نے اب صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی۔ جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ پھر آپ باہر جانے کے لئے اٹھے۔ میں نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! لوگوں سے یہ قصہ بیان نہ کرنا۔ کیونکہ وہ آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ کو ایذا دیں گے۔ آپ نے فرمایا وَاللہِ میں ضرور ان سے اسکو بیان کروں گا۔ میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جا۔ تاکہ جو آپ لوگوں سے کہیں اور لوگ آپ سے کہیں اسکو سنے۔ جب آپ باہر تشریف لے گئے۔ لوگوں کو معراج کی خبر دی۔ انہوں نے تعجب کیا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com

اس کی کوئی نشانی ہے دیتا کہ ہم کو یقین آئے ، کیونکہ ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی آپ نے فرمایا۔ نشانی اس کی یہ ہے کہ میں فلاں وادی میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر گزرا تھا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اور میں نے ان کو بتلایا تھا۔ اسوقت میں شام کو جارہا تھا۔ پھر میں واپس آیا۔ یہانتک کہ جب ضجنان میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر پہنچا تو ان کو سوتا ہوا پایا۔ اور ان کا ایک برتن تھا جس میں پانی تھا اور اسکو ڈھانک رکھا تھا۔ میں نے ڈھکنا اتار کر اسکا پانی پیا۔ پھر اسی طرح بدستور ڈھانک دیا۔ اور اس کی یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ان کا قافلہ اب بیضاء سے تنعیم کو آرہا ہے۔ سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے۔ اس پر دو بورے لدے ہوئے ہیں۔ ایک کالا دوسرا دھاری دار۔ لوگ تنعیم کی طرف دوڑ کر گئے تو اس اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہیں ملا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ اور ان سے برتن کا قصہ پوچھا۔ انہوں نے خبر دی۔ کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا۔ سو ڈھکا ہوا ملا۔ مگر اس میں پانی نہ تھا۔ اور ان دو مردوں سے پوچھا جن کا اونٹ بھاگنا بیان فرمایا تھا۔ اور یہ لوگ مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے کہا واقعی صحیح فرمایا ہے۔ اس وادی میں ہمارا اونٹ بھاگ گیا ہم نے ایک آدمی کی آواز سنی جو اونٹ کی طرف ہم کو پکار رہا تھا۔ یہاں تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا۔ (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) اور بیہقی کی روایت میں ہے۔ کہ لوگوں نے آپ سے نشانی مانگی تو آپ نے بدھ کے دن قافلہ کے آنے کی خبر دی۔ جب وہ دن آیا۔ تو وہ لوگ نہ آئے یہاں تک کہ آفتاب غروب کے قریب پہنچ گیا۔ آپ نے اللہ تعالے سے دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رک گیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا آگئے۔

بیت المقدس کی نشانیاں بتلانا

پھر کفار نے آپ سے صدق واقعہ معراج کے لئے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھیں

آپ نے ان کو وہ نشانیاں پوری پوری بیان کر کے ثابت کر دیا کہ میں سچا رسول ہوں۔ اور واقعی میں بیت المقدس کو دیکھ کر آیا ہوں۔

جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ — سرکار فرماتے کہ میں مقام حطیم میں تھا کہ

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِيْ عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِيْ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كَرْبًا مَاكُرِبْتُ مِثْلَهُ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ الحدیث رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۹)

قریش نے مجھ سے میری سیر کے متعلق پوچھا پس بیت المقدس کی چیزوں سے پوچھتے تھے۔ وہ مجھے یوں یاد نہ تھیں (عدم توجہ سے) پس ایسا غم زدہ ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا پس اللہ تعالٰے نے اسے میرے سامنے اٹھا کر رکھدی۔ میں اسکو دیکھ رہا تھا۔ اور جو شئی مجھ سے پوچھتے میں ان کو بتا دیتا۔

فائدہ حضرت علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بیت المقدس کے درمیان جو حجابات تھے وہ سب اٹھا دیئے گئے اور وہ حضور کو سامنے نظر آرہی تھی یا یہ کہ خود بیت المقدس اٹھا کر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھی گئی ہو جیسا کہ ابن عباس کی حدیث میں ہے۔ بیت المقدس کو اٹھا کر دار عقیل کے پاس رکھا گیا اور یہ کوئی محال نہیں۔ کیونکہ سلیمان علیہ السلام کے سامنے تخت بلقیس لایا گیا تو حبیب خدا کے سامنے بیت المقدس پیش کی گئی۔ سبحان اللہ کیا شان محبوب خدا کی ہے کہ آپ کی تھوڑی سی توجہ ہٹنے سے مسجد اقصیٰ بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر خدمت والا میں حاضر ہوگئی۔ (مدارج جلد اول۔ اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۴)

حضور علیہ السلام کا شاہد ہونا

ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰے نے شاہد بنا کر بھیجا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔

اے غیب کی خبر دینے والے محبوب ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

شاہد کے لئے مشاہدہ درکار ہے۔ جب کوئی کسی شئے کو دیکھے نہیں اس کی شہادت کیسی دے سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے لئے شاہد ہیں۔ اس لئے آپ کے ملاحظہ اور مشاہدہ میں ہر شئے کا ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالٰے نے تمام زمینوں

marfat.com

کو آپ کے مشاہدہ میں کر دیا۔ جیسا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا الحدیث رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے میرے سامنے زمین لپیٹ دی ہے پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے۔

زمین کے خزائن کے مالک ہیں

تمام زمین حضور کے مشاہدہ میں ہے اور اس زمین میں جتنے خزائن اور دفائن موجود ہیں وہ بھی نظر پاک سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیونکہ ان خزائن کی چابیاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہیں۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ رواہ البخاری والمسلم (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے کلمات جامع دیکر بھیجا گیا اور رعب دیکر میری مدد کی گئی ہے۔ ایک وقت میں سویا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی تمام چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

اب زمین اور زمین کے خزائن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائے گئے۔ باقی آسمان اور جنت و دوزخ اور وہاں کی مخلوقات رہ گئی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو معراج سے سرفراز فرمایا۔ تمام آسمان اور وہاں کی مخلوقات دکھائی۔ دوزخ وجنت اور وہاں کے جملہ موجودات دکھائے۔ جب تمام موجودات کا مشاہدہ کرا دیا۔ پھر اپنی بارگاہ قدس میں بلاکر اپنا جمال دکھایا تاکہ آپ پر لفظ شاہد کا اطلاق متحقق ہو جائے۔ اور کوئی ایک شئے بھی آپ کی نگاہ اقدس سے اوجھل نہ رہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

واپسی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس تک براق پر تشریف لیجانا متفق علیہ ہے۔ آگے آسمانوں تک مختلف فیہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ

marfat.com

براق پر آسمانوں پر نہیں گئے۔ اور بعض کے نزدیک آپ آسمانوں پر بھی براق پر تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک براق پر سوار رہے۔ پھر وہاں سے رفرف پر سواری فرمائی اور عرش تک پہنچے۔ پھر آگے رفرف بھی رک گئی اور اکیلے بارگاہ الہٰی میں پہنچے۔ اسی طرح واپسی میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ واپسی بغیر براق کے تھی تاکہ اللہ تعالے کی قدرت کا پورا ظہور ہو۔ بعض نے فرمایا کہ واپسی براق پر تھی۔ (حیوۃ الحیوان مکمال الدمیری صفو ۱۴۱)

اپنی بے مائگی کا اعتراف

فقیر غفرلہٗ نے اپنی بساط کے مطابق معراج مبارک کے جملہ وعظ بڑی کوشش سے لکھے ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ کوئی واقعہ باقی نہ رہ جائے مگر پھر بھی اپنی بے مائگی کی وجہ سے بہت سے مسائل رہ گئے ہیں۔ جو ان مواعظ میں نہیں آئے۔ آج پانچویں تاریخ رمضان مبارک کی ہے کہ معراج شریف کے وعظ ختم ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

فقیر نور محمد قادری چشتی حال وارد منڈی واربرٹن۔

ختم شد

اسلام میں
عورت کا مقام

شیخ الحدیث عبد المصطفیٰ اعظمی صاحب

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ
ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد۔ گاؤں کدلاٹھی تحصیل و ضلع شیخوپورہ

marfat.com

ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزینہ

جامع الفتاویٰ

المعروف

انوار شریعت

2 جلد مکمّل سیٹ

مکمّل 16 حصّے

افادات مجدد اسلام شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ
حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ
صدر الافاضل حضرت مولینا سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ
مناظر اسلام حضرت مولینا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

ناشر دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد